سلسلهٔ مطبوعات کتاب خانهٔ ریاست رامپور: نمبر ۱۰

وقائع عالم شاهی

مصنفهٔ

(کنور پریم کشور) فراقی بن کنور اسند کشور
بن راجه جگل کشور دهلوی عظیم آبادی

بتصحیح و تحشیهٔ

امتیاز علی خان «عرشی»
ناظم کتاب خانه

بحکم اعلی حضرت فرمانروای رامپور [illegible] و ملکهم

هندوستان پریس، رامپور
۱۹۴۹ء

بـار اول ۱۹۳۹ع

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ عالم ثانی کی حکومت کا زمانہ، ہندوستان کی نئی اور پرانی تاریخ کا سنگم ہونے کی وجہ سے مورخین کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتا ہے

اس عہد میں ملک کے اندر بہت سی دیسی اور پردیسی طاقتیں ابھر کر اس خلا کو بھرنے کی تیاری کر رہی تھیں، جو مغل سلطنت کے خاتمے سے پیدا ہونے والا تھا۔ مرہٹے، سکھ، روہیلے اور انگریز ان متصادم قوتوں میں پیش پیش تھے۔

حصول اقتدار کے لیے ان طاقتوں نے جو پیہم کوشش کی، اس کی روداد تاریخ کی مختلف کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔ مگر ان کے مصنف کسی نہ کسی ایسی سرکار کے متوسل تھے، جو فریق کی حیثیت رکھتی تھی، اس لیے ان تصنیفات کا دامن جانبداری سے بالکل پاک نہ رہ سکا۔ اس عہد کی مختلف تاریخوں کو پڑھیے اور پھر کسی ایک واقعے کے اسباب و علل متعین کرنے کی کوشش کیجیے۔ بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بغیر کڑی نکتہ چینی کیے ہوئے آپ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

ظاہر ہے کہ عموماً ہر مورخ اپنے آقا کا وفادار اور اپنا بھی خواہ پہلے، اور حق و صداقت کا خدمت گار بعد کو ہوتا ہے، پھر آپ اس سے عام انسانی فطرت کے خلاف کس طرح کوئی توقع قائم کرسکتے ہیں۔

ہاں، کوئی کتاب اس عیب سے کسی حد تک پاک ہوسکتی ہے، تو وہ ذاتی روز نامچے ہوتے ہیں لن نجی تحریروں کا مرتب کرنے والا، ع:

نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا

کے تحت جو کچھ اپنی نظر میں درست پاتا ہے، وہ لکھ رکھتا ہے اور جسے غلط ٹھہراتا ہے، اسے چھوڑ جاتا ہے یا اس سے اختلاف کر جاتا ہے۔ اسے کسی واقعے کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے کی ضرورت کسی خوف کی وجہ سے بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی تحریریں دوسرں کی نگاہ سے اوجھل ہوتی ہیں۔ وہ تو بس اس پیاس کو بجھانا چاہتا ہے، جو انسان کی تجسس پسند طبیعت کا فطری تقاضا ہے

خوش قسمتی سے شاہ عالم کے عہد سے متعلق اسی قسم کا ایک روز نامچہ عرصے سے کتاب خانۂ عالیۂ رامپور میں محفوظ تھا۔ اس کا مرتب، کنور پریم کشور فراقؔ ایسے خاندان کا فرد تھا، جو عرصے تک سلطنتی کاروبار میں دخیل اور سیاسی توڑ جوڑ میں شریک رہا تھا۔ اس لیے اس میں کچھ نہ کچھ سیاسی بصیرت، اور واقعات کے اسباب و علل سمجھنے کی تھوڑی بہت صلاحیت موجود

تھی۔ مورخانہ «جزرسی» کی بھی اس کے مزاج میں
کمی نظر نہیں آتی، جس کے باعث معمولی معمولی واقعات کو
بھی وہ قید کتابت میں لے آنے سے نہیں چوکتا تھا۔

مزیدبرآں یہ روزنامچہ فراق نے شاہی لشکر میں
قیام کے زمانے میں مرتب کیا تھا لشکر شاہی میں اس کا
داخلہ اس زمانے میں ہوا تھا۔ جب کہ افراسیاب خان
کی درخواست پر شاہ عالم آگرے جانے کے لیے دہلی سے
نکل کر تلپت (فریدآباد) میں خیمہ زن ہوئے تھے۔
جہاں سے فراق لشکر کے ساتھ ساتھ سیدپور (تعلقۂ سیکری)
تک گیا، اور وہاں سے راو راجہ ماچھڑی کی سرکار کا
متوسل ہوکر شاہی لشکر سے جدا ہوا تھا۔ اسی عرصے
میں شاہ عالم کے عہد کا وہ سب سے اہم واقعہ پیش آیا
تھا، جس کو شمالی ہندوستان میں «سرہٹہ گردی» کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی افراسیاب خان کا مارا جانا
اور اس کی جگہ مہاجی سیندھیا پٹیل کا برسر اقتدار آنا۔

فراق اس زمانے میں لشکر کے اندر موجود تھا، اور
روز مرہ پیش آنے والے واقعات کا عینی شاہد ہوتے
ہوئے وہ سب کچھ لکھ رہا تھا، جس کی آیندہ مورخ
کو ضرورت پیش آسکتی تھی، مگر جانبدار مورخوں کے
قلم سے اس کا نکلنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

اگرچہ فراق کا یہ سفر تقریباً دو ماہ کے مختصر سے زمانے میں ختم ہوگیا تھا، لیکن اس مدت میں بھی اس نے جو کچھ تحریر کردیا، وہ "عہد شاہ عالم" پر کام کرنے والوں کے لیے بیحد مفید اور ضروری نظر آرہا تھا۔ بنابریں اعلی حضرت فرماں روای رامپور، دام اقبالہم و ملکہم، کے حسب ایما، کتاب خانۂ عالیۂ رامپور کی طرف سے اس کی اشاعت طے ہوئی اور تصحیح و تحشیہ کا کام حقیر عرشی کے سپرد ہوا

کتاب خانے میں اس کتاب کا جو نسخہ محفوظ ہے، وہ فراق کے چچازاد بھائی نے اس کے لیے لکھا تھا، اور پھر خود فراق نے اس کی تصحیح کی تھی۔ اس ایسے صرف ایک نسخے پر کسی مطبوعہ متن کو مبنی کرنے کی غلطی کا بوجھہ یہاں ہلکا نظر آیا۔ مگر کتاب کا خط شکستہ تھا، اور کاتب و مصحح دونوں نے نقطوں کی پابندی سے اپنا دامن بچالیا تھا، اس لیے جگہ جگہ الفاظ کے پڑھنے اور سمجھنے میں دقت پیش آئی۔ یہ دشواری ناموں کے سلسلے میں خطرناک حد تک نمودار ہوئی، چنانچہ کئی نام انتہائی کوشش کے باوجود مشتبہ رہ گئے۔ فراق کی ذاتی تصحیح کے بعد بھی متعدد جگہ الفاظ چھوٹے نظر آئے۔ کہیں کہیں فقروں اور جملوں کا دروبست اصول کے خلاف معلوم ہوا، جس سے عبارت میں خاصی تعقید لفظی پیدا ہوگئی ہے۔

میں نے ایسے تمام مقاموں پر حواشی میں اشارہ لزدینا مناسب خیال کیا، اور متن میں کسی لفظ کا اضافہ کیا بھی، تو آسے قوسین میں جگہ دی، تاکہ موئف و مصحح کا کلام مخلوط نہ ہو جائے

فراقؔ نے روز نامچے کے مطالعہ کرنیوالوں کی آسانی کے خیال سے شاہ عالم کی ولیعہدی و سلطنت کے پچھلے واقعات بطور تمہید شروع میں لکھے تھے۔ ایک تو یہ واقعات بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھے گئے تھے، دوسرے اس حصے کا ماخذ صرف منوں لال کا شاہ نامہ تھا، جس کے باعث جگہ جگہ اختلاف کی گنجایش نکلتی معلوم ہوتی تھی۔ ان وجوہ سے یہ مناسب نظر آیا کہ ان کی تشریح و تصحیح کے لیے دوسری معاصر تاریخوں کی مدد سے نوٹ لکھے جائیں۔ یہ کام دقت طلب بھی تھا اور وقت خواہ بھی۔ مگر اہل علم کی سہولت کے پیش نظر تشریحات کے عنوان سے اس قسم کے حاشیے آخر میں شامل کیے گئے، اور اتفاق و اختلاف دونوں صورتوں میں ان تاریخوں کے مکمل حوالے درج کرنے کا التزام کیا گیا جس پر مصحح کے بیان کی بنا تھی۔

شروع میں فراقؔ اور اس کے خاندان نیز اس روز نامچے کے مخطوطے کی حالت اور اس کے مندرجات کی اہمیت وغیرہ مباحث پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے، تاکہ مصنف اور

اس کی تصنیف کے متعلق مصحح کی رائے سے پڑھنے والے واقف ہوجائیں۔ تصحیح و تحشیے میں تقریباً دو سال صرف کرنے کے بعد کتاب اس قابل ہوئی کہ اسے چھاپ کر اعلی حضرت فرمان روای رامپور، دام اقبالہم و ملکہم، کے حضور میں پیش کیا جاسکے

استدعا ہے کہ اعلی حضرت اس حقیر کوشش کو شرف قبول عطا فرمائیں، اور دعا ہے کہ کتاب خانۂ رامپور کے سلسلۂ مطبوعات کو روز افزوں ترقی نصیب ہو۔ آمین!

احقر

امتیاز علی عرشی

ناظم

کتاب خانہ' ریاست رامپور

۱۰ مئی ۱۹۴۹ء

حالات مصنف

نام و نسب | کنور پریم کشور فراقی تخلص، کنور انند کشور کا بیٹا اور راجہ جگل کشور کا پوتا ہے[1]۔

جگل کشور قوم کا بھاٹ اور پیشے کے لحاظ سے شراب فروش تھا[2]۔ اپنی فطری استعداد اور ذاتی لیاقت کی بدولت نواب مہابت جنگ، صوبہ دار بنگال، کے یہاں رسوخ پیدا کیا، اور کئی برس تک محمد شاہ بادشاہ دہلی کے دربار میں ان کے وکیل کی حیثیت سے مامور رہا[3]

جگل کشور نے مرشدآباد میں بہت بڑی جاگیر حاصل کرلی تھی۔ ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں اس کی ماہانہ آمدنی ۲۰ ہزار روپے اور خرچ ۱۲ ہزار تھا، اس میں سے ۷ ہزار روپے شاگرد پیشہ پر اور ۵ ہزار بیوتات پر صرف ہوتے تھے[4]۔

دولت و ثروت کے ساتھ جگل کشور دل والا بھی تھا۔ اپنے بڑے بیٹے کنور انند کشور کی شادی اس شان و شکوہ سے کی کہ قاسم کے بقول دلی میں اس جیسی دھوم دھام

---

(۱) مجموعۂ نغز: ۲، ۳۸ و روز روشن: ۵۱۶ (۲) سفرنامۂ مخلص: ۸۳ ح ۲ و طبقات شعرای ہند: ۵۳۰، گلشن بیخار: ۲۰۲ (۳) سفرنامۂ مخلص، ذکر میر: ۷۰، مجموعۂ نغز: ۲، ۳۸، مقالات الشعرا: ۱۷ الف، تاریخ مظفری: ۱۳۸ ب، بیل: ۲۰۲ (۴) سفرنامۂ مخلص: ۸۳۔

کی کوئی اور شادی نہ ہوسکی۔ چنانچہ سارے شہر کو کھانے پر بلایا تھا، اور جس کے بارے میں یہ خطرہ گزرا کہ «صلائے عام» کو اپنے لیے باعث ننگ خیال کرے گا، اس کے گھر پر خود جا کر ان الفاظ کے ساتھ مدعو کیا تھا کہ

«آپ کے بھتیجے کی شادی ہے۔ اگر آپ شریک نہ ہوئے، تو محفل بے رونق رہے گی»۔[1]

مگر جگل کشور کے اس لکھ لٹ پن کا نتیجہ خود اس کی زندگی میں یہ نکلا کہ میر تقی میر نے ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء) میں اس سے اپنی پریشان روزگاری کی شکایت کی، تو شرما کر کہنے لگا کہ «میرے پاس صرف ایک پرانی شال ہے۔ کچھ اور مقدرت ہوتی، تو اس سے دریغ نہ کرتا»۔[2]

نواب صفدر جنگ سے بھی جگل کشور کے خصوصی تعلقات تھے۔ ذی حجہ ۱۱۶۱ھ (نومبر ۱۷۴۸ء) میں نواب قائم خان بنگش، روہیلوں کے مقابلے میں مارے گئے، تو صفدر جنگ کی طرف سے جگل کشور ہی کو نذرانے کے ۶۰ لاکھ روپے وصول کرنے بھیجا گیا تھا۔[3]

---

(۱) مجموعۂ نغز: ۲ ۳۸۔ تواریخ اودھ: ۱۱۲:۱ میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ شجاع الدولہ کی شادی بھی ایسی ہی دھوم دھام اور شان و شکوہ سے ہوئی تھی۔ ان دو کے سوا پھر ایسی شادی کسی سے نہ ہوسکی۔
(۲) ذکر میر: ۷۸۔ (۳) تاریخ فرخ آباد: ۹۹:۲۔

شوال ۱۱۶۳ھ (ستمبر ۱۷۵۰ء) میں صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش سے شکست کھائی، اور نواب عزالدین خان نے بادشاہ کو صفدر جنگ کے خلاف بھڑکا دیا، تو جاوید خان خواجہ سرا اور صفدر جنگ کے درمیان نامۂ و پیام کا کام بھی جگل کشور ھی نے انجام دیا تھا۔

رواج زمانہ کے مطابق جگل کشور کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ ثروت تخلص کے ساتھ شعر کہتا[۲] اور میر تقی میر دھلوی سے اصلاح لیتا تھا۔ مگر میر نے اس کی سخن گوئی کے متعلق بہت بری راے ظاھر کی ہے[۳]۔

مشہور ہے کہ عالمگیر ثانی کے عہد (۱۱۶۷ھ تا ۱۱۷۳ھ = ۱۷۵۴ء تا ۱۷۵۹ء) میں ایک دن نواب احمد خان بنگش، عماد الملک اور راجہ جگل کشور اپنے اپنے ھاتھیوں پر سوار مکن پور سے فرخ آباد واپس آرھے تھے۔ نتوا کے میدان میں جگل کشور کسی ضرورت سے نیچے اترا۔ اچانک ھاتھی نے حملہ کرکے مار ڈالا احمد خان نے اس کا مال واسباب ضبط کرلیا[۴]۔

اس ضبطی سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ احمد خان کو جگل کشور کے سبب موت میں کچھ دخل تھا۔

(۱) تاریخ فرخ آباد: ۲ ۳۹، بعد۔ (۲) مقالات الشعرا: ۱۰ الف؛ تکملۃ الشعرا: ۱۵ الف؛ پہل: ۲۰۱۔ (۳) ذکر میر: ۵۷۔ (۴) تکملۃ الشعرا: ۱۷ الف۔ تاریخ فرخ آباد: ۲، ۹۷۔

فراق کا باپ | فراق کا باپ، انند کشور، بڑے ناز و نعم میں پلا تھا اور جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے، ساری دلی میں اسکی شادی بے نظیر ہوئی تھی۔ مگر جگل کشور کی فضول خرچی اور اس کے مرنے کے بعد احمد خان بنگش کے جور و ستم نے انند کشور کی زندگی کو شاید بے کیف بنادیا تھا کہ اس نے ترک دنیا کرکے بندابن میں منڈیا ڈال لی، اور وہیں فوت ہوگیا۔

قاسم، مولف مجموعۂ نغز، نے لکھا ہے کہ وہ باطن میں مومن اور ظاہر میں کافر تھا۔ اس راز کو اس نے صرف مجھ پر کھول دیا تھا۔ یوں عام طور پر کسی کے روبرو اسلام کا اظہار نہیں کرتا تھا ۱۔

فراق کے ذاتی حالات | فراق نے بڑے گھر میں پرورش پائی تھی، اور اس کی تعلیم و تربیت حسب رواج زمانہ اعلی درجے کی ہوئی تھی، اس لیے وہ جوان ہوا تو

—«حسین، خلیق، متواضع، با ادب، مہذب، شیریں گفتار، پسندیدہ کردار، ہوشیار اور مودت شعار»— نکلا۔

فارسی اور ریختہ دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا اور برکت اللہ خان برکت دھلوی سے اصلاح لیتا تھا ۲۔

---

(۱) مجموعۂ نغز : ۲، ۴۸ - (۲) ایضاً : ۲، ۴۸ و روز روشن : ۵۱۶ -

فارسی کے متعدد اشعار خود وقائع میں موجود ہیں
یہ ایک شعر "روز روشن" میں نقل کیا ہے:

مریض عشق ترا داروی شفا چہ کند؟
کسی کہ درد تو دارد، دگر دوا چہ کند؟

اردو کا صرف یہ شعر تذکروں میں ملتا ہے[۱]:

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس!

بقول غلام محمد ہفت قلمی، فراق خط شکستہ کا بڑا اچھا خطاط اور پریم ناتھ آرام کا شاگرد تھا۔ وقائع کے پہلے صفحے پر اس کے قلم کی تحریر موجود ہے۔ نیز جہاندار شاہ کے دہلی سے فرار ہوجانے کا واقعہ بھی، جو زیر نظر مطبوعہ نسخے میں صفحۂ ۱۹ سے شروع ہوتا ہے، اصل مخطوطے میں فراق کا اپنے قلم سے بڑھایا ہوا ہے۔ ان دونوں تحریروں سے غلام محمد کے بیان کی تصدیق و توثیق ہو جاتی ہے۔

فنون سپہ‌گری میں سے تیراندازی میں بھی فراق کو بڑی مہارت حاصل تھی[۲]۔

دادا کی جائداد گزر بسر کے لیے کہاں تک کام آتی۔ آخر فراق نے تلاش معاش میں گھر سے نکلنے کی ٹھان لی۔ دو شنبہ ۱۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۴ء) کو تلپت کے

(۱) مجموعۂ نغز و طبقات شعرای ہند۔ (۲) تذکرۂ خوشنویسان: ۱۱۶۔

مقام پر اس نے شاهی لشکر میں قدم رکھا یہاں شاهی مودی رای رام رتن کے بیٹوں کے پاس قیام کیا، اور ادبی مشغلے کے ساتھ معاشی گتھی سلجھانے کی کوشش بھی کرتا رہا۔ شنبه ۳ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ (۱۰ جنوری ۱۷۸۵ء) کو راو راجه ماچھڑی والے کے دامن دولت سے وابسته هوگیا[۱]۔

غالباً یه توسل ناپائدار ثابت هوا۔ یکشنبه ۲ جمادی الاولی ۱۲۰۶ھ (یکم جنوری ۱۷۹۲ء) کو هم اسے گنگا میں بسواری کشتی مرشدآباد کا عازم دیکھتے هیں[۲]۔ قاسم کی بھی تصریح بھی ہے که آخر میں مرشدآباد جارها تھا اور دادا کی بقیه جائداد بیچ کر گزارا کرتا تھا[۳]۔ اور بقول کریم الدین دنیا کو چھوڑ، دین اختیار کرکے متوکل اور زاهد هوگیا تھا[۴]۔

فراق کا مذهب | جہاں تک مذهب کا تعلق ہے، فراق کا باپ کنور انندکشور، قاسم سے اپنے مسلم هونے کا پوشیده طور پر اظہار کرچکا تھا۔ فراق نے باپ سے زیادہ اسلام کے ساتھ دلچسپی کا مظاهره کیا ہے۔ وقائع کے دیباچے میں مسلمان مصنفوں کی طرح حمد، نعت اور منقبت لکھنا اس کے اسلامی رحجان کا کھلا هوا ثبوت ہے[۵]۔ اسی طرح شیورامداس اور نرایندااس کو «کافر»

---

(۱) وقائع: ۱۳۳و ۱۴۴ (۲) وقائع: ۱۰ (۳) مجموعهٔ نغز۔
(۴) طبقات شعرای هند۔ (۵) وقائع: ۲۔

کے لفظ سے اپنے بچی روز نامچے میں یاد کرنا بھی اسی خیال کی تائید کرتا ہے [۱]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں "وصی" کی صفت کا استعمال اس کا غماز ہے کہ فراق کا میلان مخصوصیت کے ساتھ شیعیت کی طرف تھا

فراق کی اولاد | فراق کے کئی بیٹے تھے ان میں سے بڑا ہرچند کشور تھا یہی مرشدآباد کے سفر میں باپ کے ہمراہ تھا [۲]۔

تصنیفات | فراق کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوشگو شاعر ہی نہیں "بسیار گو" بھی تھا۔ چنانچہ فارسی زبان میں کئی مثنویاں اس نے لکھی ہیں۔ ان میں کی ایک خود اسی کے قلم کی لکھی ہوئی غلام محمد نے بھی دیکھی تھی [۳]۔ اب یہ سب مثنویاں عنقا ہو چکی ہیں۔

وقائع | لیکن کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں ایک قلمی کتاب "وقائع عالم شاہی" نام کی محفوظ ہے۔ اس کے سرورق، دیباچے اور خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کنور پریم کشور فراق کا مرتبہ روز نامچہ ہے چونکہ مسٹر ایلیٹ نے اپنی تاریخ ہندوستان میں اس کا

---

(۱) وقائع: ۱۵ (۲) ایضاً: ۱۰ (۳) تذکرہ خوشنویساں، مطبوعۂ کلکتہ: ۱۰۶ میں "دو" اور اسی کتاب کے مخطوطۂ رامپور ۴۴ الف میں "چند" لکھا ہے۔

حوالہ نہیں دیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تصنیف کے بعد سے اب تک یہ نایاب رہا، اور اس بنا پر بیحد قابل قدر ہے۔

<u>نسخے کی حالت</u> | نسخے کا ناپ ۸½ × ۵¾ و ۶ × ۲¾ اور اوراق کی تعداد ۷۰ ہے۔ ہر صفحے میں ۱۵ سطریں ہیں۔ کاغذ پرانا انگریزی دبیز انڈے کے رنگ کا، روشنائی سیاہ، عنوان شنگرف اور خط عمدہ شکستہ ہے۔ پوری کتاب لوح اور جدولوں سے خالی ہے۔ برای نام کرمخوردگی کے نشان بھی پائے جاتے ہیں۔ خاتمے میں تاریخ کتابت اور کاتب کا نام بھی موجود ہے جگہ جگہ حک و اضافہ بھی نظر آتا ہے، اور ایسے یقینی قرینے پائے جاتے ہیں، جن سے یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ یہ سب خود فراقؔ کے قلم کا ہے۔ چنانچہ سرورق کی تحریر، جو فراقؔ کی دستخطی اور مہری ہے، اس تحریر سے بالکل مشابہ ہے جو ورق ۶ ب و ۷ الف و ب و ۸ الف و ۹ الف تا ۱۰ ب کے حاشیوں پر ثبت ہے۔

<u>تاریخ تصنیف</u> | دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ فراقؔ دو شنبہ ۱۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۴ء) کو شاہی لشکر میں وارد ہوا۔ یہ لشکر شاہ عالم کے ہمرکاب دہلی سے آگرے کی طرف کوچ کررہا تھا، اور اس تاریخ کو ضلع حصار کے ایک قصبے تلپت میں، جو موجودہ فریدآباد کے پاس

واقع اور دلی سے آگرے جاتے ہوئے پہلی منزل تھی، ڈیرے ڈالے پڑا تھا یہاں سے فراقی لشکر کے ساتھ ساتھ کوچ کرتا رہا۔ اسے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اس سفر کے روز مرہ کے واقعات قلمبند کرے، مگر کسی طرف سے تحریک نہ ہونے کے باعث کام میں تعویق ہوتی گئی۱۔

۱۲ محرم ۱۱۹۹ھ (۲۵ نومبر ۱۷۸۴ء) کو بادشاہ نے سہدپور (تعلقۂ فتحپور سیکری) میں قیام کیا، تو شاہی مودی رای رام رتن کے بیٹوں، لالہ رام نراین اور لالہ ہر نراین اور ان کے منشی دیبی رام آباد تخلص نے روز نامچۂ شاہی مرتب کرنے کی تجویز پیش کی فراقی نے اسے خوش آمدید کہا اور اسی تاریخ سے روزانہ کے واقعات ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیے۲

مگر بقول فراقی کتاب کے لیے تمہید کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے کتاب کو دو دفتروں میں منقسم کیا۔ پہلے دفتر میں بطور تمہید احمد شاہ بادشاہ کے نابینا کیے جانے کے واقعے سے شروع کرکے عالمگیر ثانی کے واقعات حکومت اور شاہ عالم ثانی کی تخت نشینی تک کے حالات اجمالاً لکھے، اور اس سلسلے کو ۱۱ محرم ۱۱۹۹ھ (۲۴ نومبر ۱۷۸۴ء) پر ختم کر دیا۳۔

دوسرا دفتر ۱۲ محرم سے شروع کیا اور ۱۱ ربیع الاول سنۂ مذکورہ پر ختم کر دیا۔ اس طرح ایک دن کم دو ماہ

(۱) وقائع: ۳۔ (۲) ایضاً: ۱۴۴۔ (۳) ایضاً: ۳۔

کے روز مرہ واقعات لشکر شاہی قید تحریر میں آگئے، اور آیندہ والے مورخوں کو متعدد ہوست کندہ حالات کے مطالعہ کرنے کا موقع مل سکا۔

فراقؔ کا ارادہ تھا کہ اس سلسلے کو آخر ماہ تک جاری رکھے، مگر راو راجہ ساچھڑی والے کا ملازم ہو جانے کی وجہ سے اس میں اور لشکر شاہی میں بعد ہوگیا تھا، اور مشاہدے کی جگہ سنی سنائی جھوٹ سچ باتیں لکھنا پڑتی تھیں، یہ بات فراقؔ کو پسند نہ تھی؛ اس لیے اس نے ۱۱ ربیع الاول پر روز نامچے کو ختم کردیا۔

وقائع کی فنی حیثیت | اس روز نامچے کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے متعدد شاہی روز نامچوں کے برخلاف اس کو شاہی حکم سے یا بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ اسی لیے اس کا انداز بیان بیباک اور طرز بیان بڑی حد تک صاف و سادہ ہے۔ واقعات کے بیان میں بھی کسی شخص یا فریق کی بیجا حمایت نظر نہیں آتی، حتی کہ شاہ عالم پر بھی، جس کا فراقؔ خاصا معتقد نظر آتا ہے، آزادی کے ساتھ تنقید کی گئی ہے۔

مثلاً بادشاہ نے اپنے خاصے کو کوچ حکم دیدیا ہے۔ پٹیل کسی مصلحت سے التوای سفر کا خواہاں ہے، اور اس خواہش کو یہ کہکر پیش کرتا ہے کہ پھر نیازمند ہمرکاب

(۱) وقائع : ۱۴۲ ۔

نہ چل سکے گا۔ بادشاہ ایسے مغویوں کی کار روائی سمجھ کر روانگی پر مصر ہیں، اور آغا پسند کی معرفت پٹیل کو یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ "خاصہ گیا۔ عدول حکمی سے کیا فائدہ؟ ہم اگلے پڑاو پر تمہارا انتظار کریں گے۔ بھیجے ہوئے خاصے کو واپس بلانے میں عوام کی نظر میں سبکی و ... سلطنت ہے شاہی خاندان کی لاج رکھنا چاہیے"

اس پر فراقی لکھتا ہے کہ "سبحان اللہ سبکی و گرانسنگیء خلیفۂ روزگار وابستۂ کوچ و مقام است اگر شدہ مدارج عالی، و الا سفلی صیب گشت" [۱]

بادشاہوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ہندیوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ فراقی ہندو گھرانے کا ایک رکن تھا۔ لشکر شاہی میں اس کا ورود ہوا ہے تو بادشاہ پٹیل کے قبضے میں آچکا تھا، اور پٹیل ہندو ہونے کے باعث ملک میں ہندو راج یا کم از کم مرہٹہ سالادستی قائم کرنا چاہتا تھا چاہیے تھا کہ فراقی اس کے یا دوسرے ہندو سرداروں کے ہر طرز عمل کو سراھتا، مگر ہمیں پوری کتاب میں کسی ایک جگہ بھی یہ دھبا نظر نہیں آتا۔ وہ قومیت یا مذہب کی بنا پر پٹیل وغیرہ کا ساتھی بننے کو ہرگز آمادہ نہیں۔ اس کے دل میں تو اس کا درد محسوس ہوتا ہے کہ بادشاہ اپنے حقیقی پرعظمت درجے

---

(۱) وقائع : ۸۰، ۸۱۔

سے گرپڑا ہے اور ایسے واجبی مقام دلانے کی بظاہر کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ چنانچہ جگہ جگہ پٹیل پر چھپے اور کھلے طنز اسی جذبے کے تحت کہے گئے ہیں۔ مثلاً

ڈیگ کا قلعہ فتح ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس کے فاتح، «پٹیل انجم خیل» کو اس کا بخشی دینا طے کیا ہے اور خود اس کے دیکھ لینے پر قناعت کرنے کی ٹھانی ہے۔ اس پر فراق لکھتا ہے کہ «زہی شاہی کہ سلطنت وقف ساختہ و در لباس شاہی کوس گدائی نواختہ»۔

بادشاہ کی حالت | وقائع کے دوسرے دفتر سے مرہٹوں، سکھوں، جاٹوں اور راجپوتوں کے متعلق بہت سی دلچسپ جزئیات کا پتا چلتا ہے۔ نیز اس سے شاہ عالم کی حیثیت بھی اچھی طرح روشنی میں آجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بادشاہ کی بے بسی اس درجے تک پہنچ چکی تھی کہ امرائے دربار ہی نہیں، خدام بھی شاہی رعب و داب نہ مانتے تھے، چنانچہ ایک بار بھرے دربار میں بادشاہ کی بلااجازت ایک مرہٹہ سردار نے، پٹیل پر کچھ نقدی نچھاور کی تو فراش اور خدام بے دھڑک لوٹنے لگے اور بادشاہ کی نظروں کے سامنے گتھم گتھا ہوگئے ۲۔

---

(۱) وقائع : ۸۹ (۲) ایضاً : ۴۴

کسی بات پر خفا ہوکر بادشاہ درباریوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے، تو منہہ توڑ جواب سنتے، اور اس جواب میں فحش الفاظ تک موجود ہوتے ۱۔

بے بسی نے بادشاہ کو دروغ کو اور دروغ پسند بھی بنادیا تھا۔ خود بھی بڑھا چڑھا کر بات بیان کرتے اور دوسروں سے بھی اسی کے متوقع رہتے تھے ۲۔

آمدنی کی کمی اور خرچ کی زیادتی نے بادشاہ سلامت کے مزاج میں نازیبا کفایت شعاری اور شاعرانہ حسن طلب بھی پیدا کردیا تھا۔ ایک بار نقارچیوں نے حسب حکم کوچ کا نقارہ بجایا۔ پتھل کی ایما سے بادشاہ نے سفر ملتوی کردیا۔ نقارچیوں نے پچھلے بادشاہوں کے دستور کے مطابق سوا سو روپے «تاوانی انعام» کے طلب کیے۔

بقول فراقی، اس «سلطنت بخش» بادشاہ نے سوا روپیہ باکراہ دیا، اور ان کی واویلا پر فرمایا کہ «یہ بھی ہماری ہی ہمت تھی کہ صدای طبل پر .. آنے بخش دیے۔ تمہیں یہ بھی کیا برے ہیں، جو زیادہ طلبی کرتے ہو» ۳۔

پتھل نے ایک مرتبہ پوشاک کی چند کشتیاں مرشدزادوں کے لیے بھیجیں۔ شاہ عالم کی ایک بیٹی بڑی چہیتی تھیں، اور «میاں صاحب» کہلاتی تھیں۔ ان کے

---

(۱) وقائع : ۱۴۱ (۲) ایضاً : ۸۸، ۹۲ (۳) ایضاً : ۹۷

مطلب کا کوئی کپڑا ان میں نہ تھا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ سلامت نے لانے والے کے سامنے فرمایا کہ « چونکہ پٹیل جانتے ہیں کہ ہمیں میاں صاحب سے کتنی محبت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے جداگانہ اچھا سا کپڑا بھیجیں گے »۔ پٹیل نے یہ ارشاد سنا، تو فوراً اعلی درجے کا کپڑا پیش کردیا ۱۔

درباری بھاٹ کے کلام میں بھی اس سے زیادہ کیا حسن طلب ہوسکتا ہے!

اس صورت حال نے عیش و عشرت میں بھی چھچھورا پن پیدا کردیا تھا۔ بڑھاپے میں « عزیزن » نامی ایک معمولی کنچنی پر عاشق ہوکر اسے شرف زوجیت سے مشرف فرمایا تھا، اور « ملکۂ عالم » خطاب دے کر الفاظ کی مٹی پلید کی تھی۔ وہ بدذات روٹھ جاتی، اور کسی طرح نہ ملتی، جب تک بادشاہ کو خوب دق اور ذلیل نہ کرلیتی۔ بادشاہ سلامت اس کی ہی نہیں، اس کے بھائی بندوں کی بھی خوشامد درآمد فرماتے اور آخر بہزار منت و سماجت اسے راضی کرکے دم لیتے ۲۔

بادشاہ کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ چنانچہ وقائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں بھی دربار

---

(۱) وقائع : ۱۲۲ - (۲) ایضاً : ۱۱٦ -

شاعرانہ بذلہ سنجیوں سے خالی نہ رہا۔ بادشاہ خود بھی اس میں حصہ لیتے اور دوسروں کی بھی ہمت افزائی فرماتے رہتے۔

ایک دن غالب علی خان سید تخلص نے تاثیر اصفہانی کے اس مطلع پر غزل لکھ کر سنائی:

باز در عشق تو دارم سر داد و ستدی
کہ دہم افسر شاہی بکلاہ نمدی

سید کا مطلع تھا:

بوسہ خواہم ز لبش، یک دادی دادہ، صدی
ہست زان سادہ مرا خوش سر داد و ستدی

بادشاہ سلامت نے فرمایا کہ «داد و ستد» سے خواجہ حافظ کا یہ شعر یاد آگیا:

پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت
نا خلف باشم، اگر من بجوی نفروشم

حاضرین میں سے ایک صاحب بولے کہ اس شعر سے تو بے نیازی و استغنا ٹپکتی ہے۔ بہترین شعر یہ ہے:

عنقریب است کہ با خاک برابر گردد
تاج زرین شہ و کاسۂ چوبین گدا

بادشاہ سلامت نے سید کی غزل کے قافیے کے پیش نظر فرمایا "کہ اگر اس شعر کے قافیے کا الف "ی" سے بدل کر: تاج زرین شہ و کاسۂ چوبین گدی، پڑھا جائے، تو کیسا ہوگا؟

حاضرین اس لطیفے سے بہت محظوظ ہوئے[1]۔

خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے انتقال کی بادشاہ سلامت کو خبر ملی، تو بہت رنجیدہ ہوئے، اور اظہار ملال کی خاطر ہاتفی کا یہ شعر پڑھا:

او رفت و رویم ما ز دنبال
آخر ہمہ را ہمین بود حال[2]

بادشاہ کے رنج و ملال میں صرف اس کو دخل نہ تھا کہ خواجہ صاحب دھلی کے ایک مشہور صوفی اور درویش تھے، بلکہ وہ اردو زبان کے بڑے مشہور اور صاحب طرز شاعر بھی تھے، اور بادشاہ تصوف سے زیادہ اس صفت کے دلدادہ اور قدر دان نظر آتے ہیں۔

شاہ عالم کا سوگوار دربار بعض اوقات برجستہ فقروں اور شگفتہ لطیفوں سے بھی تابناک ہوجاتا تھا۔

پٹیل کے ایک سردار مینڈھا سنگھ نے شاہی لشکر کے قصابوں کو گاؤ کشی سے روک دیا۔ بادشاہ سلامت

---

۱) وقائع : ۶۰ (۲) ایضاً : ۱۰۶۔

نے ہلیل سے اس بارے میں شکایت کرائی، تو اس نے جواب میں عرض کیا:

«حضور والا، آخر مینڈھا ہے نا۔ جان کے خوف سے اسباب سے الجھ پڑا»

بادشاہ سلامت کو یہ فقرہ بہت بھلا لگا۔ هنسکر فرمایا:

درمسلخ عشق جز نکو را نہ کشند[1]

یہی مینڈھا سنگھ، ایک دن مرزا مینڈھو شاہی میر آتش سے الجھ پڑے۔ بادشاہ نے صلح صفائی کراکے فرمایا: «آج ہم چاهتے، تو سب کو مینڈھوں کی لڑائی کا تماشا خوب دیکھنے کو ملتا[2]»۔

ایک دن کسی نے دربار میں ذکر کیا کہ مسٹر تلیر فرنگی نے راجۂ جےپور کی ملازمت سے استعفا دیدیا، اور اب آپاجی کھنڈو سے بات چیت کر رھا ہے۔ اس پر ارشاد ہوا: «اگر تلیر ایک ڈالی سے اڑکر دوسری پر جا بیٹھا، تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ پرندے بیوفا ہوا ہی کرتے ہیں[3]»

شنکرایت پر پٹیل نے حضور شاہ میں تل شکری پیش کی۔ حضرت نے زنانخانے میں جاکر خود بھی کھائی

---

(۱) وقائع: ۵۷ ۔ (۲) ایضاً: ۸۳ ۔ (۳) ایضاً: ۱۲۰ ۔

اور بیگمات کو بھی کھلائی اس پر ایک منھ چڑھی بیگم بولیں: "قصور معاف، ہندوستان میں یہ رسم ہے کہ باندی غلام یا گھوڑا خریدتے ہیں، تو اسے تل شکری کھلاتے ہیں، تاکہ وفادار نکلے۔ حضرت نے پٹیل کی تل شکری کھائی ہے، تو وفاداری بھی برضا ہوگی"

بادشاہ سلامت نے فرمایا "بھئی، جب غلاموں کو تل شکری کھلاتے ہیں، تو حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ بردوں سے بھلائی کی امید نہ رکھنی چاہیے، لہذا یہاں بھی وفا کا ذکر عبث ہے[۱]"۔

طنزیہ حملے | چونکہ یہ روزنامچہ بالکل نجی حیثیت رکھتا تھا، فراق نے اس میں جابجا طعن و طنز کی نمک پاشی بھی کی ہے یہ طنزیہ عبارتیں پرلطف تو نہیں ہیں، تاہم متعلقہ واقعے کی بدمزگی میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور کردیتی ہیں۔

مثلاً شاہ عالم بادشاہ ہندوستان کی بیچارگی کا اظہار مقصود ہے۔ اس کی سواری کی منظرکشی کرتے ہوئے فراق لکھتا ہے[۲]:

بگردون شد آواز کوس رحیل
شہنشہ برآمد بہ تابوت فیل

---

(۱) وقائع : ۱۱۲ - (۲) ایضا : ۸۶ -

اس شعر میں "تابوت فیل" کا چھوٹا سا مرکب کتنا گہرا معنوی اثر پیدا کر دیتا ہے۔

یا بادشاہ سلامت کا مزاج ناساز ہو گیا ہے، اور بقول فراق ساری رات اہل لشکر صحت طبع ھمایوں کے لیے جناب باری میں دست بدعا رہے ہیں۔ اس دعا گوئی کی علت بیان کرتے ہوئے فراق لکھتا ہے کہ "بھلا لشکری دعا کیسے نہ کرتے۔ بادشاہ کے طفیل میں انہیں ایسا سفر جو نصیب ہوا ہے" [۱]۔

اس سفر میں جو دشواریاں اہل لشکر کو پیش آئی تھیں، ان کا اندازہ کرلینے کے بعد فراق کے اس ایک جملے سے "دعا و بددعا" کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے

فراق کے طنزیہ فقروں اور جملوں میں لطافت و نزاکت کم ہونے کی اہم وجہ تو یہ ہے کہ وہ طبعاً "طناز" معلوم نہیں ہوتا۔ جو کچھ کہتا ہے، اس میں آورد یا "زور زبردستی" زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس پر مستزاد یہ ہے کہ فارسی اس کی مادری زبان نہیں ہے۔ محاوروں کی برجستگی اور الفاظ کی موزونیت سے جو تیزی و تندی و برشتگی طنزیہ فقروں اور جملوں میں پیدا ہوا کرتی ہے، وہ فراق کے بس کی بات نہ تھی۔

---

(۱) وقائع : ٦٦

اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض جگہ لطافت کی کمی کو مطلب کی عریانی سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر مذکورۂ بالا وجوہ کی بنا پر اس میں بھی کامیابی کا دامن ہاتھ نہ آسکا ہے۔ مثلاً بادشاہ کی عیش پرستی و بیگمات نوازی پر چوٹ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ — «بعد بمشکوی خسروی داخل شدہ، عضو مردہ را زندہ کردہ بحوض حیات انداختند و شب را بروز آوردند»[۱]۔

اگر اس جملے کا لکھنے والا کوئی اہل زبان ظریف ہوتا، تو پڑھنے والے بے اختیار ہنس پڑتے، یا رو اٹھتے۔ مگر بحالت موجودہ ان کیفیات کی جگہ خود عبارت کی طرف سے نفرت اور متلی پیدا ہوکر رہجاتی ہے۔

وقائع کے لفظی و معنوی اسقام] فراقی نے وقائع میں متعدد ایسے مرکبات استعمال کیے ہیں جو اصولاً درست نہیں، مثلاً حسب الدرخواست[۲]، دار الرواج[۳]، مجموع الآواز[۴]

ہوسکتا ہے کہ یہ فراقی کی ایجاد نہ ہوں، لیکن بہر حال ان سے احتراز کرنا چاہیے تھا۔

بعض عربی و فارسی الفاظ کو فراقی نے لفظی یا معنوی اعتبار سے غلط استعمال کیا ہے، مثلاً «امرا» بفتح میم کو بسکون میم باندھ دیا ہے[۵]۔ یا «ملکہ»

(۱) وقائع: ۷ (۲) ایضاً: ۹۵ (۳) ایضاً: ۹ (۴) ایضاً: ۳۴ (۵) ایضاً: ۱۰۔

بکسر لام کو بسکون لام نظم کیا ہے[۱]۔ یا «قدوم» کو جو عربی زبان کا ایک مصدر اور اردو مصدر «آنا» کا مترادف ہے، «قدم» کی جمع قرار دیدیا ہے[۲]، یا «هند» کا هم قافیه «بلند» کو لکھ دیا ہے[۳]، یا اس شعر میں

چنان شاه خود غرض سو خود مطلبی است
که در عصر ما سایهٔ ایزدی است

«غرض» بفتح ثانی کو بسکون اور «خود مطلب» کی جگه «خود مطلبی» تحریر کردیا ہے[۴]۔

مستحق یا حقدار کی جگه «محق[۵]» اور «باغی گشته» کی جگه «بغی گشته» بھی اس کے یہاں موجود ہے[۶]۔ «صعوبت و کعوبت[۷]» مقرب حضیر[۸]» اور «خلوت عظیم[۹]» بھی ناپسندیده مرکبات ھیں ایک مقام پر «جزاك الله برآن شاعر» فرماگئے ھیں[۱۰]۔ یه جدت بھی محل نظر ہے۔

ان لفظی عیوب کے ماسوا متعدد مقامات پر شاید ابوالفضل کے تتبع میں، بیجا معترضه جملے لکھه کر کلام میں تعقید پیدا کردی ہے۔ مثلاً — «بعد مختار شدن با اعتقاد الدوله بهادر لطافت علی خان خواجه سرا که با دو پلٹن

---

(۱) وقائع: ۱۰ (۲) ایضاً: ۹ (۳) ایضاً: ۱۰۱ (۴) ایضاً: ۱۲۲ (۵) ایضاً: ۴۵ (۶) ایضاً: ۲۲ (۷) ایضاً: ۶ (۸) ایضاً: ۱۵ (۹) ایضاً: ۸۰ (۱۰) ایضاً: ۱۱۷۔

و چند ترک سوار از طرف وزیر الممالک آصف الدوله محمد یحیی خان بہادر هژبر جنگ که بحضور می ماند، زیاده از امیرالامرای مرحوم اشرف‌الدوله عقد مودت مستحکم بسته[۱]».

اس انداز تحریر کو ابوالفضل کے بھی محاسن میں شمار نہیں کیا گیا ہے. چہ جائیکہ فراق کو اس کی داد دیجائے.

ان عیوب سے قطع نظر کرلی جائے، تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ فراق نے تمہیدی جملوں کے علاوہ ہر جگہ صاف و سادہ زبان میں ادای مطلب کی کوشش کی ہے، اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوا ہے.

آخذ دیباچہ و تشریحات | دیباچے اور تشریحات کی ترتیب میں جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے، ان کے نام ضروری کیفیت کے ساتھہ حسب ذیل ہیں.

۱- عربی

۱- الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة، للشیخ ابی علی محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی سنه ۱۲۵۵ھ(۱۸۳۹ء). مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۳ھ(۱۸۸۶ء).

---

(۱) وقائع : ۱۳

۲- فارسی

۱- آئینۂ بخت، تصنیف محمد بختاور خان خواجہ سرا متوفی ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۶ء)، مصنفۂ سنہ ۱۰۷۸ھ (۱۶۶۷ء) مخطوطۂ رامپور۔

۲- تاریخ شاهیۂ نیشاپوریہ، تصنیف قاسم علی بن مرزا محمد ہمدانی، مصنفۂ ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) مخطوطۂ رامپور۔

۳- تاریخ فرخ آباد، تصنیف سید محمد ولی اللہ بن سید احمد علی فرخ آبادی متوفی سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) مخطوطۂ رامپور۔

۴- تاریخ محمدی، تصنیف میرزا محمد حارثی بدخشی دہلوی مخطوطۂ رامپور بخط مولف

۵- تاریخ مظفری، تصنیف محمد علی خان انصاری مصنفۂ سنہ ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷ء) تقریباً۔ مخطوطۂ رامپور۔

۶- تاریخ هنری، تصنیف سید باقر علی خان بن شاہ کلیم اللہ بخاری دہلوی مخطوطۂ رامپور۔

۷- تحفۃ العالم، تصنیف میر عبداللطیف شوستری متوفی سنہ ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء)، مصنفۂ ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) طبع حیدرآباد ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء)۔

۸- تذکرۂ خوشنویسان، تصنیف غلام محمد هفت قلمی دہلوی راقم تخلص متوفی سنہ ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۳ء) مطبوعۂ کلکتہ ۱۳۲۸ھ (۱۹۱۰ء)۔

۹۔تذکرۃ الکاتبین، تصنیف غلام محمد مذکور۔ مخطوطۂ رامپور۔ یہ تذکرۂ خوشنویسان کا مسودہ ہے، اور چونکہ مطبوعہ نسخے سے کافی مختلف ہے، اس لیے میں نے اسے بھی پیش نظر رکھا ہے۔

۱۰۔تزک جہانگیری، تصنیف شہنشاہ جہانگیر متوفی سنہ ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۷ء) مطبع سید احمد خان، علی گڑھ سنہ ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء)۔

۱۱۔تکلۃ الشعرا، تصنیف قدرت اللہ شوق رامپوری متوفی سنہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) مصنفۂ ۱۱۹۲ھ ومکتوبۂ ۱۲۱۸ھ بخط حافظ غلام محمد رامپوری۔ مخطوطۂ رامپور۔

۱۲۔تنقیح الاخبار، تصنیف رای منولال فلسفی بریلوی متوفی سنہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) نسخہ مولف۔ مخطوطۂ رامپور۔

۱۳۔جام جہان نما، تصنیف قدرت اللہ شوق رامپوری صاحب تکلۃ الشعرا۔ مصنفۂ ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) مکتوبۂ ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۳ء) بخط عبدالرحمن رامپوری۔ مخطوطۂ رامپور

۱۴۔جنات الفردوس، تصنیف میرزا محمد در سنہ ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء)، مع تتمہ از تجمل حسین مولفۂ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) مخطوطۂ رامپور۔

۱۵۔حدیقۃ الاقالیم، تصنیف اللہ یار عثمانی بلگرامی در سنہ ۱۱۹۵ھ، مطبع نولکشور ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء)۔

۱۶—حدیقة العالم، تصنیف میر ابوالقاسم الموسوی ملقب به میرعالم متوفی سنه ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) مطبع سنگی سراج الملک بہادر حیدرآباد (دکن) سنه ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء).

۱۷—خزانهٔ عامره، تصنیف میر غلام علی آزاد بلگرامی متوفی سنه ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۶ء)، مصنفهٔ ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۲ء) مطبع نولکشور کانپور ۱۸۷۱ء

۱۸—خلاصة التواریخ، تصنیف سجان رای بهنداری بٹالوی در سنه ۱۱۰۷ھ (۱۶۹۵ء) مطبع جی اینڈ سنس، دهلی سنه ۱۳۳۶ھ.

۱۹—دیوان متین، تصنیف ملا عبدالرضا متین اصفهانی مخطوطهٔ رامپور.

۲۰—ذکر میر، تصنیف میر محمد تقی میر اکبرآبادی متوفی سنه ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) مطبع انجمن ترقیٔ اردو، اورنگ‌آباد سنه ۱۹۲۸ء.

۲۱—روز روشن (تذکره) تصنیف مظفر حسین صبا کوپاموی در سنه ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) مطبع شاه جهانی بهوپال سنه ۱۲۹۷ء.

۲۲—سرگزشت نواب نجیب‌الدوله، تصنیف سید نورالدین حسین خان بهادر فخری، مطبوعهٔ علی گڑه.

٢٣۔۔فرنامۂ مخلص، تصنیف رای انندرام مخلص متوفی سنہ ١١٦٣ھ (١٧٥١ء) مصنفۂ ١١٥٨ھ (١٧٣٥ء) تقریباً۔ مطبوعۂ ہندوستان پریس، رامپور ١٩٣٦ء۔

٢٤۔۔ملائۃ البر، تصنیف ابو القاسم بن محمد علی سمنانی۔ مکتوبہ سنہ ١٢٧٣ھ (١٨٥٧ء) مخطوطۂ رامپور

٢٥۔۔سیر المتاخرین، تصنیف نواب غلام حسین خان طباطبائی۔ مطبوعۂ میڈیکل پریس کلکتہ سنہ ١٢٣٨ھ (١٨٣٣ء)۔

٢٦۔۔شاہ عالم نامہ، تصنیف غلام علی خان خواص شاہ عالم ثانی۔ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ١٩١٣ء۔

٢٧۔۔عالمگیرنامہ، تصنیف منشی محمد کاظم قزوینی متوفی سنہ ١٠٩٢ھ (١٦٨١ء)۔ مطبوعۂ کالج پریس کلکتہ سنہ ١٨٦٨ء

٢٨۔۔عالمگیر نامہ، تصنیف میرزا محمد ساقی مخاطب بہ مستعد خان متوفی سنہ ١١٣٦ھ (١٧٢٣ء) مصنفۂ ١١٢٠ھ (١٧٠٨ء) مطبع الہی آگرہ سنہ ١٨٧٣ء

٢٩۔عبرت نامہ، تصنیف خیر الدین محمد الہ آبادی در سنہ ١٢٠٦ھ (١٧٩١ء) تقریباً۔ مخطوطۂ رامپور۔

٣٠۔عماد السعادہ، تصنیف سید غلام علی خان نقوی در سنہ ١٢٢٣ھ (١٨٠٨ء) مطبع نولکشور سنہ ١٢٩٧ھ۔

۴۱۔گلشن صالح، تصنیف محمد صالح کنبو لاہوری، مطبوعہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۹۲۳ء۔

۴۲۔فرح بخش، تصنیف شیو پرشاد، مکتوبہ ۱۲۳۵ھ (۱۸۱۹ء) بخط شب لال، مخطوطہ رامپور۔

۴۳۔فردوس اللغات، تصنیف عطاء اللہ عطائی بن میرزا محمد بن نادر نقشبندی بخاری، مخطوطہ رامپور۔

۴۴۔گل رحمت، تصنیف سعادت یار خان بن حافظ محمد یار خان بن حافظ رحمت خان بریلوی، مخطوطہ رامپور۔

۴۵۔گلزار ابراہیم (تذکرہ) تصنیف نواب امین الدولہ عزیز الملک علی ابراہیم خان بہادر نصیر جنگ متخلص بہ خلیل متوفی سنہ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء)، مصنفہ ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۴ء)، مخطوطہ رامپور۔

۴۶۔گلستان رحمت، تصنیف محمد مستجاب خان بن حافظ رحمت خان بریلوی مخطوطہ رامپور۔

۴۷۔گلشن بیخار (تذکرہ) تصنیف نواب مصطفی خان شیفتہ متوفی سنہ ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ء)، مطبع دہلی اخبار دہلی سنہ ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء)۔

۴۸۔گلشن سخن، تصنیف میرزا کاظم مخاطب بہ مردان علی خان مبتلا تخلص غازی پوری، مصنفہ ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء)، مخطوطہ رامپور۔

۳۹-لب السیر، تصنیف ابوطالب بن محمد التبریزی متوفی ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) مصنفۂ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) و مکتوبۂ سنہ ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۵ء) بخط دیوان شیام آسد و دیوان سداننل. مخطوطۂ رامپور.

۴۰-مجمع الملوک، تصنیف محمد رضا بن ابوالقاسم در سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) مجلد سوم، نسخۂ مولف، مخطوطۂ رامپور.

۴۱-مجموعۂ نغز، (تذکرہ) تصنیف حکیم سید ابو القاسم عرف میر قدرت اللہ قادری دهلوی متوفی سنہ ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۰ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) کریمی پریس لاهور سنہ ۱۹۳۳ء.

۴۲-مرآت آفتاب نما، تصنیف عبدالرحمن هاشمی مخاطب بہ شاهنواز خان متوفی سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۷ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء) و مکتوبۂ سنہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) بخط موهن لال کایتهہ مخطوطۂ رامپور.

۴۳-مرآۃ الاحوال جهان نما، تصنیف شیخ احمد بن محمد علی بن محمد باقر اصفهانی، بخط نوازش علی الحسینی. مخطوطۂ رامپور.

۴۴-مرآت جهان نما، تصنیف شیخ محمد بقا سهارنپوری متوفی سنہ ۱۰۹۴ھ (۱۶۸۳ء) مخطوطۂ رامپور.

۴۵-مفتاح التواریخ، تصنیف تهامس ولیم بیل، مطبع نوالکشور کانپور سنہ ۱۲۸۴ھ.

۴۶۔ مقتالاشعار الشعرا (تذکرہ) تصنیف قسام الدین حیرت اکبرآبادی، مصنفۂ سنہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) و مکتوبۂ سنہ ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) بخط امام الدین، مخطوطۂ رامپور۔

۴۷۔ ملخص التواریخ، تصنیف فرزند علی الحسینی مونگیری۔ مطبع کیفی ، مدارس کلکتہ سنہ ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء)۔

۴۸۔ منتخب اللباب، تصنیف خافی خان نظام الملکی، کالج پریس کلکتہ، سنہ ۱۸۶۹ء۔

۴۹۔ نشتر عشق (تذکرہ) تصنیف حسین قلی خان عاشقی عظیم آبادی متوفی سنہ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) مصنفۂ ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) نسخۂ مولف، مکتوبۂ ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۱ء) بخط مخدوم بخش مروت بلند شہری۔ مخطوطۂ رامپور۔

۵۰۔ واقعات اظفری، تصنیف محمد ظہیرالدین میرزا عالی بخت اظفری مصنفۂ سنہ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) و مکتوبۂ ۱۳۳۹ھ (۱۹۱۸ء) بخط محمد یحیی مخطوطۂ رامپور

۳۔ اردو

۱۔ آثار الصنادید، تصنیف سر سید احمد خان دہلوی متوفی سنہ ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۸ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۵ء) مطبع سید الاخبار دہلی سنہ ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء)۔

۲-اخبار الصنادید، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری متوفی سنه ۱۹۳۲ء، مطبع نولکشور لکھنو سنه ۱۹۱۸ء۔

۳-انتخاب یادگار (تذکره) تصنیف منشی امیر احمد امیر مینائی متوفی سنه ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء) مصنفهٔ سنه ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) تاج المطابع رامپور سنه ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء)۔

۴-تاریخ اوده، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری، مطبع نولکشور لکھنو سنه ۱۹۱۹ء۔

۵-تاریخ پٹیاله، تصنیف خلیفه سید محمد حسن وزیر اعظم پٹیاله، مصنفهٔ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) مطبوعهٔ سفیر هند پریس امرتسر سنه ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء)۔

۶-تاریخ جهجر، تصنیف منشی غلام نبی میرٹھی، مصنفهٔ ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۵ء) مطبع فیض احمدی سنه ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء)۔

۷-تاریخ فرخ آباد (ترجمه) تصنیف ولیم آروِن کلکٹر و مجسٹریٹ فرخ آباد۔ مطبع حسنی فتح گڈھ سنه ۱۳۰۴ھ (۱۸۸۶ء)۔

۸-تاریخ هندوستان، تصنیف مولوی ذکاء الله دهلوی، مطبع مرتضوی دهلی سنه ۸۰-۱۸۷۸ء۔

۹-تواریخ اوده، تصنیف سید کمال الدین حیدر مشهدی معروف به سید محمد میر ناٹهر، مصنفهٔ ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) مطبع نولکشور لکھنو سنه ۱۸۷۹ء۔

۱۰–تواریخ عجیبه (تذکرهٔ صوفیا) تصنیف سید نثار علی بن قادری سید منیر علی قادری رامپوری متوفی سنه ۱۳۲۰ھ (۱۹۰۲ء) مصنفهٔ سنه ۱۳۰۷ھ (۱۸۹۰ء) و مکتوبهٔ ۱۳۲۳ھ (۱۹۱۰ء) مخطوطهٔ رامپور -

۱۱-جنگ نامهٔ دوجوڑا، تصنیف خلیفه محمد معظم عباسی رامپوری، مصنفهٔ بعد سنه ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۴ء) و مکتوبه سنه ۱۹۰۴ء بخط عبدالحکیم خان رامپوری - مخطوطهٔ رامپور -

۱۲–خم خانهٔ جاوید، تصنیف لاله سری رام دهلوی متوفی سنه ۱۹۳۰ء -

۱۳–طبقات شعرای هند، تصنیف مولوی کریم الدین پانی پتی، مصنفهٔ سنه ۱۸۴۷ء - منقوله از نسخهٔ مطبوعهٔ ۱۸۴۸ء بخط ولایت حسین خان اثر رامپوری بفرمایش حقیر عرشی - مخطوطهٔ رامپور -

۱۴–فتوحات هند، تصنیف عنایت حسین بلگرامی در سنه ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) مطبع نظامی کانپور سنه ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء) -

۱۵–فرهنگ آصفیه (جلد چهارم) تصنیف مولوی سید احمد دهلوی متوفی سنه ۱۹۱۸ء مطبوعهٔ رفاه عام اسٹیم پریس لاهور ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۱ء) -

۱۶–کار نامهٔ راجپوتان، تصنیف نجم‌الغنی خان رامپوری پنجابی گزٹ پریس دهلی سنه ۱۹۲۳ء -

۱۷-گل رعنا (تذکره) تصنیف حکیم سید عبدالحی متوفی سنه ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۲ء)، مطبع معارف اعظم گڑه سنه ۱۳۵۲ھ

۱۸-مسادهوجی سیندهیا، تصنیف ایچ. جی. کین، سی آئی ای، ایم اے، و ترجمهٔ حکیم سید عبدالسلام، ایم اے، مطبع جامعهٔ عثمانیه حیدرآباد سنه ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۲ء)

۱۹-منتخب التواریخ، تصنیف حکیم جواهر لال اکبرآبادی مطبع نولکشور لکهنو سنه ۱۸۶۰ء

۲۰-نادرات شاهی (دیباچه)، مرتبهٔ عرشی بسلسلهٔ مطبوعات کتاب خانهٔ ریاست رامپور، نمبر ۵، مطبوعهٔ هندوستان پریس رامپور ۱۹۴۳ء-

۲۱ نور اللغات (جلد چهارم) تصنیف نورالحسن کاکوروی بی اے، اشاعت العلوم پریس لکهنو سنه ۱۹۳۱ء-

۲۲-واقعات دارالحکومة دهلی، تصنیف بشیر الدین احمد دهلوی در سنه ۱۳۳۸ھ (۱۹۲۰ء) طبع دهلی سنه ۱۳۴۳ھ (۱۹۲۴ء)-

٤- انگریزی

(1) Beal's Oriental Biographical Dictionary. London. 1894.

(2) Buckland's Dictionary of Indian Biographies. London. 1906.

(3) Codrington's Manual of Musalman Numismatics. London 1904.

(4) Duff's History of Marhattas. Bombay 1878.

(5) Elliot's History of India. London 1867.

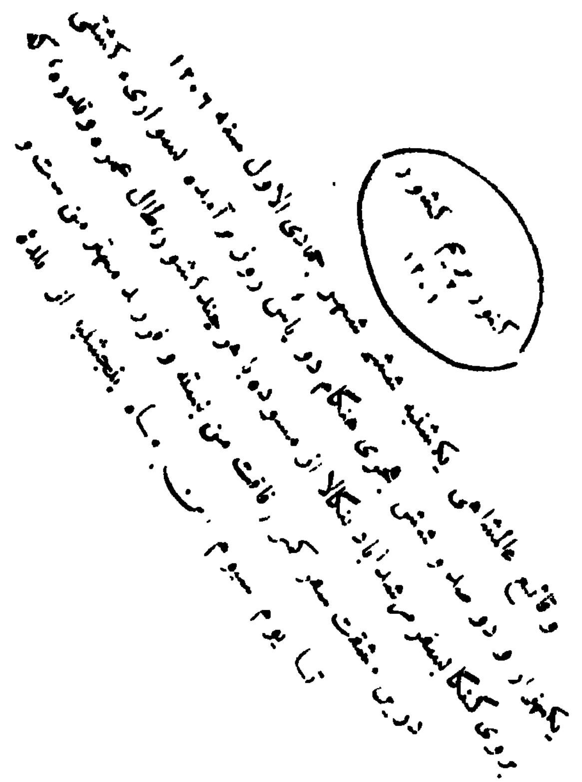
(6) Francklin's History of the Reign of Shah Alam London 1798

(7) Marhatta Empire (Notes related to Transactions in the) London. 1804

(8) Polier's Shah Alam, II. & His Court. Calcutta. 1947.

(9) Srivastava's Shuja-ud-Daula. Calcutta. 1939.

(10) Thorn's Memoirs of the War in India. London 1818.



عظیم آباد بجهة مفارقت برادران و والده و زنش، حفظهم الله تعالی،
اختیار کرده، مقابل شد و از غلطی برآمد. کاتبه پریم کشور فراقی. فقط

رب یسر — بسم الله الرحمن الرحیم — وتمم بالخیر

یا فتاح

حمد و ثنا پادشاهی را سزا که سلطنت او نیز بوجود اوست و شاهان روی زمین و خداوندان چتر و نگین را افتخار به فضل او. خداوندی که بوجود انقلاب روزگار که در هر ساعتی شعبدهٔ تازه می انگیزد، برگزیده های خود را محافظت می نماید، و رحیمی که در مصائب[1] انواع انواع که در گردش زمانهٔ ناهنجار هویدا می شود، عزیز کردهای خود را نگاه می دارد، عجب نیست که جمعیت ظاهر و باطن این هرزه درای را عطا فرماید، تا از قیل و قال بیهوده باز مانده به مهمات[2] نگراید.

و درود و تحیات[3] و سلام زاکیات بر آن سرور که در شأن او «لولاک لما خلقت الافلاک» نازل شده. و صلوات بی غایات و ثنای بی نهایات بر ابن عم و وصی اعظم او که مظهر العجائب و اسد الله الغالب و صاحب ذوالفقار و قسیم الجنة والنار است. صلوات[4] الله علیهما و علی آله اجمعین[1]

۱- اصل: مصاعب

۲- اصل بتشدید یای تحتانی و ضم میم یا های هوز

۳- اصل: تهیات.

۴ اصل: صلواة

فقیر عراقی واضح میگرداند، از اتفاقات در حینی که بادشاه زمان بدرخواست افراسیاب خان سپه سالار هندوستان از دار الخلافه شاهجهان آباد دهلی بمستقر الخلافه اکبرآباد نهضت رایات عالیات نمود، و مخیم سرادق اجلال تلپت، که از تعلقهٔ حصار دار الخلافه است، بود، از اتفاقات بنده بعسکر اقبال وارد شد. می خواست که انموذجی از کیفیت این سفر برطرازد چون محرک این سلسله کسی نبود، لهذا در تعویق میداشت و دیده ودانسته نمی نگاشت. بعد انقضای ماهی چند تحریر روزنامچهٔ شاهی واجب افتاد ظاهر است که کتاب را آغازی می باشد، وتسطیر این وقائع از دوازدهم محرم الحرام سنهٔ یکهزار و یك صد و نودونه صورت گرفت، لازم گردید که بسبیل اجمال یا بطریق تفصیل احوال تخت نشینی خلیفهٔ روزگار مثبت شود، سابر برسم ایما و اشاره بنوشتن آن کز لبست. صیت فرهمایون و شکوه نامهٔ بیچون بر جمیع خاص و عام اظهر است و احتیاج مریدی نه؛ لهذا موافق طبائع مردم روزگار که بطبیعت (؟) مرغوب است. در خور وقت راست براست صورت تسطیر پذیرفته. به وقائع عالم شاهی موسوم گشت مشتمل بر دو دفتر:

دفتر اول از ابتدای میل بچشم کشیدن احمد شاه بادشاه تا یازدهم محرم الحرام سال هزار و صد و نودونه هجری.

دفتر دویم از اثنا عشر[1] ماه مذکور بر سبیل تفصیل وقائع عالمشاهی تا یازدهم ربیع الاول سال مسطور

۱- اصل: اثنی عشر

دفتر اول

ابتدای احوال فرخنده اشتمال ولادت با سعادت وایام شاهزادگی خلیفهٔ روزگار سایهٔ کردگار، بادشاه بن بادشاه، شاه عالم بهادر بادشاه غازی، خلد الله ملکه و سلطنته، بن عزیزالدین عالمگیر ثانی عرش منزل، بن ابوالفتح محمد معزالدین جهاندار شاه، بن ابو النصر قطب الدین محمد شاه عالم بهادر بادشاه غازی خلد منزل، بن ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاه غازی خلد مکان، تا ایام تشریف فرمائی دارالخلافهٔ شاهجهان آباد از ممالك شرقی بدرخواست سرداران جنوب، که دران اوقات بر مملکت هند دست تصرف داشتند، مفصل و مجمل حوالهٔ شاه نامه نویس، که صرف عمر در تحریر آن نموده، می کند. وآنچه ضروری دانست، می نویسد

که چون عمادالملك فیروزجنگ غازی الدین خان، نبیرهٔ آصف جاه که احمد شاه پسر فردوس آرامگاه محمد شاه را دستگیر کرده میل بچشم کشید، و والد حضرت بادشاه زمانه را بیستم شعبان سنه ۱۱۶۷ هزار و یکصد و شصت و هفت بر تخت نشانده کوس وزیراعظمی می نواخت، و از بندگان حضرت، که کوکب اقبال در تا بندگی می نمود،

متوقف می بود و میخواست که اسیر کند، و لیکن اتفاق نمی یافت، آخرش بحویلیٔ علی مردان خان که بر لب جون واقع و دران اوقات نزول حضرت دران جا بود، سپاه خود را فرستاده محاصرهٔ آن کرد و بنای جنگ توپ و تفنگ نهاد. چنانچه حضرت که دران زمانه به عالی گهر ملقب بودند، باستقلال تمام تا سه چهار روز جنگیدند. آخرش با اینهمه راو مرهته سازی کرده، و شمشیر زنی نموده، ازطرف مورچهٔ او برآمده و از متصل ثبانهٔ مجنون سربصحرا زدند. بعد آوارگی بسیار و دشت پیمائی بدیار شرق پیوستند. و عمادالملك بعد آواره کردن حضرت در کوتله فیروزشاه هشتم ربیع الثانی سنه ۱۱۷۱ الف و مائة و سبعین واحد عالمگیر پادشاه را شهید کرده، همان روز شاه جهان ثانی را بر اورنگ خلافت نشانید. چنانچه او یازده ماه کامرانی کرد وبیست ونهم شهر صفر سال هزار و یك صد و هفتاد و دو مقید شد.

آمدم برسر تحریر وقائع مبارك. چون ماجرای شهادت عالمگیر بادشاه بمسامع اجلال رسید، در دیار شرق بر سریر عرش نظیر نشستند، و سکه و خطبه بنام خود کرده ارشاد کردند که بندگان حضرت را از امروز «ابوالنصرحامی الدین محمد شاه عالم» گفته باشند، و والد بزرگ را در نگارش وتکلم حضرت عرش منزل آرند، وسال احد جلوس مبارك از غرهٔ ربیع الثانی سنهٔ الف و مائة و سبعین وثلث

بشمارند، وایام سلطنت شاهجهان را که ایام جولت بوده، محسوب در سنهٔ احد مبارك نمایند. چنانچه بعمل آمد، و بر اشرفی و روپیه و مرادی این بیت مسکوك شد. بیت

سکه زد بر هفت کشور سایهٔ فضل آله
حامی دین محمد شاه عالم بادشاه

آنچه کار نامها و صعوبت و کموبت اسفار در ایام شاهزادگی و خلافت در دیار شرقی وغیره کردند و برداشتند، تکلف بر طرف که هیچ یکی سلاطین را نصیب نه شد. بیان آن را دفتری باید. لهذا ازان وادی اشهب خامه را باز داشته، بوینك تشریف فرمائی در دار الخلافهٔ شاهجهان آباد گل افشانی می کنند که در سنهٔ هزار و یك صد و هشتاد و چهار هجری راجپندر گلیش و بیساجی و تکوجی هلکر و مادهو راو سیندهیه، سرداران جنوب با فوج سنگین از دکن آمده و جنگ، نول سنگهه جات زده بدار الخلافه رسیده، شرف آستان بوس مرشدزادهٔ ولی عهد، صاحب عالم میرزا جوان بخت جهاندار شاه بهادر حاصل کردند [1]. چون دران ایام امیر الامرا نجیب الدوله وفات یافته بود، و در تمامیه هندوستان کسی سد آنها نمی توانست شد، عبور دریای گنگ کرده قریب به فرخ آباد رسیدند و بادشاه را طلبیدند. حضرت بدولت، باوجودیکه وزیر الممالك شجاع الدوله و سرداران فرنگ راضی نبودند، از آله آباد کوچ فرموده گرم و گیرا خود را به فرخ آباد

۱ــ اصل: کرده

رسانده، و با سران دکن ملحق گشتند. اقبال سلطانی کار کرد که هم‌دران ایام احمدخان بنگش ازین جهان فانی بگذشت. از پسرش که مخاطب به مظفر جنگ است، چیزی بطریق ضبطی گرفته. از فرخ‌آباد بعد تاخت و تاراج سکرتال و پتهرگده که مقر و مأمن ضابطه خان پسر نجیب الدوله بود، معه سرداران جنوبی کوچ کوچ بنواح دار الخلافه رسیده، بیست و نهم رمضان المبارک سنهٔ الف و مائة و ثمانین وخمس سایهٔ بلند پایه بر مکان دار الخلافه افگندند. و بشاهزادهٔ ولیعهد و دیگر شاهزاده‌ها و سائر بیگمات که به تعب هجران شهنشاه زمان گرفتار بودند، جمال جهان آرا نموده لذت حیات بخشیدند. و بدار الخلافه و جمیع مردم از سرنو به برکت تشریف شریف شرف حاصل شد. چنانچه رنگداس خوشدل گفته:

بر سر اهل شاه‌جهان آباد ظل گسترد ظل سبحانی ۱
روز تشریف بیست و نه رمضان سال تاریخ «عید رمضانی»
۱۱۸۵

هم‌دران ایام سیف الدین محمد خان و حسام الدوله بحضور اقتدار کمال داشتند. از گردش روزگار قرعهٔ مراد حسام الدوله راست افتاد و کارش از همه بالا گرفت، بحدیکه بر منزلتش همگنان رشک می بردند و او مقرب پادشاه بود. میرزا

۱- اصل میں اسی طرح ہے، لیکن میرے نزدیک یوں ہونا چاہیے:
بر سر اهل شه جهان آباد سایه گسترد ظل سبحانی

نجف خان بهادر بخشی الملك را از اتفاقات به حسام الدوله
فیضی پیدا شد. از انجا که بنا بر کمال تهوری و دلاوری
میرزای معزی‌الیه [1]، حسام الدوله مقابله نمی تو انست کرد،
باسرداران مرهثه درستها ساخته و ورغلانده کار بجدی
رساند که با میرزای مذکور و آنها کار بجدال کشید. چنانچه
در میدان قلعهٔ کهنه، با آنکه جنوبیان مور و ملخ بودند و
میرزا مردم قلیل داشت، جنگ صف کرد و بجان کوشید
وشمشیرهای نمایان زده داد دلاوری داد. چون بخت
مساعدت نکرد، هزیمت خورده در حویلی اسمعیل بیگ چیلهٔ
صفدر جنگ مرحوم. خود را رسانده مورچال قائم کرد.
سرداران مرهثه که جرات و شجاعت میرزا را دیده انگشت
تحیر می گزیدند، نتوانستند که بر حویلی مذکور بریزند.
آخر کار بصلح کشید، وباهم ملاقاتها کرده، میرزا را نوکر
خود داشته و از پادشاه جدا کرده، بملك تصرف
نجیب الدولهٔ مغفور از دار الخلافه با خود بردند، و کار به
ضابطه خان پسر نجیب الدوله تنگ کردند. چون دران جنگ
از میرزا دلاوریها دیدند، بسیار پسندیدند، و وقتی که
بجنوب رفتند، از جانب خود بحضور پادشاه عالم گزاشتند
که کامران باشد.

بعد رفتن مرهثها حسام الدوله را میرزا باستصواب
جهان پناه اسیر ساخت، و روز بروز کوکب اقبال میرزا

۱ـ اصل: میرزا معزالیه

درخشان میشد. چنانچه باقبال قبلهٔ عالم وتهمتنی خود فتوحات نمایان کرده، قلعهٔ اکبرآباد را از تصرف کفار نکبت شعار، یعنی جاتان شقاوت آثار گرفت و قلعهٔ دهولپور که برلب چنبل واقع است. نیز عمل و دخل خود نموده، همگی ممالك که درحیطهٔ تصرف جاتان بود، بقبضهٔ خود آورد وحصار مهندر پور دیگه[۱] هم در سال هزار و صد و نود مطابق سنهٔ هفدهم جلوس مبارك که دارالرواج جاتان بود، فتح کرد. وقلعهٔ کبهیر را نیز ازانها گرفته، بعد گرفتن توپخانه آنها بخشید. و سپاه بیکران فراهم آورده وبحضور حاضر شده، همرکاب قبلهٔ عالم بیساق بر ضابطه خان نمود. و غوث گڈه را فتح ساخت و خطاب امیرالامرائی یافت. تاریخ فتح و جنگ که در قصیدهٔ رای پریم ناتهه آرام گفته، درینجا نوشتن مناسب دانست ابیات:

غوث گڈه بی جنگ در یکدم چنان مفتوح شد
کودهان جمله محصوران صدائی برنخاست
از پیٔ تاریخ سال فتح، هاتف زد رقم
«ماه شعبان فتح گردیده و سر دشمن بکاست»
(۱۱۹۵ — ۴ = ۱۱۹۱ھ)

القصه چون پیمانهٔ عمرش لبریز شد، چند ماه صاحب فراش بوده در زیر قدوم مبارك باجل طبیعی در سنهٔ هزار

۱ـ اصل: دیگه

و صد و نود وشش ار جهان گذشت و جان شیرین بآفریدگار سپرد. و تاریخش کاتب الحروف چنان یافته. قطعه:

از جود و لطف، عالم پرورده میر امرا
زین خاکدان فانی در روضهٔ شرف رفت
آن ذوالفقار دولة و ان رستم زمانه
هنگام صبح شنبه زین سو بآن طرف رفت
در مه ربیع آخر اثنای عشره ثالث
تیر دعای اعدا ناگاه بر هدف رفت
ار جسم پاك روحش چون رفت، فکر کردم
سالش بگفت هاتف: «میر نجف نجف رفت»
۱۱۹۶

و تتمهٔ کوائف کوچ معلی که بصوابدید مجدالدوله که بدیوانیٔ خالصه و خلعت مختار السلطنتی دران وقت مخلع بود، بملك راجهٔ جےپور شد. و بعد تشریف فرمائیء حضرت، مجدالدوله با امیرالامرا راه نفاق پیش گرفته، درانچه کار سلطنت ضعیف شود، (سعی)[۱] میکرد، و قریب شصت هزار سوار و پیاده بهم رسانده، و میرزا فرخندهء بخت را که نجیب الطرفین و خلف الرشید قبلهٔ عالم بود، همراه خود گرفته، بملك سکهان شقاوت بنیان رفته، و قریب به بٹاله رسیده

۱- اصل میں یہ لفظ یا اس کا مترادف سہوا چھوٹ گیا ہے، ورنہ جملہ پورا نہیں ہوتا۔

از افواج سکهان، بی ظهور جنگ، شکست فاحش خورده در حضور معلی آمد. و از اکبرآباد امیرالامرا هم رسیده آستان بوس شد. چون از دست موی الیه سینه کباب بود، باجازت پادشاه ویرا دستگیر ساخت که ازین ابیات معلوم می شود. لمولفه:

ششم ماه ذیقعده در روز ماه
مدار الخلافه مهان سپاه
بتاریخ الف و نود سه و صد[۱]
بشد بند با قطب، عبدالاحد

و حیره سر بهادر او از شاه نامهٔ همایون معلوم خواهد شد فقیر نوشتن مناسب ندانسته، از انچه ناگزیر است می نگارد که چون امیرالامرا از جهان گذشت، روزگار حیله ها نمود. تشریحش آن که او را پسری نبود، و چند کس که هریکی صاحب فوج و حشم بودند، یادگارش ماندند. اولاً اشرف الدوله افراسیاب خان بهادر ثابت جنگ چیلهٔ او که ویرا فرزند میگفتی و علی گڈھ و ملک آنرویهٔ دریای جمن باو داده بود، و دم آخر بقبضهٔ عالم بسپرد و زمان و دیعت حیاتش بربالین او بود. دویم بخشی الملک سیف الدوله نجف قلی خان چیلهٔ برادرش که ملک راجپوتیه باو تفویض بود، و دران زمان باسپاه خود بقلعهٔ کانوند بود،

۱- اصل میں عبارت کے اوپر اعداد ۱۱۹۳ بھی لکھے ہیں۔

و بعد گذشتن امیرالامرا خود را بپادشاه قبلی نام کرد. سیوم میرزا محمد شفیع خان بهادر که با وجود نسبت همشیره زادگیء امیرالامرا، دختر امیرالامرا باو منسوب بود و مملکت پانی پت وغیره باو تعلق داشت. چهارم افتخار الدوله محمد بیگ خان همدانی که دهولپور باتمامی مملکت متعلقهٔ آن تا نواح مستقرالخلافه بوی داده بود، و در ایام سابقه بخدمت داروغگیء دیوانخانهٔ امیرالامرا افتخار داشتی و زمان انتقال امیرالامرا در ضلع اکبرآباد بود و باد فتنه ها که بعد رحلت امیرالامرا برخاست، بآب شمشیر فرونشاند.

حاصل کلام بعد فوت ذوالفقار الدوله امیرالامرا در حال قبالهٔ عالم جهت استمالهٔ ورثای آن مغفور شاهزادهٔ ولیعهد را فرستادند و مرشدزاده بتسلی خاطر آنها پرداخته تا مسجد جهان نما آمده ونماز جنازه خوانده بحضور رسیده، و افراسیاب خان وغیره میت را به شاه مردان رسانیدند. من بعد بموجب وصیت و درخواست همشیرهٔ ذوالفقار الدوله ظل سبحانی افراسیاب خان را نائب مناب او کردند، و قامتش بخلعت امیرالامرائی برافراختند، و از روی تفضلات خاقانی ضبطی خانهٔ امیرالامرا هم نکردند. ظاهر آنست که در ضبط کردن فسادها میشد. رای جهان آرای درین حکمت نمود وطمع به سنگ پاره و حیوانی چند که مراد از جواهر واسپ و فیل باشد، ننمودند.

بعد مختار شدن با اعتقاد الدوله بهادر لطافت علی‌خان خواجه سرا که با دو پلتن و چند ترک سوار از طرف وزیر الممالک آصف الدوله محمد یحیی خان بهادر هژبر جنگ که بحضور می‌رسانند، زیاده از امیرالامرای مرحوم اشرف الدوله عقد مودت مستحکم بسته، سیف الدوله را از کانوند بحضور معلی طلبیده (به) ۱ خلعت و شمشیر سرفرازی دهانید.

در خلال این احوال حکم اقدس شد که ولیعهد خلافت سهبجی که مظنه در دل محمد شفیع خان نباشد. وی را عاجلاً بحضور از جائداد او طلب نماید. افراسیاب خان بدریافت این ماجرا با عبدالمجید خان که گرگ باران دیده بود، بدرستی پیش آمده، عهود اتفاق طرفین باهم مستحکم بست. چون آمد آمد محمد شفیع خان دید و خود را در پلهٔ میزان مقابله نتوانست سنجید، مجدالدوله را از قید بر آورده بملازمت بادشاه رسانید، وخلعت مختاریش دهانیده بحویلیش بگذاشت که ازین ابیات مفهوم می شود. لمصنفه:

چون بتائید خدا شد مختار
مجد الدوله بهادر بجهان
یوم اثنین باوقات سعید
شاد شد خلق زفیض سبحان

۱ـ اصل ندارد.

هاتف غیب چنان داد ندا

سال و تاریخ «دویم مه رمضان»

(۱۱۹۶ھ)

وخود به دل گذه رفت. و محمد شفیع خان به شهر آمده تو بخانهٔ ذوالفقار الدوله را که تا آنوقت درتصرف افراسیاب خان نیامده بود، اول متصرف شد، وبعد آن بخدمت همشیرهٔ ذوالفقار الدوله که مادرش بود، حاضر شده رسم عزاپرسی و قدمبوس بجا آورد. هرچند خواست که پادشاه تفضلات نماید، میسر نشد. چون دید که بی چشم نمائی شاهد مدعا بکنار نمی آید، سحرگاه یکشنبه ششم شوال ظفرتمثال سنهٔ هزار و صد و نود وشش هجری از حویلیء قمرالدین خان سوار شده به نجف قلی خان که بحویلیء مجدالدوله بسجدالدوله بود، جنگ کرده آنها را با شیورامداس و نراینداس دیوان امیرالامرای مرحوم دستگیر ساخت وهمان روز بلکه همان زمان حضرت قدر قدرت خطاب «امیرالامرا بخشی الممالك ناصرالدوله رستم دوران میرزا محمد شفیع خان بهادر ذوالفقار جنگ» وخلعت هفت پارچه و مالای مروارید و جیغه و سرپیچ مرصع و کلگی و برحانه و نوبت و اسپ و فیل و سپرو شمشیر باو عنایت کردند. لمولفه:

چون مقابل شد بفوج تیغ زن فوج عدو

بود مانند ثریا، شد بنات النعش آن

قصه کوته، شد بدست غازیان قید و اسیر

چار سالار عظیم الشان فوج دشمنان

نام شان ظاهر مبادا، زین همی گویم نهفت
واحد العین و غلام سرکش و دو کافران
شد معین یزدان و چون شد یاور او پنجتن
پادشاه مامور گردید از دل مهربان
میر امرا کرد و بخشیء نخستین هم نمود
خلعت و شمشیر خاصش داد و عقد گوهران
جیغه با کلگی و سرپیچ مرصع، فیل و اسپ
لطف کرد و اختیارش داد بر هندوستان
نیز این مطلع که از نظم فراق روشن است
پادشاه هند را بگذشت بالای زبان
آن که همایش نباشد، هیچ شاه و مرزبان
ناصرالدوله بهادر صاحب عزاست و شان

همدران ایام چندی نمک حرامان ناصرالدوله بصوابدید محمد یعقوب خان عرف کلو خواص که مقرب حضیر و به اسرا سیاب خان متفق بود، به لطافت علی خان پیوسته کمر بخون ناصرالدوله بستند. بلکه صبحی با لطافت علی خان و پادشاه اراده فاسد و گرفتن آن بیچاره که از حیلهٔ آنها غافل بود، یورش بر حویلیء قمرالدین خان که مسکنش بود، نمودند. و حضرت بدولت و اقبال تا مسجد جامع که بر قلهٔ کوه در وسط شهر است، نعل سواره رسیدند. چون او واقف شد و فرصت مقاومت قبلهٔ روزگار ندید، کرم و کیوا عبدالاحد و شیورامداس را گرفته گریخت، و خود (را)[1]

۱- اصل ندارد

نزد افتخار الدوله که دران ایام به کامان که از تعلقات راجهٔ جی پور است، چسپیده بود، رسانید.

چون در کف لطافت علی خان و آن خیره سران شاهبار نیامد، بحکم آن که بو تیمار غنیمت است، سیف الدوله را از قید بر آورده خلعت از حضور دهانیدند. سیف الدوله کار بعقل کرد و رخصت از بادشاه حاصل ساخته به کاسوند رفت و کناره گزین شد. و پول فرنگی که مایهٔ فساد بود، ازو جدا شده رفیق لطافت علی خان گشته، باتفاق او مزاج بادشاه را بران آورد که بر محمد بیگ خان و محمد شفیع خان نهضت موکب همایون شود. چنانچه حضرت را از قلعه بر آورده به خضر آباد که مقتل محمد دارا شکوه پسر فردوس آشیانی است، رسانیدند، و هر روز مشاورهٔ کوچ پیشتر و جنگ در پیش آوردند.

و افتخار الدوله، ناصر الدوله را از مغتنمات دانسته و جمیع امورات را گذاشته با فوج سنگین و ارادهٔ پرخاش با مفسدین از مخیم خود به شاهجهان آباد کوچید. و افراسیاب خان بمقتضای هوشیاری بسبیل هنڈویات چیزی برای اخراجات ناصر الدوله فرستاد و نوشت که چنانچه بندهٔ ذوالفقار الدوله بودم، الحال از شمایم. ناصر الدوله و افتخار الدوله به خضر آباد رسیده بوساطت محمد یعقوب خان از حضور درخواست ملاقات لطافت علی خان و پول نمودند. اگرچه

در اول بملاقات راضی نشدند، آخر بر هنمائی ادبار از لشکر باتفاق محمد یعقوب خان برآمدند. و ازان طرف هر دو سردار جرار سواره رسیدند.

مع القصه، درنواح تغلق آباد سر سواری لطافت علی خان و پسول را محمد بیگ خان دستگیر کرده، یك روز و شب کار بر موکب همایون تنگ داشت. و نیز محمد یعقوب خان را مقید کرد. بعدآن چون پرده از روی کار افتاد، قبلهٔ عالم صلاحاً محمد شفیع خان را خلعت مختاری از سر نو دادند، و او جهان پناه را در ارك مبارك داخل ساخت. و بفرمودهٔ ناصرالدوله در غرهٔ محرم سنهٔ هزار و صد و نود و هفت محمد بیگ خان در میدان کوتله فیروزشاه که مقتل حضرت عرش منزل است، چشمهای لطافت علی خان از چشم خانه برآورد و سر پول از نن تاپا کش جدا ساخته، کارش تمام ساخت. و محمد شفیع خان بعهد امیرالامرا شد. اما ویرا از قبیل نوکران شمرد و ایفای عهدی که باو داشت، نکرد. غیرتش بران آورد که پیش ناصرالدوله نماند. در صورت خفگی بجاگداد خود رفت و دران جا رسیده ارادهٔ بغی در پیش گرفت.

محمد شفیع خان دران نزدیکی عقد نکاح با دختر ذوالفقار الدوله منعقد ساخته، و عبدالاحد خان را بحضور با امیرالدوله زین العابدین خان برادر حقیقی گذاشته و شاهزادهٔ عالم میرزا سلیمان شکوه را از حضور تعینات خود کنانیده، برای

تنبیه مخالفان و درستیء امورات محمد بیگ خان کوچ بمستقر الخلافه نمود. و افراسیاب خان نیز با ایشان آمده متفق شد. و لوازم رسوخیت و محبت بجا آورد، و بباطن با محمد بیگ خان عهد و مواثیق مستحکم کرد که «ترا بر مسند سروری می نشانم. بطوری ناصرالدوله را بکش.»

ناصرالدوله با مرشدزاده (به)۱ تعلقهٔ دیگر رسید و ازان طرف محمد بیگ خان هم رسیده، مابین مهدان دیگه و کبهیر خیمه زد. ناصرالدوله هیچ باو تفقدی ننمود وخواست که مواد فسادش تحلیل کند. لیکن طبیب قضا شربت اجل برای ناصرالدوله درست ساخت. همه تدابیر فراموش کرده، بگفتهٔ افراسیاب خان که مصلح درمیان ناصرالدوله و افتخارالدوله شده بود. آخر روز سه شنبه بیست و پنجم شوال سال مذکور مطابق سنهٔ ۲۰ بیست و پنجم جلوس معلی فیل سواره بعد درستیء تصفیه برقسمیه فرقان مجید و امامین علیهما الصلوة و السلام از دیگه برای ملاقات افتخار الدوله برآمد. واو نیز فیل سواره ازان طرف رسید. بعد سلام وعلیك چون محمد بیگ بالای حوضهٔ فیل دست درازی برای مصافحهٔ شفیع خان کرد، دستهای او را مستحکم کرفت. میرلطیف که در خواصیء همدانی بود، بایمای او دست آزمائی کرده، بیك پیش قبض قابض روح محمد شفیع خان شد. بعد آن

---

۱ ـ اصل ندارد

فیل بسان با لاش محمد شفیع خان فیل را به دیگه رسانیده. و
افراسیاب خان جنگ حکمت نموده، چون شب شد، بر جنگ
روز قرار داده بـه دیگه آمد. و همدانی بخیمهٔ خود رفته و
ازان جا کوچ کرده، بزیر کبهیر خیمه زد. یك دو روز
مکالمهٔ مصلحتی با همدانی داشته باهم مصالحت کرده، همدانی
را گفت که بجا نداد خود برود. چنانچه او بر طبق گفتهٔ
افراسیاب خان بعمل آورد و افراسیاب خان یك چندی دران
ضلع مانده. با مرشدزاده در شاهجهان آباد رسیده، مراسم فدویت
پادشاه چنانچه باید بجا آورد و امیرالامرا گشت. و شیف‌الدوله
را نیز از کامونه طلب داشته با لطافت علی خان و سیف الدوله
ومجدالدوله چندی جام نشاط می پیمود و پادشاه را خشنود
میداشت. و از همدانی یعنی افتخارالدوله، مطمئن نبود.

در ایام حکومت اشرف الدوله و مجدالدوله کاری که بنیان
خلافت را حرکت داد، بظهور آمد. و اینها از اتفاقات
آنست که شاهزادهٔ ولیعهد را باستصواب رای جهان نما که
بـا ناصرالدوله موافق بود و بعد کشته شدن او مختار مهام
سلطنت، مزاج اقدس را از جانب مرشدزاده متغص ساخته
در انتهاز قابو بودند که شاهزاده را مسلسل کنند. شاهزاده
بدریافت این ماجرا در قصد خروج از دولت خانهٔ بادشاهی
شد، و هشت ماه اخفای راز ومدارا با مخالفـان کرد. چون
مکرم الدوله علی اکبر خـان بهـادر برادر تـاج محل بیگم والدهٔ

ولیعهد خلافت باتفاق عبدالرحمن خواص که عامل جاگیر انته مرشدزاده بود، بعضی از سرداران گوجر را جهة همراهی شاهزاده فراهم آورد. شاهزاده غلق سلطان بیگم را که حلیهٔ جلیله و از یك سال محرم راز بود، کشف اراده کرده، از حجرهٔ خوابگاه بشب ۲۳ بیست و سوم جمادی‌الاول سنه ۲۶ بیست و ششم درحالی که طوفان باد و باران در طغیانی بود و از شدت ظلمت ابر هیچ معاینه نمی شد. چهار گهڑی از شب مذکور رفته، بخای زوجاده حانگیه پوشیده و بر کر بند لنگ ابریشمی که مولوی فخرالدین مرشد آنحضرت داده بود، پیچیده، و بر بالای کلاهی رومال شال تحت الحنك لبسته، و دوشالهٔ سیاه بردوش گرفته، قریب به پنج گهڑی شب بر بام خانهٔ خود برآمده، بام بام تا بفیض نهر رسیده، چون از رفقا کسی را نیافت، عود بسام خانهٔ خود فرمود و نزدیك ببام خانه عبدالرحمن را یافته، قریب بفیض نهر ثابت خان را دیده، از منفذ دیواری که گذار یك کس داشت، بپائین آمده، باستعانت نردبان ریسمان از قلعه بزیر آمده، بهر نوع خود را بمیدان نیله برج افگندند. و از انجا بمشورهٔ مکرم الدوله رو بمشرق نهادند، و از معبر قمرالدین نگر عبور گنگا کرده روانهٔ پیشتر شدند. و در اثنای راه جماعت سکهه گوجر مادیانی و در رامپور فیض الله خان زمیندار رامپور دوهزار روپیه و دو زنجیر فیل و چند راس اسپ و چند منزل خیمه با لوازمهٔ باربرداری

پیشکش کرد. و شنبه سیوم جمادی الثانی به مقام بریلی راجه سورت سنگه و راجه مکن ناتهه دامادش مشرف ملازمت شده، فیل ماده و پنجهزار روپیه گذرانیده؛ خسر بدوشالهٔ خاص و داماد بدوشاله سرفراز شد. و هفتم ماه مذکور بمنزل شاهجهان پور عرضداشت وزیر الممالک و امیر الممالک عماد الدوله گورنر مستر هشتینگس بهادر جلادت جنگ مع نقل شقهٔ خاص که بنام آنها مشعر برآمدن مرشد زاده بی استرضای اقدس صادر شده بود، بنظر گذشت. و همان وقت جوابی که رفع تشویش شان کرد، قلم آمد. و سیزدهم صدر راجه گوبندرام از طرف وزیر و کپتان اسکانت از جانب عماد الدوله با عرائض بکلان آمده، سه زنجیر فیل با عماری سایبان دار و هودج نقره و بان و نشان کپتان از طرف موکل نذر کرد. و در منزل مهیان بدریافت خبر آمدن هر دو امیر برسم استقبال مکرم الدوله مامور آوردن آنها شد. چهاردهم شهر مذبور نواب وزیر چهار فیل با عماری نقره و پنج اسپ و ماهی و مراتب و نشان و بان گذرانیده، همان روز بعطای شایسته هر دو سردار سر مفاخرت بر افراشتند. و هیجدهم مرشد زاده داخل لکهنؤ و بدولت خانهٔ وزیر رونق افزا شد، و دو فیل و دو اسپ و یك منزل پالکیِ نقره و خوانهای جواهر و اقمشه و اسلحهٔ پیشکش وزیر قبول کرده، بمکانی

که برای استراحت معین بود، داخل گشتند.

مجدالدوله و شرف‌الدوله هرچند خواستند که فوجی بتعاقب شاهزاده رود، لیکن بنابر عدم پروانگیء قبلهٔ عالم بظهور نیامد. آنخوش بتخریب همدانی کمر عداوت بکمر زده هر روز دیگ خیال می پختند. و آن طرف همدانی مردم کثیر فراهم آورده، دست بغارت و ملک گیری کشاد. چون موافق معهود از افراسیاب خان هیچ ندید، قلعهٔ کامان را گرفت و غارت کرد، و با راجهٔ جی‌پور صریح راه دشمنی پیدا کرد. از انجا که افراسیاب خان میخواست که چیزی از همدانی بظهور آید که جای گفتن باشد، چون همچو کاری که بی اشارهٔ او و امر معلی شد، عرض کرد که همدانی بغی گشته. اگر چندی چنین ماند، خدا داند که کارش تا بکجا کشد. بهتر این است، حضرت بدولت به اکبرآباد تشریف فرمایند. اگر او ربقهٔ اطاعت در گلو انداخته حاضر شود، بهتر؛ والا درانجا رسیده تنبیه او و قرار واقعی کرده شود. و ازان طرف مادهو راو پتیل را که فتح گوالیار کرده است، در بندگی طلبیده، باتفاق یکدیگر باقبال خاقانی ملک گیریها می نمایم.

چون مجدالدوله پادشاه را برین آورد که کوچ نکنند و خود را پیرمغان تصور کرده، در جلسهٔ که صباح آن اسیر شد، بالمشافهه اشرف الدوله وسیف الدوله را دشنامهای مغلظهٔ صریح داد وگفت که «پادشاه کوچ نخواهند کرد، خیال

حال بگذارید » چون دران وقت چندی مردم اینها همراه نداشتند، نقش ناشنیده نگاشته از حویلی او بجاهای خود رفته، صباح سپاه خود فرستاده دستگیرش کرده، و پادشاه را داخل خیمه ساخته، وسیف الدوله را صوبه دار شاهجهان آباد کرده، از شانزدهم شوال المعظم سال هزار و صد و سود وهشت کوچ بکوچ براه کنار دریا بمستقر الخلافه رسیده، نماز عید الفطر در جامع مسجد اکبرآباد خوانده شد.

بشمار صحیحه موافق زبانی اشرف الدوله از شانزدهم مذکور تا روز عید چهل فیل و چند هزار اسپ و نرگاوان و شتران عرابه کش و بار بردار و مردم بیشمار از تاب آفتاب و قحط گرسنگی و تشنگی مردند. صعوبت و کعوبت سفر مفصل نوشتن را دفتر جداگانه باید. لهذا دست از نگارش آن باز داشت.

و همدرین سفر آشامیدن عرق الفیل نصیب لشکریان و همه مردم اردو بلکه جهان پناه شد. وحیفه حکم نظیفه بهمرساید. تفصیلش چنین است که بمنزلی هنگام فرود لشکر فیل خاصه بآب خوردن بساحل جون رفت. از اتفاقات کحال اجل بچشمش سرمهٔ مرگ کشید، و بحر جهان را درعین دریا بنظر او خشك گردانید. وصباح همانجا مقام کردند. بوئی که بمشامها از و رسید، ازان چه نویسد که اکنون بیاد آن دماغ پراگنده می شود! حکم شد

که بـه تبر و تیشه اعضای فیل جدا کرده از دریا بر آرند، تـا آب جسمش که بآب دریـا ملحق شده، بتناول مردم نیـایـد. از انجـا که قوت برش از تعب گرسنگی و مشقت سفر بدست مردمـان نمـانده بود. فرمـان جهانبـان قوت دست نیفزود. نـاگزیر همان آب مردار چون آب گوار بـاقبال خدیو روزگار بنوشیدن آمد و حرام حلال شد.

چون افراسیاب خـان بدلجمعی تمـام حضرت را بقلعهٔ اکبرآباد نشانید، اول راو خوشحالی‌رام وکیل راجهٔ جےپور را رخصت کرد که فوجی فراهم آورده شریك محاربه شود که فتنهٔ افتخـارالدوله را بانصرام ۱ رسانده شود. چنانچه او هم قریب به هشت هزار مردم جمع ساخته، طرف برای تنگ سـاختن آذوقه بر مردم لشکر همدانی مشغول شد. بعدآن عبدالاحد خان را با قطب‌الدوله خویش او به علی‌گڈه فرستاد، و خود از قبلهٔ عالم رخصت شده، از فتحپور که مرقد سلیم چشتی در آنجاست، پیشتر رفته شروع جنگ با همدانی کرد، و همدانی هم مقابل شد، و جنگ توپخانه و قراولی روزانه می گشت.

همدران اثنا عبور چنبل کـرده و به دهولپور و تمامی جایداد افتخـارالـدوله عمـل و دخـل ساخته، حسب الطلب افـراسیاب خـان و جهت تنظیم و تنسیق امورات شاهی، مادهوراو سیندهیه پٹیل با یك لك سـوار و پیاده و توپخانهٔ

---

۱ ـ اصل: بـأسرام

فراوان متفق به لشکر افراسیاب خان شد، و با همدگر ملاقاتها کرده بدفع همدانی کمر بستند، و کار بر او تنگ ساختند. لاکن او در خود داری و جنگ قاصر نبود. هراس را بخود راه نداد. با آنکه جنوبیان از طرفی و راجپوتیه از جانبی و افراسیابیان از مقابل جنگ می انداختند. هفدهم ذیحجه سال مذکور که افراسیاب خان جنگ صف قرار داده، تمامی سرداران لشکر را بر جنگ فرستاده بود و منفرستاده و خود نظار ساعت می کشید و غافل از سر پنجهٔ شاهین تقدیر چون کبك دری با امیر الدوله قهقهه میزد. چنانچه شمس الدین حافظ شیرازی می سراید بیت:

دیدی این قهقههٔ کبك خرامان. حافظ
که ز سر پنجهٔ شاهین قضا غافل بود

قریب یك نیم پاس روز برآمده باشارهٔ امیر الدوله محمد بیگ نامی جرهٔ که بر سر افراسیاب خان استاده بود، جمدهر جانستان زده. خون شفیع خان از افراسیاب خان گرفت و در آنجا شمشیر چلید و نامبرده کشته شد و دو سه کس دیگر زخمی شدند، و فرصت یافته امیرالدوله گریخته خود را به پټیل رسانید و بر ماجرای کشتن افراسیاب مطلع ساخت. چون ترکی تمام شد، قریب بود که برلشکر افراسیاب دست بیفتد، بلکه غارت شود. پټیل اعظم کار بهوشیاری و سرداری کرده، خود سوار شد و محاصرهٔ لشکر افراسیابی کرده محافظت

کرد، وسه روز کار بر همدانی تنگ ساخته آذوقه در لشکرش نگذاشت بحدی که او بی جنگ صلح قبول کرده، توپخانهٔ فیلها به پٹیل داده، قریب بفروکش پٹیل آمده خیمه زد و پٹیل راجه نراین داس را که دیوان و مختار خانهٔ افراسیاب خان بود، دلاسا کرد وحسب العرض راجهٔ مذکور ومهاراجه همت بهادر که مخرب همدانی بود، امیرالدوله را اسیر کرده بگوالیار فرستاد. وعرایض و مردم خود بحضور مبارك فرستاده، قبلهٔ عالم را نزد خود طلبید

چون خبر کشته شدن افراسیاب خان بمسامع اجلال رسید، غم سخت نموده، این دوبیت که مشعر تاریخ از فراق است، بر زبان فیض ترجمان راندند:

روز طرب نهان شد و ز خلق کامرانی
رخ در نقاب نهفت دلدار شادمانی
چون عمدهٔ امیران شد کشته، گفت ها تف
افراسیاب ما مرد، هیهات، ناگهانی!
(۱۱۹۸ھ)

بعد رحلت افراسیاب خان قابو یافته و حسب الطلب قبلهٔ روزگار عبدالاحد خان از علیگڈه خود را بمستقر الخلافه رسانید. لیکن شجاع دل خان خسر افراسیاب خان، که بعد افراسیاب خان خلعت قلعه داریٔ اکبرآباد و سرفرازی یافت، بحضورش نیاورد، و ویرا قید با قطب الدین خان کرده نزد خود داشت. چون جهان پناه بوجوه از شجاع دل

مطمئن بسو دسد ، همگی اسباب سلطنت و مرشدزاده ها و مخدرات همایون را آنجا گذاشته ، برسم جریده از اکبرآباد کوچ فرموده ، بنواح فتحپور مذکور رسیدند. پٹیل چنان بندوبست کرد که متنفسی از لشکر افراسیابی بلشکر همایون نمی تواند آمد ، تا بملازمت سرداری چه رسد.

حاصل سخن که یکشنبه بیست و نهم ذیحجه پٹیل بملازمت معلی رسیده ، بعنایت خلعت هفت پارچه و شمشیر و سپر و اسپ و فیل وجیغهٔ مرصع و مالای مروارید مباهی شده ، بهمه همراهیان خود در حور پایهٔ آنها و میرزا جنگلی پسر شجاع الدوله وزیر الممالک مرحوم خلاع فاخره از حضور دهانید و بر مقاصد دلی کامران گردید.

و بعرض مقدس رسید که امشب راو خوشحالی رام را چهار گهڑی شب باقی مانده شخصی بزخم جمدهر کشته بلامت رفته.

دو شنبه غرهٔ محرم الحرام سنهٔ الف و مائة و تسعین و تسع بارشاد پٹیل همراه اپاجی کهندو ، راجه نراین داس و همت بهادر و سلیمان خان وغیره سرداران مغلیهٔ لشکر پی سر شرف عتبه بوس معلی حاصل نموده شمشیرها و خلعتها یافتند.

دوم محرم الحرام سه شنبه نهضت موکب معلی و کوچ لشکر ها شد ، و بموضع سید پور مخیم اجلال اتفاق افتاد.

عساکر ملحق شدند. و عشرهٔ محرم محترم دران مقر کردند و رسم عزای امامین، صلواة الله تعالی (علیهما)[۱]. اصل لشکرین یعنی افواج شاهی وجنوبی. باتفاق باهم داشتند

الحمد لله سبحانه که برسم اجمال بقسمی که دل میخواست دفتر اول وقائع عالمشاهی تا تاریخ ۱۱ یازدهم شهر محرم روز پنجشنبه سنهٔ ۱۱۹۹ هزار و صد و نودونه ترقیم شد. ان‌شاء الله العزیز آینده دفتر دویم مفصل بقلم خواهد آمد. و السلام

۱ـ اصل ندارد

دفتر دویم

آغاز دفتر دویم و قائع عالمشاهی به ثنای پادشاهی است که بتدبیر وزرا محتاج و بدعای فقیر و رای امیرش احتیاج نه. عم احسانه! اگر آن شهنشاه کشور حقیقی اورنگ خلافت مجازی را بوجود سلاطین نیاراستی، شش جهت مملکت جهان بی نظم و نسق بودی و نظام اقالیم سبعه از یك دیگر بر افتادی

واجب است بر هر ذیحیات خصوص بر ملوك که ادای شکر و سپاس او و اطاعت بر گزیدهٔ بارگاه کبریایش که عبارت از نبی و ولی صادم است، از فرائض دانسته بکاری که مامور اند، دران مصروف باشند، و بهر حال سر رشتهٔ عدالت از کف نگذارند. که در محل خوف و رجا بیفتند، و روز نامچهٔ خود را منظر تحقیق وامعان ملاحظه کرده باصلاح حال کوشند، تا در مقام عقاب و ثواب روی رهائی بینند.

ازانجا که این حکایت را پایانی و این روایت را فرصت بیانی نیست، لهذا ازان وادی عطف عنان شبدیز خامه می نماید، و بقول املح الشعرا نظامی تمی عمل می کند:

شب رفت ، حدیث اندکی کن
یك را دو مکن ، دو را یکی کن

ای عزیزان ، خدارا گوشی بگفتارم گذارید و از دعا دریغ مدارید !

وقائع اثنا[1] عشر محرم الحرام یوم جمعه سال تسع و تسعین و مائة و الف هجری ، مطابق سنهٔ ستة و عشرین جلوس معلی ، مقام متصل موضع سیدپور تعلقهٔ فتحپور سیکری مرقد سلیم چشتی قدس سره العزیز

هنگامی که خسرو خاور بر تخت نیلی‌ء سپهر بر آمد ، شاه عالم بار نمود . بار یابان حضور پرنور شرفیاب آستانه شدند . بعزم بساط بوس مادهو راو بهادر سیندهیه که ملقب به پتیل و سرآمد سرداران جنوبیه است ، و از ولایت وسیع مالوه بنابر تمشیت امور عملهٔ شاهی بمعسکر ظل الهی آمده ، و چگونگیٔ احوال آمدنش بقلم آمد ، از مخیم خود سوار شد چون نهیب صولت خنجر گذاران پایه تخت بر جمیع امرای بارگاه گردون اشتباه خصوصاً پتیل که نو وارد است ، و بسبب کشته شدن افراسیاب خان سپه سالار هندوستان بزخم جمدهر جانستان بر قلوب خواص و عوام مستولی است ، بنابر فرط احتیاط که لازمهٔ حزم و هوشیاری و خبرداری است ، مردم خود جوق جوق فرستاد ، تا بمحافظهٔ خیام فلك احتشام نوعی پردازند که بی اجازت آنها احدی را مجال در آمد و بر آمد نباشد . بعد آن بجناب خلیفة

۱ـ اصل : اثنی

ری زمین جاضر شده مجرا کرد. چون بسبب لنگی پا که
ر معرکه زخم برداشته و در ایستادن معذور است، از راه
ِفاق خسروانه حکم قضا توأم شرف نفاذ یافت که بنشیند.
پنانچه حسب الامر بجا آورد. من بعد خلوت بمیان آمد و بزم
گاش[1] تزئین یافت که حسن پٹیل با دو کهڑی دیگری
اصر بود. سخنانی که متنفسی ران مطلع نه شد، بمیان
ود. بعده پٹیل مرخص شده برآمد، وجمیع مجرائیان شرف
خصت یافتند. و حضرت قدر قدرت داخل محل مبارك
شدند. فقط

روز سه شنبه، سیزدهم شهر صفر که آفتاب جهانتاب
مرم تسخیر ربع مسکون برآمد، حضرت بیدار شدند
، امر شد که شتران و نرگاوان بار بردار اردوی معلی بچرا
روند. چنانچه راجه شنکر ناتهه بهادر نائب نظارت، حسب
الحکم بجا آورد و در لشکر ظفر پیکر اشتهار شد که پیش
خیمه بطرف روانه می شود. چون مردم بی سرانجام قحط
الد و اذیت رسان غربا موسم سرما رسید، و بسبب تقاطر
باران شدت زمهریر کثیر بود، جماعهٔ فقیر و قطمیر رجوع
بجناب واهب العطا و مستجیب الدعا نمودند که از شر
کوچ نگاه دارد و از سرما محافظه نماید. چنانچه سمیع العلیم
هم چنان کرد که روارو نشد وچند رضائی و چهینٹ بابت
زمستانی فرستادهٔ پٹیل بشاگرد پیشه تقسیم کردند، و عالمی از

---

[1] اصل: کنگایش

سرما نجات یافت. شاه نظام الدین که از حضور نزد پتیل برای تفحص روانگی‌ء پیش خانه رفته بود، آمده از طرف پتیل عرض نمود که یک دو روز در کوچ توقف باید فرمود که زن انبا مرهته طفلی نرینه زائیده، در کوچ اذیت خواهد یافت. ارشاد شد «بسیار خوب و مستحسن. اشتران و برگاوان را بچراگاه بفرستند». بعده عمله و فعلهٔ حضور حاضر شده مجرا نمود. بس که هجوم ابروباد بود، پتیل بمجرا نیامد و عرض کرده فرستاد که پگاه غلام حاضر خواهد شد.

از روی اخبار بسمع اجلال رسید که پتیل تقید مزید براجه راینداس که مختار حانهٔ افراسیاب خان بوده، می نماید که کواغذ ممالک محروسه بفهماند که موافق مرضیء اقدس بجا آورده شود. و بوکلای راجه رنجیت سنگهه بهرت پور گفته که ایفای وعده در داخلات مبلغ خطیر بخزانهٔ عامره واتواپ کلان و آمدن بوکل بحضور والا زود نماید، والا قلعهٔ بهرتپور که بران می نازد مسمار[1] کرده خواهد شد. و بسرکردهای افواج مهاراجه دهراج گفت که معاملهٔ ملک جی‌پور که دست برداشته از چندی بسه همدانی محمد بیگ خان مقهور معزول وغیره داده اند، قرار واقعی بدهند، و گرنه انباجی را بتاخت و تاراج ممالک ایشان فرستاده می شود، و بغتةً[2] عساکر نصرت مآثر کوچ بکوچ متوجه

---

۱. اصل: مضمار

۲ـ اصل: بغتتا

ن طرفه می گردد. چنانچه آنها بمو کلان خود عرائض
وشتند.

و اخبار شاه جهان آباد عرض شد که سکهان و خیم
عاقبة بمحاصرهٔ ارك وشهر پناه دار الخلافه و نگذاشتن
غلات در شهر قصور نمی کنند. نواب ناظر و سیف الدوله
بهادر هر چند تیر تدبیر مدافعهٔ آن گروه شقاوت پژوه
شب و روز بر نشان می افگنند، بهدف نمی رسد. و گرانیء
غله نیز بشهر بسبب نیامدن رسد و سخاره است. و کوجران
هم در شرارت ساز نمی آیند. ارشادشد: «مرضیء الهی
چنین است که عالمی بیاساید. پس درد و تفکر عبث است.
صاحب مولی اولی» بعد آن داخل محل شدند و مجرائیان
برآمد گشتند. فقط.

چهار دهم ماه مذکور روز یکشنبه بوقت طلعهٔ صبح،
حضرت بیدار گشتند، و مجرائیان بشرف مجرا امتیاز یافتند.
شب بعلت برودت هوا مزاج اقدس اعلی گرانی داشت،
لهذا بخوابگاه توجه فرمودند. مقرر بود که هم درین روز
به پتیل خلعت مختاری (داده)[۱] شود. اپاجی گهدو سر امد سران
عظیم الشان پتیل و آنندراو نرسی وکیل پتیل بدربار دربار
آمدند. حضرت به دیوان خاص تشریف آوردند و آنها

۱- اصل ندارد

باریاب شدند. از طرف پٹیل بعد کورنش عرض کردند که امروز ساعت پوشیدن خلعت نیست. بنابران از دولت حضور معذور. امر شد: «ما بدولت هرچند می خواهیم که عجالةً[1] پٹیل بهادر مختار شوند، لیکن موقوف بروقت. پیش خیمه برخ قلعهٔ دیر روانه نمایند.» چنانچه بعمل آمد.

مولوی عطاء الله خان بهادر خانسامان که چندی صاحب فراش بوده، درین ولا صحت یافته بود، باز بسبب سوء تدبیر مکث بیماری بهمرسانده، بعرض رسید که امشب بخار کرده بی اختیار بزبان کرامت ترجمان گذشت که «حال شکم پرستان چنین باشد.» همان زمان محمد زمان بین نواز ملازم پٹیل که بسرکار او در زمرهٔ قوالان و مطربان ممتاز است، و بنوازش سازی که صدای طنبور و ستار و بین و قانون و رباب و سارنگی و دیگر مزامیر[2] ازان بر می آید و از مخترعات پٹیل است، دست کار دارد، آمده ملازمت نمود، وهمان ساز مجموع الآواز نواخت، وچندی صحت نغمه وآهنگ درست داشت. چنانچه پسند پادشاه مشکل پسند آمد، وبتحسین سر افراخت، وبعد آن بجلدوی مجرایش دوشاله عنایت شد.

اشتهار یافت که خادم حسین خان پسر افراسیاب خان مقتول از علی گڈه بحضور می آید. فرمودند «پدرش چه کرد

---

۱. اصل: عجالتاً ۲ــ اصل: مضامیر

که ازو خواهد شد» - آنگاه رونق افزای محل شدند و مجرائیان برآمدند فقط

خامس‌عشر[1] شهر مذکور یوم الاثنین زمان طلوع مهر جهان افروز بادشاه گیهان پناه بیدار شدند، و مجرائیان شرف بار افتخار حاصل کردند.

بموقف عرض ایستادگان پایهٔ تخت همایون رسید که پیش خیمه از خیم سرادق اجلال چار کروهی جریبی زمینی که چاه‌های شیرین موفور و جارهای متنوعه اقسام جار جنگ و جار کذار صحرائی و مغیلان وغیره دارد، نصب شده. «بحاشیهٔ پٹیل مهاراجه انوپ کر همت بهادر وراجه راجندر و حیدر علی خان افراسیابی وصمصام الدوله ملك محمد خان رفته سخنان طیبت آمیز نادر باهم داشتند و همت بهادر صرح کر (؟) را بفیروز آباد جایداد خود وگلزار خوجه را برای آوردن قبائل خود به اکبرآباد فرستاد.

حکم شد، «خاصهٔ معلی روانهٔ پیشتر شود. فردا بمبارکی کوچ اعلی است». حسب الفرمان قضا توامان بعمل آمد.

پٹیل عرض کرده فرستاد که بسبب اختلاف هوا طبیعت غلام ناساز است. لهذا از سعادت حضور پرنور لاچار معذور و مقصور. بامداد در رکاب ظفرانتساب حاضر گشته اکتساب سعادت دارین خواهد نمود.

---

۱ اصل: خامش و عشر

از روی اخبار بمسامع اقدس رسید که حارس ارک مستقر الخلافهٔ اکبرآباد بر دیو سفید ایذای شدید روا میدارد فرمودند «او مودیٔ عالم بود. منتقم حقیقی عادل است»

من بعد بمحل خاص تشریف شریف ارزانی داشتند، و حضار بزم مبارک برآمدند. فقط.

شانزدهم ماه مسطور سه شنبه امشب یك پاس باقی مانده، از خواب نوشین چشم منوم حضرت اعظم وا شد. حکم شد که از گهڑیالی تفحص نمایند، شب چه قدر است؟ عرض شد، شش گهڑی باقی است. آن گاه بنواختن کوس کوچ امر فرمودند. چنانچه

برآمد زنقاره آواز کوچ
که کوچ است اولی، مقام است پوچ

چون صدای تیره غلغله در شش جهت افگند، عالمی که چون بخت اعدای دولت قاهره بخواب بود، بیدار شد. و هنگامی که علمدار شرق بتسخیر ممالك غرب رایت جهانگیری بر افراخت، پادشاه افلاك حجم کیوان حشم بر فیل سوار شد. و طبل رحیل بلند آوازه گشت. سپهدار جنوب با افواج [1] دریا امواج [2] خود در سواری حاضر شده سعادت ابدی حاصل کرد و گروها گروه سواران نیزه گذار و شمشیر

۱ــ اصل: بافواج
۲ . اصل: مواج

سوزان لپه‌دار او شامل بهیر و بنگاه شاهی و محافظهٔ اردوی معلی گشتند[1] شرائط عبودیت و جانسپاری بعمل آوردند. و طرف چپ فوج بی سر و توپخانهٔ لاحصر می آمد. از رعب پتیل متنفسی ازان جماعه، چه از سپاهی و چه از سردار، جرات نیافت که بحضور می تواند آمد. قریب یك نیم پاس روز برآمده هفت کروهی قلعهٔ دیر متصل موضع بهکوڑا تعلقهٔ بیانه در دولت خانه که برخ بهاور است، همقران نصرت و ظفر داخل شدند.

اپاجی کهنڈو و آنندراو نرسی معروض داشت که به میر مغول امر شود که باتفاق سواران ما چند سوار بفرستد که برخ بهاور جای پیش خیمهٔ معلی تجویز کرده بیایند. فرمودند: «خوب» و برای فرود آمدن عساکر گردون مآثر بدین منوال حکم والا شد که عقب لشکر فیروزی پیکر پتیل بهادر، و فوج چون مور و ملخش گرد خیمهٔ مبارك. و بر جوانغار بیجی بروون فرنگی، و بر برانغار[2] و حاج سپاه بی سر و مغول و همت بهادر و توپخانهٔ نجفی، و بر یمین و لیسار[3] پتیل، رتن لعل و جوراج مهنت و پسر و برادر خوشحالی رام وکلای مهاراجه سوائی پرتاپ سنگهه جی‌پور که بجمعیت هفت هشت هزار پیاده و سوار است، و کشوری والدهٔ رنجیت سنگهه بهرت‌پور، و چنداول پتیل راو راجه پرتاپ سنگهه ماچهری پروکش نمایند.

۱- اصل: کسان کنسان ۲- اصل: برانغار ۳- اصل: پثار

و عرض شد، انباجی مرهٹه لسپاه خود کوچ نکرده. اغلب تا پس فردا ملحق بمعسکر اقبال گردد. بگفتهٔ پٹیل بدرستیء معاملهٔ بهرت پور و بپاس مزاج زوجهٔ خود که طفلی راٸیده، حرکت نساخته است.

چون کثرت خار و خای ناهموار که در خیمهٔ سپهر اقتدار بسیار بسیار بانظار حضار مایهٔ کردگار آمد، غضب سلطانی کار کرد، و عرق قهر بحرکت آمد. بداروغهٔ فراش خانه قلندر بیگ خان یك چشم و دیگر شاگرد پیشه عتاب صریح و غصهٔ برملا شد که نوبت رحلت تازیانه و مقرعهٔ خاصه رسید. آخرش بخمر اندشت و عفو که خاصهٔ مزاج وهاج است، نشو و نما نمود. بسبب تکدر تا بشام اسی حاضر نگشت. و درون محل با مخدرات مشکوی خسروی که هریکی ماهیست در حسن و آفتابی است در خوبی، بزم نشاط و انبساط را بزیب وزین مزین داشت. پهر شب رفته قرنای مقام ندای مقام مقام بگوش صغار و کبار رساند فقط

چهار شنبه هفدهم ماه مذکور، بمقام موضع پنکهورا[۱]. چون قرص مهر برطبق نیلی سپهر برآمد، شاه عالم پناه بفر کیقبادی و اسکندری و اقبال بابری و تمری بار عام نمود، و پیش خیمه را به بهاور روانه فرمود.

سه صد و بیست و نه روپیه و یك آنه بابت صرف یك ماهه ناشتهٔ مرشد زادههای اوماق از طرف رام تراین و هرنراین پسران رام رتن مودی سرکار سپهر اقتدار که

۱ـ صفه ۲۷: "پنکهورا

هنوز و مفتخر با عزاز و الطاف خاقانی است ، از نظر
کیهان خدیو گذشت۔

و قریب یک پاس روز برآمده باتفاق پٹیل راو راجه
بہادر سنگهه ماجهری و همت بهادر و راجه نراینداس
وغیره امرای حضور انور دخیره اندور تقبیل آستان فلک ترجمان
شده ، استسعاد ملازمت حاصل کردند۔ به پٹیل بنابر وکل
او که سوائی مادهوراو نام دارد و در شهر پونا ست ،
خلاع فاخره و دستار سربسته و جیغه و سرپیچ مرصع و
مالای مروارید و سپر و شمشیر و ماهی و مراتب و علم و
طوغ و نوبت و خطاب مختار الملکی چار دانگ هندوستان
و قلمرو خاقان عالم ستان ، و ببابت ملازمت و رخصت
وطن راو ماجهری خلعت شش پارچه و جیغه و سرپیچ
جواهر و مالای مروارید و شمشیر و حکم عنایت فیل و
اسپ از پیشگاه عتبه بوسان بارگاه عالم پناه مرحمت شد
عنایات خسروانه فرق آنها باوج ماه و مهر رسانید۔ بعد آن
پٹیل وغیره عمله فعله برآمدند۔ و پٹیل بخانه رسیده از عنایت
سرور موفور شلک توپخانه نمود۔

و بعرض اقدس رسید که همت بهادر و نراینداس
نذور به پٹیل گذرانیدند۔ من بعد قبلهٔ عالم و عالمیان
حرمت افزای ارباب حرم محترم شدند۔

هژدهم شهر مذبور پنجشنبه که بر اورنگ خضرای
سپهر خسرو خاور جلوس نمود ، پادشاه ذره نوال بر

سریر شهریاری نشسته بار عام فرمود. حضار پایه تخت فلک اقتدار سعادت مجرا حاصل کردند. خاصهٔ معلی روانه شد. قریب بدو پاس روز برآمده، پٹیل بدولت بساط بوس مشرف گشت.

بعرض اقدس رسید که راو راجه پرتاپ سنگهه ماچهری بقلعهٔ الور کوچیده رفت. بسفارت او جیون خان در اردوی والا بلشکر پٹیل مانده. ضیافت پٹیل بخانهٔ میجر برون فرنگی است. چنانچه از حضور پرنور برآمده همان جا رفته است. بعده بمشکوی خاص الخاص تشریف بردند فقط

جمعه روز دهم ماه مرقوم

برآمد چو برطرف نیلو فری
سپهدار مشرق به نیك اختری

طبل رحیل صدای «انا فتحنا لك فتحاً مبیناً» بسمع صغار و کبار رسانید. و رایات عالیات روانهٔ پیشتر کرده شد. حوالی پیلدت بخشیء پٹیل و رایاجی پٹیل و اپاجی کهندو سرداران عمدهٔ سپهسالار دکن باتمامی فوج و نامداران خود در سواری سعادت ابدی حاصل ساختند. قریب یك نیم پاس روز برآمده سردولتخانهٔ اقبال نشانه که متصل موضع هلینه تعلقهٔ بهاور بود، بمبارکی رونق افزا گشتند.

عسرظفر شد، چهار و نیم کروهی جریبی معسکر ظفر
پیکر کوچ کرده آمد. پرجیندرپور عرف کبهبر و بهرت پور
دوازده سیزده کروه، و مهندرپور عرف دیگه شانزده کروه، و
ور سه کروه، و بهاور چهار کروه رسمی ازین جاست.

جمیع عساکر جنوبی و نجفی و راجپوتیه وغیره بمسل
مود ها فرود آمد. و عقب خیام فلک احتشام تالابی یخته که
عمق آن فکر دقیق نرسد، در غایت عذوبت و صفا ملبب
است. شام گاه حکم والا صادر شد که سقایان بهمگی اردوی
معلی بمشکهای پرآب گشت نمایند و بر آلاوها اگر آتش
فروزند، آبپاشی کنند که دود نشود.

شخصی معروض داشت که دود آه آنها را که پوششی
ندارند و طاقت درست کردن رخت زمستانی نیست، علاجی
ضرور. دیگری گفت: «کانون دل آنها که مشتعل می باشد،
همان کافیست».

آنگاه درون محل تشریف ارزانی ساخته حرمت افزای
مخدرات همایون شدند.

برآمد چو بر چرخ ماه منیر
ملك خفت در خوابگه بر سریر
رقیبان شاهی برآمد خروش
که فردا مقامست، ای اهل هوش
بخفتند هریك به آرام گاه
بآسودگی از رحیل پگاه

شنبه عشرین شهر صدر، خسرو فلک چهارم چوبی بر تخت سپهر جلوس نمود، وارث ملک کیخسرو بر اورنگ کیانی نشسته خاص و عام را بشرف بار اختصاص بخشید.

حکم شد که اغذیه و اشربه که یاد از مائدهٔ آسمانی دهد و لطیف تر از آب کوثر باشد، باحتیاط تمام برای نیاز و فاتحهٔ حضرت حسنین و شهدای کربلای معلی، صلواة الله علیهم اجمعین، تیار نمایند.

بعرض همایون رسید که سرداران مغول شکر نجفی و افراسیابی و همت بهادر و راجه نراینداس بخانهٔ پٹیل رفته اند سوال و جواب معامله از وکلای راجهٔ جےپور بمیان است اگر در دوسه روز انفصال می یابد، چندی مقام عساکر فلک احتشام همین جا خواهد بود، والا به جےپور کوچ می شود.

به متصدیان خلافت احکام فرخنده انجام نزول اجلال یافت که کواغذ محالات خالصهٔ شریفه و جمیع کارخانجات معلی درست کرده از نظر اقدس بگذرانند. آخر روز بطرف عیش محل آنندراو نرسی حاضر شده فرد مطالبات پٹیل بنظر اعلی گذرانید. چنانچه بدستخط خاص مزین شد، و ارشاد گردید که «مختار السلطنة عظمی پٹیل را فرمودم». همان وقت پٹیل و رانی خان بهائی و میرزا رحیم بیگ مصاحبانش و همت بهادر و راجه نراینداس در حضور والا آمده مجرا

نمودند. خلوت و جلوت تا شام ماند. به پٹیل ارشاد شد که «مابدولت را بمحالات هیچ کار نیست. که بسبب خشکیء سه ساله و هنگامهٔ مفسدان حاصل خوب ندارد. ملك داند و شما. مرا زر نقد می باید».

بعد آن پٹیل وغیره مرخص شدند. و حضرت اعلیٰ در محل معلی تشریف ارزانی فرمودند. چون طلای بخش مهر در بوتهٔ مغرب گداخت و ماهیء سیم گون ماه از تحت زمین بدزیای لاجوردی سپهر بر آمد و پاسی از شب گذشت، قرنای مقام بلند آوازه گردید و ندای «لاحرکة» بسماع عالمیان رسانید و خلق از وساوس رحیل آرمید. فقط

بامداد یکشنبه بیست و یکم محرم محترم که عطیه بخش عالم از مطلع کرم طالع شده بر اکناف گیتی لمعات نور فشاند، مظهر تجلیات آلهی بر کرسیء نقره جلوس نموده به پرتو[۱] اقبال لازال فروغ بخش کور باطنان گشتند.

پٹیل با توابع خود و همت بهادر و راجه نرایندا‌س حاضر گردیده بذیل اعطاف و ظل الطاف جا یافتند. از روی مرحمت خاقانی و نوازش سلطانی بعنایت فاخره چهار تب خدمت وکیل المطلقی و مختاری امورات پادشاهی و مورچهل و نالکی و خطاب «مختار الممالك وکیل مطلق عمدة الامرا فرزند عالی جاه مهاراجه دهراج سری ناتهه مادهو

[۱] اصل: پرتوه

راو سیندهیه بهادر منصور زمان » در همگی راجهای هندوستان که هیچ یکی از راجگان عظیم الشان را چنین خدمت و چهار قب از عهد صاحبقران امیر تیمور گورگان، انار الله برهانه، الی آن سرفرازی نشده و هیچ هنودی بایں موهبت عظمی مفتخر نگردیده. پٹیل را افتخار و اعتبار در روزگار بخشیدند، و فرق عبودیت او را بفلك الافلاك رسانیدند. و رانی خان بهائی مصاحب عمدهٔ او به نیمه آستین و جیغه و سرپیچ مرصع سربلند شد و اپاجی کهندو به نیمه آستین و پسر آنند راو نرسی وکیل پٹیل بخلعت پنج پارچه به هم چشمان سرفرازی یافت.

در سلامگاه هنگام بجا آوردن آداب بساط بوس شکرانهٔ عنایات خسروی آنند راو نرسی چند مشت گلهای نقره بر سر پٹیل روبروی بادشاه عالم نواز بطریق نثار به یمین و یسار بینداخت. و فراشان و خادمان و نوابان[۱] حضور انور دست بگل چیدن کشادند. و طرفه تماشای افتادن و استادن و دست بغارت کشادن آن جماعهٔ طامع که صورت غریب و عجیب بود، بانظار نظارگیان منظور نظر اقدس آمد. بعده براجه دیارام بهادر نائب خالصهٔ شریفه و مولوی عطاء الله خان بهادر خانسامان و دیگر عمله و فعلهٔ حضور کرامت ظهور اجازت شد که نزد پٹیل رفته حاضر

---

۱ . اصل: نواماں

شوند. و برای نوشجان فرمودن خاصهٔ مبارك بمحل تشریف بردند.

پثیل در یکمهری برآمده نشست و شلك تویخانهٔ خـود کنانید، و نذور مختاری گرفت. و بشادیانه نوازان پالکی سوار بفرودگاه خود رفت.

شامگاه عرض شد که تمامی مغلیهٔ افراسیابی و راجـه توایندراس و همت بهادر نزد پثیل رفته اند. و خادم حسین خان پسر افراسیاب خان مقتول که پنج ساله است، بامید دولت آستانه بوسی ویافتن منزلت پدر می آید. و بمستقر الخلافهٔ اکبرآباد رسیده. ارشاد شد که محقق است. اگر حق او تلف نشود، بسیار خوشنما خواهد بود».

بعد آن در مشکوی معلی داخل شده با ماهرویان مشکین مو و خرشید طلعتان نیکوخوی نرد نشاط باختند معمار روزگار چون مهرهای کواکب بر تختهٔ لاجوردی برچید، از قرنای شکر نفیر مقام بلند گردید. اهل عسکر نقد هوش باخته، بخواب آشنا شدند. فقط

دو شنبه بیست و دویم ماه صـدر که از افـق اجلال نیر اقبال طالع شد، مظهر تجلیات انوار لم یزلی بلمعات اقبال جهان مطاع آفتاب شعاع عالم را منور ساخته، بفروغ ناصیهٔ جلال بکمال زنگ زدای بواطن تیره درونان شدند. سوار مهر ربع عرصهٔ فلك چون طی کرد، برای فـرود

آوردن خیمهٔ بار عام حکم معلی شرف نفاذ یافت. بعد فرود آمدن بارگاه گردون اشتباه امر شد که «امروز پیش خیمه پیشتر می فرستادیم. چون روز چندن باقی نمانده موقوف داشتیم. فردا پیش خیمه و خاصه برود و صباح آن سمت جےپور که راحهٔ. آنجا در ادای زر معامله استادگی می کند، متوجه می شویم».

بعرض همایون رسید، پٹیل بنظم و نسق مهمات عمدهٔ سلطنت مشغول است، و از مستقر الخلافه قبائل و پسر و لواحق محمد بیگ خان همدانی راهی گشته بمقامات پیپله که پنج کروهی بهرت پور و چار کروهی درگاه سلیم چشتی، قدس الله سره العزیز، است، ملحق باو شدند فرمودند: «خوشا نصیب همدانی که به تبعه و لحقهٔ خود بدین روز سیاه به پیوست، ما سدولت از دار الخلافه و مستقر الخلافه و مرشدزاده ها و بیگمات دور دور میگردیم به بینیم، گردش چرخ دوار چه می خواهد».

حینی که حصهٔ چهارم شب منقضی شد، جهان جان و جان عالم آسایش نمود، و از قرنا صدای مقام برآمد و خاص و عام اردوی کرام خاطر از و سوسهٔ کوچ پرداخته بخفتند. فقط

مورخهٔ ثالث و عشرین یوم الثلثا. حسب الحکم معلی پیش از طلوع بیضا نقارهٔ پیش خانه والا شد. پگاه که حضرت

خلیفهٔ روی زمین بیدار شدند، مجرائیان و ایباجی کهندو بشرف باریابی حضور سعادت موفور دریافتند. ایباجی چیزی در گوش مبارك از طرف پٹیل عرض کرد و گذارش نمود که پیش خیمه روانه گردید. حکم فرمودند، «خاصه نیز برود». چنانچه جود بدولت بخوابگاه متوجه گشتند. و ایباجی کوس خاصه بلند آوازه کنانیده بفرودگاه خود رفت.

معرض رسید، امروز جلسهٔ عظیم و کلای راجه جیپور بخانهٔ همت بهادر و پٹیل بود. هیچ سخن معامله برکرسی نه نشسته. باید دید که چه صورت میگیرد.

شبانگاه بآرامگاه آرام فرمودند و مردم گوش بصدای کوس رحیل همه شب بخفتند. پهر شب باقی مانده کوس کوچ نواختند، و مردم به تهیهٔ رحیل پرداختند. فقط

سحرگه روز چهار شنبه بیست و چهارم مرغ زرین بال مهر پر پرواز کشاد، و همای دولت سرمدی بلندی گرا گشت، خسرو انجم سپاه بسواریٔ فیل از مخیم سرادق اجلال روانه شد. بدستور افواج جنوبیان وغیره در رکاب جهانیان مآب بود. قریب یك نیم پاس روز برآمده بدولت خانهٔ معلی که متصل بقلعچهای رام گڈه و بالاهیڑی نزدیك بقریهٔ ویران که چند هم از غایت وحشت ازانجا کناره میگرفت، و رخ جیپور نصب بود، داخل گشتند.

بعرض اقدس رسید که موکب همچو کوکب شش گروه رسمی آمد، پیش خانه را چه امر؟ حکم شد که صبح خیمهٔ بارگاه عام ایستاده کنند و دوسه مقام همین جاست. بحضار منازل شناس مخاطب شدند که «نام این ده ویران چیست»؟ حاضرجوابی معروض داشت که «حضرت، الواین». لطیفه خیلی پسند شد.

شخصی بعرض رسانید، پٹیل برای اخراجات حضور اثنا[۱] عشر مایة الف روپیه سالیانه نزدیك خود مقرر می کند، و امروز صد هزار روپیه در خزانهٔ والا داخل نموده. فرمودند: «این قدر بس است. الله بس، و باقی هوس».

از تشدد هنگامهٔ گروه شقاوت پژوه سکهان و گوجران که بنواح دارالخلافه طوفانی برپا نموده اند، مذکور شد. ارشاد کرامت بنیاد کردند که «بالفعل پیش نهاد همت والا آنست که نظام عالم نموده آید حصوصاً ملك راجپوتیه که از مدتی پایمال مواکب غارتگران شده. بعده تنبیه جماعه

کینی کرده خواهد شد. و اگر حود بخود به نیروی اقبال ابد اتصال بدارفنا می شتابند، تدبیر چه ضرور، والا بر وقت هرچه مقترن صلاح و صوابدید حواهد بود، ظهور می تواند گرفت. چون پادشاه دانا خداوند تعالی در آنچه بهبود انام

۱ــ اصل: اثنی

است، می کنند، ما بدولت عمل برآن می نمائیم. مشیت الهی چنین است که مفاسد آرام بیابند، پس لازم افتاد که پرورش آنها شود. لیکن چون شیخ مصلح الدین سعدی فرموده، بیت:

نکوئی بـا بدان کردن چنانست
که بد کردن بجـای نیك بختانـ[1]

دیده و دانسته از تربیت آن فریق اعماض بعمل می آیـد. هرگاه که خواهش ایزدی بوضع دیگر خواهد بود، در دفع آنها ازین طرف قصور نخواهـد رفت. حـالا در تنبیه آنها کوشیدن مسکر از تقدیر شدن »

بعد آن که آفتاب بحجـاب ظلمات رفت و شب تیره مقنعهٔ سیاه برخ عـروس روز فروهشت، امر شد که دیشب دزدان از مردم که همـراه پیش خیمه آمـده بودند، شش گاو و سی و نـه اسپ دزدیـده بردنـد. امروز محـافظـه بنیغی نمـایند. و بنواختن قـرنـای مقام حکم کـرده بمحل تشریف بردند. و از نوای قرنا از تشویش کوچ اربـاب لشکر خـاطـر جمع سـاخته بخواب بر بستر خواب صاحب فراش شدنـد. فقط

پنجشنبه بیست و پنجـم که بر حصـار چرخ دوار نیر ذوالاقتدار نمودار شد، پادشاه نامدار بیدار گشت. بعرض رسید که از دولتخانهٔ معلی ۳ سه کروه رسمی قلعچهٔ پالی بر قلهٔ کوه

۱- صواب: مردان

واقع شده. راجپوتان این ضلع که کلانوت قومی معروف از راجپوتیهٔ کچهواهه است، درانجا متحصن و متمکن. و از دیرگاه سر اطاعت از راجهٔ جےپور پیچیده بادای زر معاملهٔ واجبی از راه بدذاتی تن نمی دهند. بد. خواست وکلای راجهٔ مذکور که رتن لعل و دودراج مهنت نامدارند و نندرام بخشی او بایمای پٹیل چند پلاٹن و فوج افراسیابی با پنج ضرب توپ بسر کردگی صمصام الدوله و ارسلان جنگ و دیگر نامداران مغول رفته بدان قلعچه چسپیده هنگامهٔ توپ زنی گرم دارند.

بتجویز جای پیش خیمه بمیر منزل حکم شد. ار روی اخبار دریافت گشت که بهگیل سنگهه با فوج عظیم سکهان شقاوت شعار بنواح دارالخلافه آمده، و وکیل راجهٔ جےپور نزد آنها و در هنگامه پردازی مصدر تقصیرات عظیمه می شود. پس از تامل فرمودند: «چند هزار سوار جنوبی به پٹیل گفته بتادیب آنها می فرسیم».

هرکاره بعرض اقدس رسانید، انباجی که چند روز پیش ازین آمده بود، همین وقت تمامی فوجش و محمد بیگ خان همدانی با دوهزار سوار و پیاده عقب لشکر پٹیل آمده ڈیره کرده. و پریروز که خواهر و پرستاران پٹیل از گوالیار آمدند وسی ویك کشتی میوه وغیره از حضور پرورش معمور بآنها مرحمت شده بود، بپاس تعظیم و تکریم

حضور بخواجه سراقی که برسانیدن کشتی ها رفته بود،
دوشاله و چیزی نقد دادند. همت بهادر و راجه ترایندداس
نزد خواهر پتیل رفته، همت بهادر بملاقهٔ درویشی دعای خیر
و راجهٔ مشار الیه یک اشرفی نذر کرده، بهر دو خلعت و
جواهر بخشید. تنبر فرنگی که درین ولا ملازم راجهٔ جیپور
شده منعینهٔ سپاه و وکلای راجه است، امروز پیچ فسر
دغلیه نکشتن او کس اتفاق نسته، یکی دست بقبضهٔ جمدهر
ساخته، در حینی که روزانه وی بستر خواب غلطیده بود،
دلیرانه بسینه اش نشسته می خواست که کارش تمام کند. جام
حسانش چون لبریز نگشته بود، تنبر از زیر او زبر شد و
آن احل و سده ها را دستگیر کرده سر توپ کرد. و چون
معلوم کرده[۱] دریافت که در جماعهٔ کدام رساله داری که نیز
نوکر راجهٔ جیپور بود. آنها علاقه داشتند، و او قریب
دو صد مردم دارد، فی الفور سوار شده همه را غارت نمود.

حضرت ارشاد فرمودند: «معاذالله از جمدهر بازان
این وقت، و الحفیظ از خنجر گذاران عهد ما». و بداروغهٔ
اخبار حکم شد که باوجود چندین نزدیک بودن پتیل بعد سه
روز خبر آمدن خواهرش و عطای اقدس و انوپ‌کر و
ترایندداس بعرض رسید.

هنگام شام اپاجی کهندو و انندراو نرسی حاضر شدند.
در وصف پتل کبت و دوهره که از زبان کرامت ترجمان

۱ــ اصل: گشت

کالوی من السماء نازل شده بود، نویسانده برای رسانیدن نزد پٹیل بآنها عنایت شد. چون مصراعی که آن خالی از لطف نیست، راقم وقائع بدائع داخل این کتاب می نماید:

مادهو، ایسی کیجیو، سب کی تجهه کو لاج

چون عروس مشرق بحجلهٔ مغرب رفت، شاه عرائس بمشکوی قدسی رونق افزا شدند، و ندای مقام از قرنا برآمد و شکریان بخواب آشنا گشتند. فقط

جمعه بیست و ششم،

سحرگه که برطاق نیلوفری
نمودار شد خسرو خاوری

از مطلع خوابگاه جهان پناه طالع شدند. بنوازش کوس پیش خانه و خاصه امر فرمودند. نصف النهار پٹیل بحضور انور آمد تا دیر جلوت و خلوت بود. در مدح جناب معلی کبت من تصانیف خود خواند. بشرف قبولیت رسید. بهاو پندی دیواش به نیابت او از پیشگاه حضرت ظل اللهی سرفرازی یافت. و بهاو تسلیم این عهدهٔ عظیم بجا آورد.

بمبالغه برای فرستادن فوجی به تنبیه جماعهٔ لعین بدار الخلافه به پٹیل فرمودند. عرض کرد، عنقریب از معاملهٔ راحهٔ جےپور دلجمعی می شود. آنگاه بتادیب آنها و نظم و نسق آن ضلع مردم کار آزموده می فرستد. و عرض داشت،

دیشب متحصنان قلعچهٔ بالی قلعه خالی کرده بدر رفتند. افواج منصوره بدو گلمهی دیگر چسپیده بطرفة العین آنها را گرفت. یك قلعچهٔ خام مموه که درمتانت و استحکام عدیل ندارد، حالا دلیران معسکر فیروزی بتسخیر و محاصرهٔ آن پرداخته توپها میزنند. بعد فتح آن دو سه قلعهٔ دیگر از کلا بوتانست، بقال عدو مال افتتاح آن بعمل می آید. آنگاه بالاهیڑی و رامگذه مسار خواهد شد. و اگر حارس آن قلاع ربقهٔ طاعت بر گلو نداخته، بعفو شاهی کار خواهد افتاد.

از اخبار بسمع کبار رسید که مرشدزاده ولیعهد صاحب عالم میرزا جوان بخت بهادر با چند پلاٹن هشتین صاحب بعزم آستانه موسی باکهنؤ آمده. و بسبب تشدد هنگامهٔ مقاهیر ابواب شهرپناه دارالخلافه یکپاس روز برآمده مفتوح و پیش از غروب نیرعالم افروز مسدود میگردد. گاذران برای پارچه شوئی بکنار جمن نمی توانند رفت. هرگاه گذار قصار باشد، بقاصد و مسافر چه رسد. فرمودند: «تدارك بعمل می آید».

شخصی از نهضت رایات بدارالخلافه استفسار کرد. ارشاد شد: «این سخنی است که جز بشیل مطلع این راز دیگری نیست. انکشاف این مقترن صوابدید نی»

قریب یك نیم پاس شب گذشته امر شد که بیگمات وغیره و نواب مبارك محل که بنابر اختلاف هوا صاحب

فراش ابد، به اسلام آباد متهرا بیایند و همانجا توقف کنند. اگر طبیعت بیگم صاحبه خوب شود، بهتر. و الا امر است، بدهلی بروند، و دیگر در متهرا باشند و بُرای معالجهٔ بیگم صاحبه حکیم امامی شرف رخصت یافت.

عرض ازدند. شجاع دل خان خسر افراسیاب خان، چون خادم حسین خان بقلعهٔ مستقر الخلافه از علی گده رسید، او را بحویلی و اسباه (؟) فرود آورد و شلك توپخانه که خلاف معمول است، نمود. بر طبع اقدس گران گذشت. فرمودند: «طفل بی تقصیر و یتیم و او متکبر و عبید احمد خان مابدولت باو نیکی کردیم او را همین می بایست. چه طور «لا خیر فی عبید» باطل شود! منتقم حقیقی پاداش نکوئی مابدولت او حسر مقتول خواهد فهمید

ما کار خویش را بخداوند کارساز

بسپرده ایم، تا کرم او چها کند.

بعرض رسید، پسر غلام مرتضی خان بڑیچ با دوهزار مردم نوکری پٹیل اختیار کرد، و بسیار التفات پٹیل بر او مبذول نمود. فرمودند: «دیگران، نجفی و افراسیابی، همین قسم متابعت پٹیل می نمایند». و آرامگاه آرام فرمودند. فقط

شنبه بیست و هفتم

نمایان شد چو خور بر چرخ نیلی

بلند آوازه شد کوس رحیلی

صدا چون شد بلند از کوس شاهی
نهیب افتـاد از مـه تـا بمـاهی
خـداونـد نگین و افسرو تـاج
روان شد با سپاه بحر امواج[1]

حضرت برفیل سوار و سرداران نامدار و جنوبیان نیره گدار وغیره در بندگی بودند. پس روز برآمده بمخیم اجلال که نزدیک رام گڈه بود، داخل گردیدند.

عرض شد، دونیم کروه جریبی کوچ شد باستعانت و کلک دلاوران که بقلعۀ خام مهوه چسپیده، افراسیابی و مردم فلیل جنوبی با چند ضرب توپهای کلان حسب الایمای پٹیل شریک محاربه شده اند و مستحفظان می جنگند. بهیرو بنگاه عساکر که نزدیک قلعچه شده میگذشت، ناگهانی بضرب گولهٔ توپ ۳ سه نفر لشکر همت بهادر پرید. سپاه افراسیابی و نجفی متصل بالا هیڑی فرود آمده معاملهٔ جیهور رو بانفصال آورده.

چون مزاج قدسیهٔ طاهره دختر خدیو بحروبر که ملقب به میانصاحب است، علیل گشت، همه حضار مرخص گردیدند. و بعجالة[2] و مضطرباً حضرت بسرادق اجلال تشریف بردند. شبانگاه نقاب ظلمت که برخ روز روزگار فروهشت، شبگرد بگردش آمد و عالم بیدار باقبال حضرت سامدار بخفت. فقط

۱- اصل: مواج ۲- اصل: عجالتاً

یك شنبه بیست و هشتم، مقام رامگڈه

صبح که آفتاب جهانتاب اشعات نور بر سکان گیهان برافشاند، قبلهٔ روزگار از مطلع افتخار بیدار گردیده حضار نامدار را بشرف بار امتیاز و اعتبار بخشید.

احوال مزاج طاهرهٔ قدسیه میانصاحب بعرض رسید که نسبت دیروز خوبست و شب بخوبی آرمیدند. بحضرت صحت بخش حقیقی، عم احسانه، سجدات شکر و سپاس بتقدیم رسانیدند که به میانصاحب شفای عاجل و اکمل عطا کرد.

تا یکپاس روز برآمده شتران و نرگاوان باربردار حسب الامر بچراگاه برفتند و حکم شد، بی حکم نرفته باشند.

هرکاره‌ها معروض داشتند که همت بهادر و فوج مغول و جماعهٔ ککی پٹیل بانفتاح قلعچهٔ خام مهوه سعی بلیغ دارد

شب بناسازیٔ هوا و قلق خاطر که از جانب میانصاحب داشتند، خاصه تناول نفرموده بودند. بنابرآن پیش از وقت دست باطعمه و اشربه دراز کردند.

بامداران میندھا سنگهه کیدان مار بلش پٹیل قصابان اردوی معلی را ممانعت و مزاحمهٔ گاوکشی بپاس طریقت خود کرده چندی را دست و پا نرم ساخته بود. چنانچه بفرمان قضا توامان حضرت، شاه نظام الدین نزد پٹیل رفته گفت که «چه حرکت از مردمان شما بظهور آمد»؟ پٹیل

ر بس که اطاعت و انقیاد را فخر و سعادت می دانند، کندان مذکور را طلب داشته بسیار تشفیع ساخت، و عرض آورده فرستاد که «او میندهاست. ار حرف جان بقصاب آویخت که نشود ویرا بمسلخ برد». این لطیفه خیلی بحضور خوش آمد و جهان پناه مصرع سرمد خواندند[۱].

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند

گذرش کردند که رباعی حل[۲] مطربان تشکل وحت پیکر بفیل امروز می سرایند. رباعی

ناقوس شوی بلند آواره شده
صد شکر که دین هندیان تازه شده
در دارگه بفیل عالم پرور
سرهای ملیچهه تاج دروازه شده

تا شب چنین مقدمات نشاط در زم خسروی مذکور می شد. بوقت معهود حضرت عالم پناه و خلق الله آرام کرد. فقط

بیست و نهم، دوشنبه

از افق مشرق ستارهٔ روز طلوع نمود. پادشاه انجم سپاه بملاحظهٔ مواکب چون کواکب بر منزل جهان نما

---

۱ اصل میں یہاں بیت کی علامت ہے۔
۲- اصل میں اسی طرح ہے۔

برآمد. ایشان کهنهٔ و بعضی مقدمات برسم اخفا بسمع مع
گذارش کرد. عرض شد، بپاس عهد و مواثیق، انباجی د
خدمت پتیل سوال و جواب محمد بیگ خان همدانی می کنند
چنانچه بمرضیء پتیل موجودات مردم او نویسانده، دوهزا
و یك صد پیاده و سوار بشمار آمد.

بابت تولد پسر انباجی فرستادهٔ راو راجه پرتاب سنگ
ماچهری ده اشرفی و پارچهٔ پوشاکی جهت مولود و زن
مسعود انباجیء محمود آمده و انباجی دستار خود و خلعت
براو راجه فرستاد.

نصف النهار پتیل شرف مجرا حاصل کرد. چون هنگام آسایش
اقدس بود، چند مقدمه عرض نموده اجازت رفتن بخانهٔ انباج
جهت مبارکباد تولد پسرش و دادن خلعت نیابت خود
دیوانیء خالصهٔ شریفه براجه ترایندا س گرفته، فی الفور مرخص
شده بدیرهٔ انباجی رفت.

شام بعرض عالی رسید که براجه ترایندا س، پتیل نیابت
خود و خلعت شش پارچه و جیغه و سرپیچ مرصع
مالای مروارید و اسپ و فیل و دیوانیء خالصه مه
مختاریء دولت خانهٔ حضور و متصدیان خالصه و رام نرای
پسر رای رام رتن مودی سرکار والا که بهوش و ذکا
سرانجام امورات عظمی و دولتخواهیء جناب معلی باوجو
صغرسن رسانست، و بدل میکو شد، خلاع مهربانی داد

بمـانهٔ الهسابی مسهلت و محفل رقص بمیان، و قلعچهٔ مهوه
فتح نشده، و سلطـان سنگهه برادر راحه اکه دهیر که ازو
جداست، برای معاملهٔ خود رجوع به همت بهادر آورد، و
اکه دهیر در بالا هیڑی بعزم نبرد و مقابله و محاربهٔ دلاوران
پیروزی نشان نشسته. چنانچه اله یار بیگ خان وغیره مغول بچهند
توپ بدفع این بنج مست مورچال از بالا هیڑی قـائم کرده
شروع نبرد کردند. و از پلاٹن افراسیابی و سواران جنوبی
از شوره پشتیء طـرفین نوبت نبرد و کشت رسیده بود.
امـا بخیر گذشت.

ارشاد شد: «تـا بکی؟ اگر همین صورت از جانبین
است، روزی عالمی نه خواهد گردید».

شب تب لـرزه ملازم شد و اهل عساکر دست بدعای
شفای حضرت همه شب تـا بسحر نخفتند فقط.

سه شنبه سلخ که طلوع بیضا شد، اطبـا بحضور حاضر
شده بعد ملاحظهٔ نبض ادویه تجویز نمودند.

مذکور شد، دونقب قریب بقلعچهٔ مهوه رسیده بود.
درونیان خبردار شده دفع آن کردند. و دونقب دیگر نزدیك
رسیده معاملهٔ جیپور یازده صد هزار روپیه انفصال یافت.
منجملهٔ آن چهـار صد هزار روپیه نقد و تتمهٔ را اقساط.
برای آوردن مبلغ موافق اقرار نزد راجهٔ جیپور گوبندانند
المعروف به جوراج که به جیپور رفته تـا حال نیامده. و

درین ولا سرگروه درویشان، سید احسن الله احسن تخلص که استعداد شعر فارسی و هندی دارد، مطلع طبع زاد بخواند:

اس طرح میرے دل میں داغ تونے جھڑک رکھے
جس طرح گل کو گلفروش پانی چھڑکے چھڑک رکھے

آن گاه بآه سرد و خاطری افسرده بتکدر تمام قبلهٔ خاص و عام فرمودند که «مختار السلطنة انجم خیل اگرچه برسوخ عقیدت لاف عبودیت بجان میزند، معلوم نمی شود که بصلاح وقتِ مخرب دولت خانهٔ ما را برداشته، یا خیال کورنمکی بهمرسانده. هرچند مابدولت بتقید مزید فرمودیم که بحضور ما که بحقیقت دریائیست عظیم، اگر بوتیمار را رسانیده دهند، زندگیء او بطعمهٔ ماهی شود؛ والا حیاتش در پنجرهٔ سنگی خلاف عقل. این هم نمی تواند کرد و وعده ها بعمل می آرد».

آخر روز آنندراو نرسی بعد ادای کورنش و تسلیم موکل عرض کرد که امروز پٹیل بسبب درد کمر که بهمرسیده حاضر نگردیده. امر شد: «چون وی فرزندیٔ مابدولت مشرف شده، عجب بودی که مزاج اقدس گرانی بهمرساند و وی بصحت باشد. دردکمر مضایقه ندارد».

بعرض رسید، امروز کوچ همت بهادر و مردم نجفی و افراسیابی به بالاهیڑی مقرر بود. چنانچه همت بهادر را [illegible] خیمهٔ خود فرود آورده فرستاده بود، و خود سوار می [illegible]

لکن درین اثنا گفتهٔ پٹیل باو رسید که فاصله از اردوی
معلی و لشکر ما بسیار خواهد شد۔ کوچ مناسب نیست۔
از همین جا بجنگ باید رفت چنانچه فسخ عزیمت همت بهادر
کرد۔ ظاهرا وکیل لکهه دهیر سنگهه از بالا هیڑی آمده.. و
می گویند. منجملهٔ معاملهٔ جیپور صد هزار روپیه نزد
وکلای جیپور آمده۔ بگفتهٔ آنها کوچ شد۔ هرکارها که
بزبان جنوبی «پٹینیان» گویند، جای خیام چپ و راست قلعهٔ
بالا هیڑی چهار پنج کروهی اردوی همایون دیده، و وفور
چاههای شیرین و زمین هموار به پٹیل اظهار کردند۔ پٹیل
در جواب هیچ نگفت۔ و مستحفظان قلعهٔ مهوه در محاربه
قصور نمی کنند۔ امشب صد مردم از رفقای آنها در قلعه
داخل شدند۔ نقبی از خندق گذشته بزیر برجی رسیده۔ باید
دید که کی آتش داده پرانند۔

فرمودند: «تانی و تاخیر در چنین جاها نامناسب۔ اما
هرکسی مصلحت خویش نکو می داند»۔

بعده درون محل بظاهر به تپ و بباطن بتکدر تشریف
ارزانی فرمودند چون چادر نیلی عروس روز پوشید، عالم
لباس خواب در آمد و کول از کثرت سرما بر رو
کشید. فقط۔

پنجشنبه دوم ماه مذکور که نیر عالمتاب طالع شد،
حضرت عالم پناه بیدار شده باحضار اطبا فرمان دادند۔ شب
نسبت بروزهای دیگر مزاج وهاج خوب ماند۔

بعرض رسید، فوج دریا موج بیالا هیڑی چسپید و متحصنان بدلیری تمام شب و روز برآمده بر مورچال ریزش می نمایند و قلعچهٔ مهوه بدستور می جگنند. شام عرض شد که محمد بیگ خان همدانی با پسر و برادر زادهٔ خود و کریم قلی خان پسر منیرالدوله مرحوم بخانهٔ اباجی آمده بود بعد رفتن همدانی جیون خان بهادر وکیل راو ماچهوری نزد اباجی آمده صحبت گرم کرد. بنظم و نسق محالات آنروی جمن و تنبیه مفاسد مایه‌های پٹیل بابوجی ملهار دیوان انباجی میرود مردم افراسیابی قدری قلیل برای آوردن خادم حسین خان به اکبرآباد رفته اند. فرستادهٔ گوبندرائند چیزی زرنقد نزد پٹیل صاحب منجملهٔ معاملهٔ جیپور رسید و خودش سرانجام زر موافق قرار داد ساخته بصبح و شام از جیپور میرسد. بنابرین کوچ بیشتر موقوف ماند. و مستحفظ قلعهٔ آکره به شجاعت قلبی دیگ خیال می پرد.

ارشاد گشت:

ما زیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

اخبار دارالخلافه معروض شد. بخشی لملک سیف الدوله از چندی صاحب فراش است. و تاب مقاومت کفار یعنی سکهان شقاوت شعار بخود نیافته بصوابدید وقت در کنجهای تعلقهٔ دهلی سواران سکهان طلبیده نشانده و «راکهی» یعنی

نامداری آنها مقرر کرده داده. بسبب مصالحه غله در شهر
ارزان است و روز بروز می شود.

فرمودند: «مردم که ارادهٔ جهاد داشتند، مردند.
سیف الدوله سیف به نیام و آرام کرد. انشاء الله از پیشتیان
جذب سر اشرار بخار بباد پشه های آبدار برباد میدهم، و
از آنها کار میگیرم. میدانم که او بمقتضای هوای زمانه سازش
کرده معر و مقر حود آنها را ساخته. اقبال ما و افضال
حد باید و پٹیل انجم حیل بما موافق، گو عالمی باشد منافق».

آنگاه درون خوابگاه شبگیر بدلبر بینظیر آرام فرمودند.
و بصدای قرنای مقام صغار و کبار بخاطر جمع بخفتند. فقط.

جمعه سیوم شهر صفر، در حین طلوع کوکب گیتی
افروز حضرت از خوابگاه برآمده باطبا نبض ملاحظه کنانیده،
شب بیداری که بسبب کسل طبیعت حواب نیامد، بآنها
اطلاع بخشیده، موافق تجویز طبیبان عیسوی دم ادویه نوشیده،
و قدری خاصه تناول ساخته، آرام کردند. مجرائیان را
جواب شد.

قریب یك پاس روز برآمده بعرض رسید که امشب
بابوجی ملهار پٹیل نامدار سیله و دستار بابت رخصت و
مختاری محالات یار داد، و قریب بنصف شب گوبندانند مهنت
موج راجهٔ جیپور آمد. صمصام الدوله بافتتاح قلعچهٔ مهوه
سی بلیغ دارد. لیکن هنوز مدعا دور است. و از بالا هیڑی

جنگ توپ و تفنگ شروع شد.

امروز بسیار مزاج وهاج از منهاج اعتدال بر کران ماند. الیوی، ببرکت دعای نیم شبی و ورد سحری صحت عاجل و کامل بقبلهٔ دین و دنیا عطا نما که نظام عالم بوجود مقدس وابسته است. عالم السر و الخفیات می داند که تمامی خلق بهمین ورد همه شب کار داشتند. و چرا ندارند که همچو سفر بطفیل خاص نصیب هریکی است. فقط.

چهارم شنبه. چون بحکمت کاملهٔ حکیم دانا از حم شب فلاطون روز برآمد، پادشاه بیدار شده باطبا رجوع فرمود. الحمد لله ببرکت انفاس ریاضت کیشان شب بآرام (و) ۱ بآسایش گذشت، و مجرائیان مجرا حاصل کردند.

قریب بنصف النهار پتیل برسم عیادت و عبادت آمده، پس از ادای مراسم کورنش و تسلیم تنکه های نقره و مس که از روپیه و فلوس عبارتست، بنابر صدقه و خیرات دافع بلیات بحضور پیشکش کرد. امر شد: «مرادی تقسیم و روپیه بخزانه داخل نمایند».

از روی عنایت و نوازش خاقانی دوهرهٔ هندی که طبع زاد همایون است، بخط انور مزین کرده طرهٔ دستار پتیل نامدار کرده، همان دوهره را بر زبان صدق بیان آوردند:

۱ـ اصل ندارد

ملك مثال سب کھوے کر، پڑے تمھارے بس
سادھو، ایسی کیجیو، آوے تم کو جس

آن گاه سدا شنکر باکر منشی، پٹیل معه بالاجی، برادر زادهٔ خود، عتبه بوس شد و سه غزل که در مدح بندگان صاحب گفته آورده بود، بآنگ بلند بخواند. راقم وقائع بدائع چند بیت ازان هر سه غزل می نگارد. حصول ازین تحریر آن که اهل سخن بامعان نظر پی برند که در بزم شاه عالم چنین مردم قابل حاضر می شوند، و درین عصر چنین صاحب طبعان هستند که بخیال بندیء آنها فهم نظیری و انوری نرسید.

شاه عالم را طلوع صبح دولت آفتاب
ذره پرور، قدردان، عالی گهر، والا جناب
چون کمر بر انتظام سلطنت بر بست چست
راو مادهو آمده حسب الطلب جلدو شتاب

بعقل پیرو بدولت جوان چو صبح امید
شه و جناب شه ما چو مطلع خرشید
سران بدرگه شاه جهان شه عالم
زانفعال نمک سرنگون بلرزه چو بید
چوصید درپیء عزم فرار بال آراست
کمان کشید و پر تیر بر نشانه رسید[1]
غبار ظلم زدود[2] و کف کرم بکشاد

۱- اصل: رنید ۲- اصل: زداد

بگاه قهر هلاکو، بمهر چون جمشید
بعرض بنده سدا شنکر این نیاز حقیر
دعای دولت و عمر است یادگار نهید

صد شکر و سپاس فضل نادر
کافسرده هوا شده نکوتر
مختار مهام شاه عالم
مادهوراو سیندهیه بهادر
بر نظم نظام سلطنت بست
مردانه مهان سر سپهدر
عادل نوشیروان ثانی
درخلق و صفا چومهر انور
از مهر جهان جوان و از مهر
بزدود غبار ظلم یکسر
پرورده نمك دعای دولت
گوید بزبان عجز ناکر
تا دور فلك دبیر و شه باد!
فیروز بطالعی مظفر

از حضور باو و برادر زاده اش یك یك دوشاله و یك دوشاله صلهٔ غزلیات مرحمت شد. و بدرخواست مختارالسلطنة پٹیل قرار یافت که شقجات و فرامین معلی اول از نگاه سداشنکر گذشته، بعده باطراف شرف اصدار یابد.

و بوسیلهٔ بیرم خان ، محمد حسن مغل مثنوی خوان بحضور مشرف شده بدو شاله مباهی گشت . و شامگاه همراه آباجی کهنڈو بابوجی ملہار حاضر گشته بخلعت پنج پارچه و رخصت بنابر نظم و نسق محالات و تنبیه جماعت مفاسد به پنج هزار سوار صوبی و همین قدر مردم افراسیابی و بلٹن معزز گردند و شاد شده « دران چه کافهٔ انام آرام یابد ، بعمل آرد . نشود ، دلی ازو بیازارد » .

بعرض رسید ، امروز رای رتن لعل وغیره وکلای راجهٔ جی پور شام بدربار پٹیل مانده نوشت و خواند معامله خاطر خواه پٹیل کردند و انفصال بوجه احسن گشت . وقت رخصت پٹیل پنج کشتی خلعتی برتن لال داد . مفصل تعداد مبلغ معاملهٔ مسطور و اقرار نقد و اقساط بعد ازین مذکور خواهد شد .

پادشاه بتفریح تمام درون محل تشریف برده پردگیان سرادق اجلال را بنوید این که چیزی در معاملهٔ جی پور بدست خواهد آمد ، فرحت اندوز جاوید ساختند . و متوقع زرین که معلوم شود ، بچند معامله شد ، از غایت نشاط بشمار درم و دینار خیالی شب را بروز آوردند ، و جمیع مردم اردو بتفریح کیهان خدیو بآرام خسپیدند . فقط .

یك شنبه پنجم ماه صفر که اشرف مهر نمودار شد ، وارث چهل خانه گنج قارون بیدار شده ، بعد ملاحظه کنانیدن نبض و تناول ادویه مجرائیان را بشرف مجرا سرفرازی بخشید ،

و بقـابو پـاس طبیعت و یوم النوبه خاصه نوشجان نفرمود. بفضل حکیم برحق نوبت تب و لرزه نیامد.

شام آپاجی کهنڈو بهاندی نیشکر و رنگترهـا از طرف پٹیل بحضور گذرانید. آواز صدای توپها بسماع جهان پناه رسید. بتفحص آن امر شد. بعـرض رسید که راو راجه پرتاپ سنگه ماچهری با پانزده ضرب توپ و سه پلٹن و سه هزار سوار و همین قدر پیاده معه بختاور سنگه پسر متبنای خود از وطن آمده هـراول عسکر ظفر پیکر فرودگاه نمود، و شلك توپهای او شد. بمتابعت پٹیل درفشی چون نشانهـای پٹیل که سرخ و درمیـان آن مار سفید تعبیه است، درست کرده نصب نموده. ارشاد شد: «معنیء متابعت چنین باشد».

چون خاصه نوشجان نشده بود و ضعف و نقاهت معلوم میشد، در خیمهٔ خوابگاه تشریف برده آسایش فرمودند. و اهل عسـاکر مطمئن از وساوس کوچ آرام نمودند. فقط.

دوشنبه ششم که طلوع نیراعظم شد، خلیفـهٔ روزگار حضار را بمشاهدهٔ جمال با کمال عزو افتخـار بخشید. تـا دیر در محفل همایون مذکور شعر و شاعری بود. شخصی که در علم تـاریخ مهارت و ترکیب بـاستانی عبور دارد، بسبیل مذکور بیت شاهنـامهٔ فردوسی بخواند:

جهان را جهانـدار دارد خراب
بهـانه کند کین افـراسیـاب

عرض شد، مفاسد لعین و مقاهیر بیدین با فوج ممنگین
ہنگامه پردازی بعضی اهل بغض و کین قریب بدار الخلافه
رسیده، کوس حرام نمکی می نوازند، و نظم و نسق تعلقات
درون و برون شهر پناه دار الخلافه خلاف اسپ(؟) خود که
... شعار آنها ست، می نمایند ظاهرا خیال ملکداری بسر
... افتاده باشد. اللهم[1] احفظنا من البلیات!

و معاملهٔ جیپور به بیست و پنج صد هزار روپیه و
معاملهٔ بهرتپور بدو صد هزار روپیه و پنج توپ کلان که
... پسند پٹیل داشتند، انفصال یافت. امروز راو ماچهری
معه پسر ملاقات به پٹیل کرد. خلعت شش پارچه و مالای
مروارید و جیغه و سرپیچ مرصع و اسپ پٹیل به پسر راو
مذکور داد.

امشب چندی راجپوت تیغ گذار از قلعچهٔ مهوه که
مفتوح نشده، برآمده از مردم مورچال صمصام الدوله پنج
سر بریده و نقب که نزدیك بقلعه رسیده بود، آن را خراب
ساخته و آتش داده باز بقلعچه رفتند.

حضرت ارشاد کردند: « انشاء الله العزیز، بابوجی ملهار
زود دمار مخالفان را بنواح شاه جهان آباد رسیده برمی‌آرد.
حد؛ بکمد که ماندولت زود بدهلی رسیم. بی آنکه در انجا

۱- اصل: الله

وایات عالیات برسد، بندوبست آنجا خاطرخواه نتواندشد خیر، آنچه مقدر است، می شود. تردد و تفکر عبث کردن». و مصرع چهارم رباعیء طبعزاد اقدس بر زبان آوردند:

«اب تو آرام سے گذرتی ہے»[۱].

چون ربعی از شب گذشت، قرنای مقام بلند آوازه گشت، و حضرت درون خوابگاه و هر یکی بمقر خود بخواب رفتند. فقط.

سه شنبه هفتم که بتسخیر ربع مسکون خسرو فلك چارم برآمد، و شاه کواکب از مقابلهاش ناپدید شد. سلطان السلاطین بیدار شدند.

بموقف عرض رسید، باقبال خدیو کیهان ستان شب متحصنان قلعچهٔ مهوه بیرون رفتند، و فتح نمایان شد. بعد فیصلهٔ معاملهٔ بالاهیڑی و دوسه قلعچهای دیگر خبر کوچ اردوی معلی به مهندر پور عرف دیکه در لشکر پٹیل شهرت دارد. بابوجی ملهار کوچ یك کروهی ار عسکر مظفر کرده رفت.

بوکیل پٹیل موافق دریافت احبار شامگاه ارشاد کردند که جماعت بخار نابکار و کفار شقاوت شعار، اعنی گروه بی شکوه سکهان طرف ریواڑی تاخته دست بغارت کشادند،

۱- پوری نظم حسب ذیل ہے:

صبح تو جام سے گذرتی ہے　　شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے　　اب تو آرام سے گذرتی ہے

و در گنجهای پادشاهی و تعلقهٔ دهلی سواران آنها نشسته تهانداری می کنند. و در وطن شهر صد دوصد سوار آنها بجمعی می آیند. سیف الدوله زمانه سازی می نماید. والا در شهر مسند آنها یك دانهٔ غله بنظر نیاید. تدارك این زود بعمل باید آورد، و چنان باید کرد که ظلال عاطفت ما بر ساکنان دهلی بیفتد».

عرض کرد که «چنین قرار یافته، چهاردهم این ماه پیش خیمه برود، و بسه کوچ دائرهٔ دولت بدیکه رسد، و چند مقام. تا آمدن بیگمات و کارخانجات از مستقر الخلافه و غسل متهرا و زیارت بلدهٔ متهرا و معبدهای بندابن که پتیل صاحب و انندی بائی که خواهر اوست، در[1] انجا خواهند رفت. همان جا خواهد شد. بعد آن کوچ بکوچ موکب همچو کوکب و پتیل انجم خیل بنواح دهلی میرسد. و عنقریب تکوجی ملهار پیش از رسیدن افواج قاهره تا به دیکه تنبیه آن جماعت مخذولان می نماید. اندیشه نباید فرمود».

ارشاد کردند: «آنچه پتیل بهادر قرار داد، اولی والنسب.

صلاح ما همه آنست کان صلاح تراست

در صورت توقف و اهمال اغلب که «دل» که عبارت (از)

---

[1]- اصل: و ازانجا

فوج سنگین سکهان است، بوسد۔ آن زمان محاربه با آنها
سخت مشکل خواهد افتاد که تیر تفنگ آنها جواب تیر جزایر
میدهد، و اسپهای خوب دارند، ویك یك سوار دلیرانه مقابل
شده کارنامهٔ رستم را برهم میزنند۔ ما خود ازانها برنمی توانیم[۱]
آمد مگر بیاوریٔ سپاه شما و استعانت فضل کس بیکسان».

قریب بیك پاس شب گذشته عرض شد که همراه انباجی
محمد بیک خان همدانی با پسر و برادر زادهٔ خود دو گهڑی شب
رفته مشرف ملازمت پٹیل شد و هفت اشرفی و چهار
چهار مهر پسر و برادر زادهٔ او نذر کردند۔ پٹیل صاحب
بسیار دلجمعی کرده رخصت آن روی دریای چنبل نمودند. و
از روی مهربانی هفت کشتی پارچه و جیغه و سرپیچ
مرصع و مالای مروارید بهمدانی و پنچ پنچ خوان خلعتی
به پسر و برادرزاده‌اش عنایت ساختند۔ بعد آن حمسان پناه
آرام فرمودند۔ فقط۔

چهار شنبه هشتم، بعد طلوع مهر بر سپهر پادشاه بیدار
شده مجرای حضار پای تخت گرفتند۔ دو جوڑی نرگاو ناگوری
آمده بود. به طالب علی خان خواجه سرا داروغهٔ اصطبل و
گاوخانه امر شد که قیمت آن مشخص کنند۔

وقت شام بینی رام اخبارنویس سوای مادهوراو حاکم
پونا که تعین آپاجی‌کهندو است، و پنج کشتیء تمباکو
بهیلسه از طرف آپاجی‌کهندو بحضور انور آورده بود،

۱ـ اصل: توانم

ملازمت نمود ، و بعنایت دوشاله سربلندی یافت. آنگاه ظل الله سایهٔ بلند پایه بر اهل حرم، در حرم سرا تشریف برده، بگذرانند و مردم لشکر بآرام بخفتند. فقط.

پنجشنبه نهم، هنگام طلوع شاه خاور وارث تخت اکبر بیدار شده، بعد ملاحظهٔ نبض حکما اگرچه احتیاج دوا نبود، لکن بپاس یوم النوبه ادویه بتجویز آنها نوشجان فرمود.

بعرض رسید، بمحاصرهٔ بالاجیرای موج مغلیه وغیره که بود برخاسته آمد. ظاهرا اتصال معامله شد. سه کروهی عسکر مظفر بابوجی ملهار کوچیده رفت. محمد بیگ خان همدانی که بده هزار روپیه درماهه و محافظت قلعهٔ پولی که قریب رور من المضافات صوبهٔ دارالفتح اجین است، پتیل صاحب مرخص و مامور کردند. کوچ یک کروهی بدان طرف نمود.

انار و رنگتره و میوی شیرین رام نراین بحضور گذرانید. مهربانیها نمودند و برغبت تمام گرفتند. ازان جمله دو خوان به پتیل و حصهٔ رسد بمرشدزاده‌ها بخش شد و باقی نگاهداشتند. میر منیرعلی که برسانیدن خوانهای مذکور مامور گشته بود، از نزد پتیل آمده عرض داشت که بغلام خلعت میداد، قدوی نگرفت. فرمودند: «مضائقه چه بود؟»

- سه پسر میر فضل علی خان مرحوم داروغه میر منزل مر شده جای پیش خیمه رخ دیگه دیده بیاید. حسب الامر

مکان تجویز کرده کیفیت آن مفصلا اظهار نمود. بعضهای دست بغارت کشادن سکهان مذکور می گشت. فرمودند، «بسزای اعمال می رسند.» شخصی عرض کرد: «نواح دارالخلافه تا بکی مضرب خیام فلك احتشام میشود؟» ارشاد کردند: «بحسب ظاهر بقول فراقی:

اگر همچنین است لیل و نهار
بدهلی شود موسم نو بهار»

الحمدالله، باوجود روز نوبت طبیعت حضرت قدر قدرت خوب ماند. بپاس مزاج هیچ تناول نساخته باندك شوربا اکتفا کردند. چون کوکب نورانی بقصر ظلمت رفت، و سلطان کواکب بر منصهٔ سپهر برآمد، شاه بانوان بمشکوی همایون تشریف برده جهان بانو را جهان جهان نشاط و عالم عالم انبساط بخشیدند، و هریکی بعالم خواب به خیال مرغوبه های خود و ادعیهٔ وصال آنها از درگاه جامع المتفرقین بفکر شب بسر بردن و مطالعهٔ این بیت سعدی شیرازی مشغول شد:

سعدیا، نوبتی امشب دهل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنهائی را

فقط.

جمعه عاشر که از افق مشرق خورشید نمایان شد. حضرت بیدار گردیدند. عرض شد، باغوای مردم مفسد همدانی فسخ عزیمت رفتن پولی کرده بمردن قرار داده بود.

آخر بفهمایندهٔ مقربان و دانایان خود کوچ به دهولپور کرده
بود. و عبور چنبل نموده بپولی معرود. عزیزانش و کریم قلی خان
وغیره از رفاقتش باز ماندند. کریم قلی خان قریب بلدهٔ میجر
بوون فرنگی که در بندگی از طرف هشتین است، فرود آمده
جهت سوال نوکری به پٹیل می نماید

تاریخ ختم التحریر بوستان که بخط نسخ حضرت نوشته
اند، سیداشعرا دوازده بیتی گفته آورد. راقم وقائع نظر
طوالت کلام ابیاتش نمی نویسد و مختصر بر مادهٔ تاریخ می
کند: «شاه عالم نبشت».
۱۱۹۹

کوچ از بن مخیم اجلال بمشورهٔ جنوبیان بعد سبزدهم این
ماه می شود. محمد یعقوب خان عرف کلو خواص چند خوان
پوش چهینٹ درست ساخته گذرانید. فرمودند: «مردم
سلف سفیه بودند و معرا از هوش که سقرلاتی و زربافت و
سم اقسام می کردند. ارسلاحتی(؟) می بایست. و چهینٹ و
نواره هم از تکلف است». زهی پادشاه و زهی فهم او!

بعد آن بر زمان معهود بآرامگاه آسایش نمودند و همه
مردم آرام پادشاه بیارمیدند. فقط.

شنبه یازدهم که از پرتو شعاع بیضا جهان روشن شد،
جهاندار نامدار بر منزل جهان نما بملاحظهٔ عساکر چشم
دوربین کشاد. چون باد ناموافق می وزید، و بوی کثیف ۱

---

۱. اصل: کسیف

بمشام شریف میرسید، از بنگله فرود آمده در خیمهٔ مبارک نشست. حضار به باریابی استسعاد یافتند. بزبان کرامت ترجمان از بوی بد مزابل مذکوری رفت. خوشا بوئی که شاه ازوی بگوید!

عرض شد، همدانی به بهاور رسید و بابوجی ملهار پیشتر کوچیده. شخصی از روانگیء پیش خیمه استفسار نمود که امروز نرفت. فرمودند: «شب اننداراو ترسی می گفت، صبح پیش خانه رود؟ گفتم، بعد سیزدهم این ماه».

بعد آن که آفتاب غروب شد و ماه برآمد، شاه بخفت و خلق بقصهٔ کوچ و مقام افتاده سر ببالین خواب نهاد فقط.

یک شنبه دوازدهم بگاه [۲] جهان پناه بیدار گشته و بر بنگلهٔ جهان نما برآمده تماشای طلیعهٔ مهرانور نمودند. و حضوریان چشم بر آفتاب کشادند. از کثرت مقامات گفتگو بود و بر این بیت رسید:

پاکیزه تر از آب نباشد چیزی
هرجا که کند مقام، گندیده شود

ارشاد شد: «معسکر مظفر که بچشم اعتبار حکم دریای ناپیدا کنار دارد؛ از وفور مقام مکدر و گندیده‌تر شده. حقا، مشام از بوی مزبله های لشکر پراگنده می گردد. اما باید شمید».

---

۲ ـ اصل: بگاه بگاه

آخر روز پابوسه که داروغهٔ زنانهٔ پٹیل است، با خانسامانش آمده از طرف پٹیل هژده کشتیء پشمینهٔ کهنه که پانزده دوشاله و پنج کمر بند و سه رومال شال بود، گذرانید. حضرت از مغتنمات شمرده نامبرده ها را بدوشاله ها و گوشهند سر افرازی بخشیدند و فرمودند: «هرچه از دوست میرسد، نیکوست».

و منتظر آمدن پٹیل نشسته بودند که درین اثنا آپاجی کهندو حاضر گردیده عرض کرد که پٹیل بجناب فیض مآب می آمد، لیکن نزد او رای رتن لال وکیل مهاراجه همراج آمده، باو بابت زر معامله که نقد و قسط مقرر کرده بود، سوال و جواب می کند و برتن لال گفته که زر قسط بدهد تا بحضور ملازمت شما کنانیده شود. چنانچه معه زر و مشار الیه فردا حاضر خواهد شد. بادشاه که انتظار آمدن پٹیل می کشید، ازین سخن افسرده خاطر گشته مقالات گله آمیز به آپاجی کردند که «شما خوب نوکری و بندگیء خاوند خود می کنید و در آنچه نظام دولتخانهٔ ماست (سعی)[1] نمی نمائید». عرض کرد که «درد سخن معلی مناسب نمی داند، والا زیاده از فدویت پٹیل در بندگیء معلی حاضرم». من بعد برآمده رفت. و حضرت درون بارگاه عزیز تشریف بردند و اهل اردو خوابیدند. فقط.

۱ــ یہاں اصل میں کوئی لفظ رہ گیا ہے، مثلاً 'سعی یا کوشش' ورنہ جملہ بے معنی ہوا جاتا ہے۔

دوشنبه سیزدهم، بادشاه بیدار بخت بوقت طلوع مهر بر تخت نشسته ایستادگان پایهٔ خلافت را بجرا ممتاز کرد.

بعرض رسید، معاملهٔ بالاهیڑی به بیست و پنجهزار روپیه شد، و رتن لال هندو بابت صد هزار روپیه بشرط رسیدن دیگه به پٹیل داده و باقی جواهر و اقمشه بدیگه رسیده میدهد.

یکپاس روز باقی مانده، پٹیل عتبه بوس شد و خلوت عظیم تا شام بماند. حضرت تعریف رانیخان بهائی بسیار فرمودند. قرار یافت، فردا خاصه و پیش خیمه به دیگه برود، و پس فردا کوچ معلی گردد. بعده پٹیل مرخص گشته برآمد و خود بدولت حرف کوچ گویان درون حرم سرا رفته، حرمت افزای محرمان اسرار شاهی شدند و اردوئیان بخواب رفتند. فقط.

سه شنبه چهاردهم پیش از طلوع مهر بر سپهر موافق مشورهٔ دیروزه حکم نقارهٔ پیش خیمه و خاصه شد و صدای آن بلند آوازه گشت. بامدادان که پادشاه جهان باورنگ خلافت جلوس فرمود، آپاجی کهندو آمده مجرا کرد و از جانب پٹیل عرض نمود که امروز خاصه نباید فرستاد. بر رای جهان آرای که آئینهٔ غیبی است، منکشف شد که این سخن باغوای همت بهادر است. القصه بدریافتن این ماجرا کراهت فرموده بکمال آزردگی ارشاد کردند که «مطابق اقرار دیروز کوس

پیش‌خانه بر جاءه گشت و روانگیء آن بعمل آمد. چه ممکن ست که خاصه باز گردد و کجا گنجایش که فردا کوچ بفرمایم! اگر امری ضرور به پتیل رو داده باشد، همین جا مقام دارد و صبح کوچ بکند. پس فردا خود را بمعسکر مظفر برساند».

و همپای آپاجی کهندو پسند نائب نظارت را فرستادند که به پتیل حکم رساند که «خاصه رفتن و عدول حکمی چه فائده؟ صباح پس فردا در مقام پیشین بخاطر آن فرزند کوچ نخواهم فرمود. در طلبیدن خاصه که چندان کار نیست، ظاهرا بنظر عوام سبکیء سلطنت معاینه می شود. حرمت دودمان شاهی داشتن خوبست».

بقسمی که مذکور شد پسند رفته گفت. پتیل پذیرفت و معروض داشت، «آنچه مرضی است غلام ازان کناره گزین نی. همرکاب در بندگی بوده سعادت حاصل می کنم. چه ممکن که فدوی مقام نماید، حرمت سلطنت نیفزاید؟ در مقام پیشین فهمیده می شود. ازینجا خاصه فرستند و کوچ کنند».

سبحان الله! سبکی و گرانسنگیء خلیفهٔ روزگار وابستهٔ کوچ و مقامست. اگر شد، مدارج عالی، والا سفلی نصیب گشت.

پسند بحضور آمده همه مذکورات بسبیل تفصیل عرض داشت. لله الحمد والمنة که غیرت سلطانی چنان کار کرد که

باوجود اصرار سپهدار جنوب خاصه رفت و حکم بر گشت. پاسی از روز باقی مانده پٹیل با وکلای جیپور بدربار جهاندار آمد و ملازمت آنها کنانید. رای رتن لال سرکردهٔ فوج مهاراجه دهراج راج راجندر سوائی پرتاپ سنگهه بهادر از طرف مهاراجه دهراج یك صد و پنج اشرفی و از جانب خود پنج مهر و همین قدر بخشی نندرام و راو چتربهوج پسر کلان راو خوشحالی رام مرحوم که بزخم کاردی کشته شد، نذر گذرانید، و همراهیان آنها بقدر مدارج خود روپیه ها پیشکش کردند. از حضور معلی خلعت فاخرهٔ شش پارچه با مالای مروارید آبدار و جیغه و سرپیچ به رتن لال و خلاع پنج پارچه و چهار پارچه با مالای مروارید و جیغه و سرپیچ به نندرام و چتربهوج و به ده توابعین آنها دوشاله و گوشبند از روی مرحمت و نوازش عنایت شد. بعد آن به پٹیل بهادر تا دوگهڑی روز مانده خلوت بود.

درین جلسه همت بهادر و راجه نرایندا‌س استسعاد حضور دریافته بودند. بلکه خاقان عظیم الشان آنها را باستفسار خیریت و بعد مدت بحضور چرا آمدند پایهٔ مقدار بر افزود. پٹیل رسوخ فدویت و عقیدت اوشان منقوش خاطر انور تا دیر نمود. حصهٔ بخاطر داشت انجم خیل استماع میفرمودند. چین جبین مبین بر احوال ضمیر منیر اطلاع باهل ذکا می بخشید. باوجودی که پٹیل از آنها می گفت، هر دو بیپا می نگریستند و سر بر نمیداشتند، و معاینهٔ جمال باکمال از انفعال نمی

توانستند کرد. تا بعرض و معروض چه رسد. ختم کلام یتیل برین ساخت که «خادم حسین می آید. بمنزلت پدر مشرف شود. خانزاد افواج را در بندگی گذاشته بملك خود خواهد رفت».

ارشاد شد: «از قیل و قال آموخته گفتن چه سود؟» سخنان مشوره معلوم نگشت. اما بوئی بمشام رسید که از اکبرآباد می گفت. باید دید بعد رسیدن مهندرپور چه بعمل می آید.

قریب بشام یتیل بفرودگاه خود و پادشاه در محل رفت و شب بآرام گذشت. یك پاس شب باقیمانده کوس کوچ عاقله بشش جهت افکند فقط

چارشنبه پانزدهم که بر خنگ سپهر سوار یکه تاز مهر سوار شد،

شهنشـاه بنشست بر پشت فیل
روان گشت افواج چون رود نیل
سپـاه جنوبی و امـرا سپـاب
همی رفت در بندگی با شتـاب

قریب بنصف النهـار ورود موکب مسعود بموضع تیهیه تعلقهٔ بهاور گشت و دولتخانه که متصل آن نصب بود، از داخل شدن شاه عالم پرور شرف حاصل کرد. عرض کردند،

۱- اصل: حسود

چهارونیم کروه بجریبی که هشت کروه کسری[1] کم رسمی باشد، از مخیم اجلال موکب اقبال آمد و بسبب نشیب و فراز به بی نسقیء تمام عساکر و سرکرده های سپاه کردون اشتباه فرود آمده اند. بنابر شعاب جبال و کربوه های بلند و مغاکهای پست و رود و جنگل و کثرت اشجار خاردار و طرق ناهموار مردم اردو و بهیر و بنگاه و عسکرین به بی ربطی چون غلهٔ مخلوط آمیخته طی مسافت ساختند. پتیل و دیگران بی مثل[2] فروکش نموده اند.

بابوجی ملهار که بهمین نواح ڈیره داشت، دو کروه پیشتر لشکر شاهی خیمه زد. تا بدیکه و متهرا پیش پیش خواهد بود. بعده بمحاذات می تواند رفت.

میندها سنگهه کمیدان ماربلٹن پتیل که با پلاٹن خود حارس خیام کردون احتشام است، بمعین الملك امین الدوله جلیل الدین خان بهادر میرآتش عرف میرزا میڈو بسبب قرب جوار نزاع برپا کرد، و گفت: «ڈیرهٔ خود بردارند». امین الدوله بحضور حاضر شده گذارش ساخت که او باستادگیء خیمهٔ غلام ممانعت می کند. سزاول حضرت بموی الیه تعین شد که مزاحمت نکنند و ارشاد کشت که «بهندی زبان معنیء اسم موی الیها کوسفند جنگی باشد. اگر مابدولت امروز می خواستیم، تماشای سرزدن آنها معاینه می شد».

۱- اصل: کثری ۲- اصل: مسل

بعرض رسید، به رحیم گڈه رحیم خان بهادر خسر
امین الدوله بسبب منازعت توسل حدود مردم چتربهوج رفته
از دیروز محاصره کرده موضع را آتش داده بودند، و
جنگ بمیان از طرفین می شد. چون رحیم خان در بندگی حاضر
شد، بحسب ایمای شاهی صد سوار پٹیل رفته مردم چتربهوج
را واپس آورده دفع محاربه کردند.

صمصام الدوله جریده در رکابست. فوجش از رامگڈه
نیامد. مشهور است، تا ادای زر اقساط جےپور در ضلع
راجپوتیه خواهد ماند. شام بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام
شد و شب آرام فرمودند. فقط.

شانزدهم پنجشنبه مقام تهیه نقارهٔ پیش خیمه و خاصه
آخر شب و اول روز شد. صبح حضرت بیدار شده بر
منصهٔ شاهی جلوس فرمودند. عرض کردند، پیش خانه و
خاصه رفت. دو پاس روز برآمده بموقف عرض رسید، همین
وقت خادم حسین خان بهادر ملحق بمعسکر مظفر گشته بخیمهٔ
پدرش در سپاه نجفی فرود آمد. طفلی است پنج ساله که بوی
شیر از دهنش بمشام می آید. فرمودند و آه سرد کشیدند،
«خوشا نجف خان که امیر الامرائی ما بمتوسلش و غلامش
رسید، و غلام زاده امیدوار قدرت کرد گارا در چنین
امورات اختیار نیست».

الحمد لله که پادشاه نیک و بد کارها بهر حال بخدا می
سپارد و خود را مجبور می داند. ببرکت چنین نیت بیست و

شش سال است، کوس شاهی می نوازد. و الا مجال بود که در چنین انقلابات که بهیچ وقتی نشده، بحفظ می بودند. محض عنایات الهی و هوش و عقل را درین اوقات حسای دخل نی.

آخر روز پٹیل در جناب اقدس حاضر شد، از منازل پیشین مذکور داشت. تا شام جلوت و خلوت ماند. بعد آن بخیم خود مرخص شده رفت. بهیر و بنگاه او وغیره که بسبب فرود آمدن بدهکی بغیر مثل[1] سراسیمه از دیروز می گشت. بهزار خرابی امروز بفرودگاه خود ها رسیدند و میرسند. و اغلب فردا بکوچ شامل شوند. من بعد حضرت بخوابگاه آشایش نمودند. فقط.

جمعه هفدهم

چو بر آسمان خور پدیدار شد
شهنشاه از خواب بیدار شد
بگردون شد آواز کوس رحیل
شهنشه برآمد بتابوت فیل

پس از طی راه یك پاس روز بر آمده بموضع مسانی نعلقهٔ کٹهومر که دوات خانه نصب بود، جهان پناه داخل شدند. عرض گردید، کوچ سه کروه پاو بالا جریبی گشت. بدست راست نزدیك باردوی معلی پٹیل و خادم حسین خان با توپخانه و سپاه نجفی و افراسیابی بفاصلهٔ یك کروه جریبی هراول

۱- اصل: مسل

شکر مظفر و داو راجه یسار هراول شکر فیروزی اثر و پیشتوش رای رتن‌لال با فوج راجهٔ جی‌پور و بدست چپ بسر و برادر مرتضی خان بڑیچ و چنداول انباجی وغیره مردم جنوبی فرود آمده اند.

جهت تجویز جای پیش‌خیمه بمیر منزل حکم شد. شام آمده عرض داشت، مکان خوب قریب بقریهٔ جنوتهر که دیگه پنج کروه ازان جا می ماند، هست. بر عرصیهٔ نقارخانه دستخط مقام مزین کردند. بسرادق اجلال میفرمودند: «امروز این قدر خاك راه باوجودی که بر فیل بلند سوار بودم، بدهن انباشته شد که حرف بر نمی آید». شونی حاضرجوابی گستاخی گفت که «در رهگذرها بجز خاك چه باشد؟ آدم خاکی را گلهٔ خاك جائز نیست». خاکت بدهن. مگر تو مستی؟

وقت معهود بخواب رفتند. پاسی شب بود که نقارهٔ روانگیء پیش‌خانه و پیش از طلیعهٔ آفتاب کوس خاصه بلند آوازه شد. فقط.

شنبه هژدهم صفر.

نیر جهان افروز نمودار و جهاندار بیدار شد. از روانگیء[۱] خاصهٔ محل و یورش سکهان بنواح کرنال و جهیرولی

۱- اصل: و خاصهٔ محلی

آن روی دریای جمن که بیست و پنجهزار سوار هنگامه پردازیها می کنند، بعرض رسید. حکم والا شرف نفاد یافت، «نگارش شود، تیاریٔ دیوان خاص نمایند». لیکن حل این معما نشد که به تیاریٔ دیوان خاص مستقرالخلافه یا دارالخلافه امر گردیده. زهی تاثیر کلام ملك الملوك که بفهم هیچ کسی نیامد!

وکیل پٹیل از طرف موکل عرض نمود که «معلوم شده، سیف الدوله بدهلی پا در رکاب نشسته. حضرت بهمین اضلاع رونق افزا باشند. غلام بسه روز به شاهجهان آباد میرسد».

فرمودند: «ما بدولت این قدر کمزورنیم که پٹیل پنداشته. اگرچه شش کروهی ضابطهٔ کوچ شاهی است، اما برفتن شهر پانزده کروهی راه آماده ام. و سیر شهر دیگه را موقوف داشتم. بیرون خیمه خواهم زد».

خوشیء بندگان عالی این است که در حضور انور حضوریان راست و دروغ از کثرت سکهان و مفسدان که بنواح دهلی چنین و چنان است، می گفته باشند، تا باستماع این اخبار پٹیل زودتر بشهر با خدیو جهان پرور توجه کند. مشهور است، مابین دیگه و برسانه یا بنزدیکیء متهرا مقامات شود. زمان مقرر آرام نمودند. و شب بآسایش همه مردم غنودند. فقط.

نوزدهم یك شنبه

بامدادان که شاه شرق بعزم ممالك غرب رایت برافراخت، بحکم قضا توام نوبتی کوس کوچ نواخت۔ ملك بسواری فیل یك پاس دو گهڑی روز بر آمده بقریهٔ جنوتهر که چهار کروهی دیگه باشد، بدولت خانهٔ اقبال نشانه داخل شد۔ عرض کردند، موکب اقدس چهارونیم کروه جریبی طی مسافت از مخیم اجلال کرد۔ پتیل با سپاه خود قریب بخیمهٔ مبارك دست راست و خادم حسین خان با لشکر پدرش و تمامی سران مغول همچو غول و توپخانهٔ نجفی و همت بهادر و رای تراین داس دو کروه پخته رسمی هراول اردوی معلی و چپ هراول بتفاوت یك میل راو راجه و پیش از توپخانهٔ نجفی رای رن لال فرود آمد۔

از هنگام داخل شدن بخیمه تا وقت خواب هیچ مذکور تازه در بارگاه جهان پناه نبود۔ حضرت را کمال شوق دیدن مهندر پور و بخشیدنش بقلعه گیر که مراد انجم خیل است، بهم رسیده۔ زهی شاهی که سلطنت وقف ساخته و در لباس شاهی کوس گدائی نواخته!

القصه بعرضیء نقارخانه دستخط مقام شد۔ و پاسی چون از شب گذشت، قرنای مقام ندای مقام بلند کرد و عالم بیدار بخواب رفت۔ فقط۔

بیستم دو شنبه

بامدادان شد طلوع آفتاب
بادشه بیدار شد بر تخت خواب

بعرض رسید، خیل افراسیابی و توپخانهٔ نجفی و همت بهادر و راجه نرایندا‌س با خادم حسین خان و رتن لال پیلت مجموعی نصف شب به دیگه کوچیده رفت. باستماع این ماجرای حیرت افزا انواع اندیشه گذشت که پیشتر چرا رفتند. کسی از قلت آب که در فرودگاه آنها بود، بر زبان می آورد، و دیگری گمانهای فاسد بر آنها می بست. پادشاه بیخبر گفت: «الغیب عندالله. نمیدانم، چرا رفتند آنها». آخر معلوم شد که اجازت از پتیل حاصل کرده رفته اند.

عرض شد، جای پیش خیمهٔ همایون و پتیل که رام باغ و بعده که یك لپهره(؟) قرار یافته بود، بنابر تکاثر زراعت که محافظهٔ آن لازم افتاد، و در صورت پایمالی نزاع صریح با خیل مذکوره می شد، موقوف ماند. و متصل موضع برج که سر راه متهراست، تجویز یافته. باوجودی که از رفتن آن گروه و عزم اوشان تصدیق تحقیق نشده بود، دوگهڑی روز بر آمده حکم کوس پیش خیمه و محاصره گشت، و به دیگه روانه گردید. من بعد از کثرت هنگامهٔ سکهان بر زبان اقدس و دیگران گذشت. و بند اخبار دارالخلافه نزد پتیل فرستادند. مندرج بود که بنواح شهر گوجران و مفسدان

تاختند. چنانچه از زیر نیلاه برج دو فیل سیف الدوله بردند. یکی گریخته بشهر آمد و دویمی را نگذاشتند ابواب شهر سوای دو دروازه همه بخشت و گچ مسدود کردند. غلات مقبل رازق، عم احسانه، بشهر ارزانست، والا زندگی ء ... با و اعلیا با وصف چنین هنگامه ها محال بودی. بسبب قحط عظیم و خشکی ء سال که باضلاع لاهور و دوآبه است غریب و غربای متوطن آندیار و قریب چهل هزار پیاده و سوار بسر کردگی ء تاراسنگهه غیسا[1] و دیگر سرداران عمدهٔ گروه ... شکوه بدین حدود چون بلای ناگهانی رسیده بسا رادهٔ ... ماسد رخ باین طرف دارند.

پتیل بعد مطالعهٔ اخبار عرض کرده فرستاد: «در صورتی که هنگامه چنین است، غلام شب ماش به دهلی میرسد. حضرت بر پشت ما کوچ شش کروهی خواهند فرمود. و اگر این اخبار عاری از لباس راست است، بالفعل بمقامات دیگه نظم و نسق این مملکت و برهمزنیء مخالفان و مخربان سلطنت نموده بطرفی که آبش و خور خواهد بود، می توانم رفت».

ارشاد شد: «ما بدولت پانزده کروهی بضرورت کوچ می فرمایم، و از پتیل که فرزند عالیجاه است، جدائی نمی گزینیم. اگر چندان احتیاج به تشریف ما نخواهد شد، در

۱ـ اصل: عیا

موڈل مقام خواهم فرمود. نکوچ کردن اطراف مختص بشهر کاهل نیستم. حالا بدیکه میرسم. آنچه شدنیست در انجا ظهور می کیرد».

بسمع باریافتگان بارگاه فلك اشتباه در آمد، بابوجی ملهار که بمحالات رفته بمتهرا کوچید، ظاهرا عبور جون خواهد نمود. صمصام الدوله که فوجش به رام گڈه ماندہ و خود جریده آمده، در بن نزدیکی ار دیکه بتحصیل رو بقیهٔ معاملهٔ جےپور و تنخواه خود که پٹیل نموده است، بضلع راجپوتیه روانه می شود. و «چٹھی» که عبارت از نوشته باشد، برای مستحفظان و متحصنان شهر و قلعهٔ دیکه که مردمش هستند، بمهر حود نزد پٹیل فرستاده. مضمونش این که دیکه تفویض مردم پٹیل کنند و بوضع ایشان گذرند، و دست از تصرف بردارند.

آنچه افواه متفق شدن سیف الدوله به ضابطه خان بهادر و سکهان اشتهار یافته، معلوم شد، غلط محض و افترای مردم مفتری است. از دوسه روز معروف و مشهور که محمد بیگ خان همدانی بیولی برفت و با چند سوار بطرفی گریخت لیکن دروغ است. و او بیولی کوچ بکوچ میرود. سبحان الله، سخنانی که از صدق معرا باشد و در صد یکی راست نبود، در بزم شاهی بل بر زبان ظل الٰهی بگذرد. حق این است که پادشاه عالم پناه خود از کذب و دروغ اجتناب

دارند. مردم مجبور اند. الناس علی دین ملوکهم. اگر
دروغگوئی و هرزه درائی را بگویند و بسزا رسانند، کسرا
یارا نیست که حرفی ناراست بر زبان آرد.

پنج گهڑی روز باقیمانده پتیل بحضور انور حاضر شده
شرف مجرا حاصل نمود. تا بشام مشوره بود. هیچ کس
بر آن ماجرا وقوف نیافت. قریب بغروب آفتاب پتیل بڈیرهٔ
خود برفت، و حضرت این دو بیت بسلك نظم کشیده بخواب
تشریف بردند:

بباید دید تا فردا چه گردد؟
شب است آبستنی، آیا چه گردد؟
زمانه هست بر وضع دگرگون
خدا داند که حال ما چه گردد؟

در شب باقی مانده کوس کوچ بلند آوازه شد. فقط.

سه شنبه بیست و یکم

بهنگام طلوع کوکب روز حضرت بیدار شده بعد ادای
نماز و وظیفه اجرای حکم بنوازش نقارهٔ دویم نمودند، و چون
روز روشن شد، طبل سیوم نواخته بحوضهٔ فیل نشسته رو
براه آوردند.

بلند آوازه شد کوس رحیلی
رسید آوازه اش تا چرخ نیلی
ملك بر فیل لاغر چون روان شد
بسوی دیکه فوج شه دوان شد

جنوبی مردمان و پادشاهی
به[1] تاراجش همی رفت و تباهی

قریب یک پاس روز بر آمده بدولتخانهٔ معلی که بزیر فصیل مهندر پور عرف دیکه رخ تهون دروازه نصب بود بعد طی راه رسیده از فیل بر تخت هوادار نشسته داخل خیمهٔ مبارک شدند.

عرض شد، کوچ سه نیم کروه رسمی گردید. و قریب بدو ساعت نجومی رای گوبندلال پیشکار صدارت که از چندی بیمار بود، باجل طبیعی در گذشت.

سپهدار جنوب بدست راست بسبب قلت آب بتفاوت دو کروه از معسکر فیروزی پیکر، و راو راجه متصل گوپال گده به یسار قبلهٔ روزگار، و آپاجی کهندو متصل بدروازهٔ تهون، و مرتضی خانیان بمیدان مابین ابواب تهون و نولکهه و انباجی به یمین سایهٔ کردگار پیوسته بلشکر افراسیابی فرود آمده. افراسیابیان که دی آمدند، بکوردهن دروازه فروکش دارند. چکلهٔ شاهی نزدیک بآنها شده، و مقدم لشکر مظفر با موخر آنها پیوسته. و رتن لال و نندارام با سپاه راجهٔ جی پور به کامان دروازه که مسافت یک نیم کروه پخته از اردوی والا دارد، افتاده است. غضب سلطانی بر عملهٔ

۱ــ اصل «به» ندارد

خادمان و خدمتگذاران بحدی نازل گشت که یکی نمی توانست بحضور قهر ظهور حاضر شد. وجهش این که سواری بسرعت ابر و باد آمد، و بیچاره خدمتگذاران که اسپ سواری بلکه نعلین بپا ندارند، در رکاب نرسیدند. و برای فرود آمدن میانصاحب، مد ظلها، متنفسی نبود. القصه جوش و خروش بسیار کردند. چون یکی نبود، دم بخود کشیدند.

شامگاه به اننداراو نرسی و شاه نظام الدین از دوری پتیل شکوهٔ صریح نموده، به پتیل گفته فرستادند که «نزدیک ما بدولت آمده خیمه کنند. یا جای قابل بندگان حضور قریب خود تجویز کرده بعرض رساند».

عرض کرده فرستاد: «غلام چندان دور نیست. لاکن اشفاق شاهی همین اقتضا میکند که خانزاد زیر طناب باشد».

آخر قرار یافت، فردا فرودگاه معلی همانجا خواهد شد. و نصف شب پتیل بموقف عرض عرض کرده فرستاد: «متصل غلام تشریف باید آورد». شب در خوابگاه خاصه غنودند و مردم از تعب سفر آسودند. فقط.

بیست و دوم چار شنبه

برآمد آفتاب عالم افروز
سواد شب زدود از صفحهٔ روز

حسب الدرخواست حضرت که پتیل نیم شب نوشته و گفته برای کوچ فرستاده بود، نقارهٔ پیش خیمه گشت. و

پیش‌خانه بر شتران بار شد. و پادشاه بیدار گردید و باحضار وکیل پٹیل حکم رسید. چنانچه بحضور بار یافت و باو خلوت و کنکایش بمیان آمد. و طبال طبل دویم نواختن شروع کرد که فرمان واجب الاذعان بنقارچی شد که «نقاره منواز، و بگفتهٔ کدام سزاوار بدام بر کوس ثانی چوب زدی؟»

وجه مانع کوچ این که وکیل پٹیل از طرف موکل معروض داشت که جائی که خیمهٔ معلی است، زمین خوب و پاکیزه دارد. چه ضرور که حرکت از ان جا میفرمایند. اگر قرب غلام منظور افتاد، چندان مسافت نیست. و اگر از نزدیکی سپاه بی شاه اندیشه لاحق شد، ایما شود که جوق جوق مردم خود فرستد. تا خاطر خواه محافظت دولتخانهٔ والا نمایند و اگر قلت چاه‌ها ست. فدوی دویست بیلدار میفرستد، تا حفره‌ها و چاهها بکنند و آب بر آرند. سوای ازین شقی اگر باشد، امر گردد که احقر بجا آرد».

. بعده پیش خیمه و کوچ موقوف ماند. زهی پادشاه که کوچ او پوچ و مقام او ناکام! و خهی ظل الله که سکون و جنبشش وابستهٔ گفتار دیگری! اگر وحشی درین وقت بودی، یك گروه را ازین شعر خود بر آوردی:

پادشاهان و گدایان دو گروه عجب اند
که نبودند و نباشند بفرمان کسی

یا مصراع اول چنین گفتی:

چون گدایان نه شهانند معرا ز خرد

و نظیر قزاقی خوش گفته:

شاه عالم بجهان بوده وهم خواهد بود ٭
تابع حکم کس و تاکس و فرمان کسی

موافق معمول قدیم ثابت مقام بعد نواختن کوس رحیل که پادشاهان اولی العزم صاحب السیف و الفیل یک صد و بیست و پنج روپیه رسم جریمانه به نقارچیان انعام می کردند، پادشاه سلطنت بخش یک روپیه پاو تا آنها مرحمت نمود. هرچند بیچاره‌ها چون کوس بلند آوازه شور و غوغا کردند که خلاف دستور سلف بعمل نیاید، و آنچه آئین پیشین است، دران فرق نشود، نشنودند و در جواب فرمودند: «آن ورق برگشت، و آن دفتر را گاو خورد و آن دوکان برچیده شد.

جم گذشت، از جام او باقی نماند
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

این هم مقتضی همت والا نهمت ما بدولت است که در چنین اوقات بصدای طبلی بیست آنه بخشیدیم. شما را چه مدست که فغان و وای ویلا می نمائید. این را مفت دانید، و شاق طلبی و زیاده طلبی مکنید، و برین مصرع معروف عمل سازید: هرچه گیرید، مختصر گیرید».

قریب یک نیم پاس روز بر آمده شاه نظام الدین که نزد طبل بگفتن فسخ عزمت کوچ رفته بود، بحضور آمد و

عرض داشت که بخاطر جمع همین جا مقام باشد که از دوریٔ بندگان عالی در دل پٹیل اندیشه نیست. افندراو ترسی وکیل پٹیل از جانب موکل یك قتیء انگور ولایتی، و پنج ناسپاتیء بوسیده گذرانید. از لطافت و کثافت آن بفصاحت و بلاغت تکلم شد. و فرمودند: «نخست دارا می بایستی که میوهٔ ولایتی به پٹیل فرستادمی. لیکن درین ترسیل ازو سبقت گشت. مضایقه ندارد».

چون اندك بود، بکسی تقسیم نشد. و برای تناول خاص نگاه داشتند. و دوبط که میر شکار سرکار شکار کرده آورده بود، به پٹیل فرستادند. عرضیء نواب ناظر منظور علی خان بهادر و اخبار از شاهجهان آباد آمد و از نظر کرامت اثر گذشت. بعد تسطیر هنگامهٔ کثیر شورش مفسدان عرض داشته بود که قبلهٔ عالم تشریف ارزانی فرمایند، یا فوج سنگین تعین نمایند. بعد مطالعه به آغاپسند نائب نظارت عرضی و اخبار بجنس عنایت شد که پٹیل را مطالعه کرانده بیارد. و زبانی گوید: «آن فرزند عالی جاه را بمختاریٔ ممالك هند و خانهٔ خود سرفرازی بخشیدم. فکر دارالخلافه نمایند و سهل نه پندارند». در جواب عرض کرد که «بیست و هفتم این ماه تحویل آفتاب جهانتاب ببرج جدی موافق تقاویم هندیست، و در زمرهٔ ما مردم این روز در ایام سال بنابرین که سر آفتاب بشمال می شود، متبرك تر. و از اتفاقات بلدهٔ فاخرهٔ متهرا که معبد عظیم است، نزدیك رسیده. غلام

به زیارت آنجا و غسل جمنا کرده خواهند آمد. بعد آن راز واقع بندگان خاقانی می نماید».

عرض شد، صمصام الدوله دو هزار گوله توپهای کلان و عرابها از حصار پختهٔ دیگ[1] بار کرده و امروز بملک راجپوتیه می رود، و فوجش که به رامگذه و بالاهیژی مانده، باو متفق شده در معاملهٔ جی پور تحصیل خواهد نمود.

حضرت از قرب خیلی مدبر کشیده خاطر و آنها نیز متنفر. لاکن چون نزدیکها بمیان آمد، برای بدنامی که زبان زد عوام شود، آنها لوچ نتوانستند ساخت، و خود بدولت را چه شاد که خیمه بردارند. اگر چه تفاوت از اوشان منظور بود و هست، بگفتهٔ پٹیل اران عزم درگذشتند.

بر عرضی، نقارخانه دستخط مقام شد و قرنای مقام عریو مقام بلند کرد. زمان مقرر در خوابگاه رونق افزا شدند. فقط.

روز پنجشنبه بیست و سوم

نمودار بر چرخ شد آفتاب
ملك گشت بیدار در قصر خواب
خدا را نموده نیایشگری
بجیرانیان کرد خواهش گری

۱- اصل میں اس جگہ یہی املا لکھا ہے۔

رسیدند در پیشگاه حضور
گروهی که بودند از فتنه دور

قریب یک پاس روز بر آمده آپاجی کهنڈو و بابوبا نائب نظارت پٹیل بشرف مجرا بار یافته بعرض رسانیدند که پٹیل می آید۔ ارشاد شد: «روز بسیار برآمد. آخر روز بوقت خود بیاید»۔ پنج گهڑی روز مانده، پٹیل بمجرا آمد۔ خلوت عظیم تا یك گهڑی باو شد۔ رانی خان بهائی و آپاجی کهنڈو شریك کنکایش بودند۔ بر سخنان مشوره جز اینها هیچ کسی اطلاع نیافت۔

خبر بابوجی ملهار استفسار نمودند که کجا رسید۔ پٹیل عرض نمود: «جاسوس غلام خبر آورده که هفت کروهی متهرا ڈیره دارد»۔ ارشاد شد: «در پرچهٔ اخبار نوشته آمد که بمتهرا رسید و کشتیها بنابر عبور جمن فراهم می نماید۔ بعد تحویل مهر بجدی که شما آن را شکرایت می نامید، غسل حون نموده آن روی آب خواهد شد»۔ و بجنس پرچهٔ اخبار به مطالعهٔ پٹیل آوردند۔ بعد آن پٹیل برآمد کردید۔

و بعرض رسید که شتران انباجی و اهل لشکر سواران میواتی از چراگاه حی کرده بردند و تدارك نشد۔ فرمودند: «ازین گفتن چه حصول؟ ما نیز تدارك نمی توانم کرد»۔ آنگاه بمشکوی خاصه رفتند۔ و خاص و عام بخفتند۔ فقط۔

جمعه بیست و چهارم، صبحی

علم بر کشید آفتاب بلند
بگردید بیدار دارای هند

پس از ادای نماز و وظائف مقرری باحضار مجرائیان امر شد. چنانچه هر یکی حاضر گردیده، در خور پایهٔ خود جا یافت. آنگاه از قلعهٔ دیگه که از بنای برجیندر سجان سنگهه ست، و در استحکام و متانت شهرهٔ آفاق؛ و در سال هفدهم جلوس میمنت مانوس مطابق سنه هزار و صد و نود هجری ظاهرا بیاوریٔ اقبال خاقانی و دلیریٔ دلاوران نجفی و زردات نمایان ذوالفقارالدوله میرزا نجف خان، و بحقیقه از غضب الهی و آخر شدن آذوقه فتح شد، مذکور بمیان آمد که انفتاح همچو حصار از قدرت کردگار گشت، والا اگر صد میرزا جمع می شدند، هیچ نمی توانستند کرد. چون غرور و کبر در سر صناديد این دیار و دهاقین نکبت شعار جا یافته بود، خدای تعالی که کبر و پندار بجز جنابش سزاوار دیگری نیست، از دست نحر ضعیفی دمار از نهاد شان بر آورد، و بر سپاه و غلات و خزانه و ملك، و قلعجات که بران می نازیدند، از تصرف آنها بدر برد و بدیگری سپرد. تعز من تشاء و تذل من تشاء! اگر بتشریح از حصار و شهر پناه نگارش شود، کتابی علیحده شود. چون در محفل شاهی مذاکره شده، بطریق اجمال اندکی از بسیار می نگارد.

بگفتن نمی آید این حرف راست
بیا و ببین، تا به بینی، چه جا ست

القصه سه طرف شهر پناه بجوهٔ آب واقع شده، و غربیه آن کوهی است پخنداں بلند و پخنداں پست، شهر پناه خام نه کروهی با خندق کلان است، و فصیل در بلندی بحصار نیل و خندق به پستی به طبق هفتمی میرسد. مرحله ها کلان کلان که هر یکی نامی جداگانه دارد، بفاصلهٔ نیم کروه و بعضی قریب بگرد شهر پناه، و مرحلهٔ عظیمی پخته نزدیک بکوه مذکور بر پشتهٔ کوه مسمی به شاه پور و ازو پیشتر متصل به گوپال گڈه که مرحلهٔ خامیست، نسبت بدیگر مرحله بزرگتر باغیست موسوم به رام باغ که شمال رویه است، درش ناتیار و آنچه بود خراب شد در محاربهٔ نجفی، چهار دیوار بلند و پخته و درون باغ سمت شرقی و غربی دو بنگلهٔ عالی پخته و جنوبی نشیمنی وسیع و فراخ و بلند، عمارتش سنگی و در وسط صحن باغ چبوترهٔ کلانی مثمن از سنگ سفید بانسی و چاهها نیز در باغ واقع شده، نهر چوبر و سبزهٔ پاکیزه دارد. درختان اقسام در انجا ست. اگرچه گل و ریاحین و میوه بنابر خرابی ندارد، اما خالی از کیفیت نیست. و ابواب حصار شهر پناه فراوان و موسوم با سمی، کومیهر دروازه و دهلی دروازه و علی هذا القیاس و در وسط شهر قلعهٔ پختهٔ ریخته یعنی بهراو که گلهٔ توپ و تفنگ برو کار نکنند، با خندق پخته که به عمق او پی نمی توان برد، و برج و بارهٔ بلند و بزرگ و مستحکم مختصر است مختصری که از اختصارش زبان خامه شکایت کند. بابش شمالی است درونش حویلی مختصر ویک بنگله. عمارت قابل تعریف

دارد. و زمین آنجا پست و بلند و برون قلعه طرف شمال
لابی کلان و وسیع و پخته که بعمق او هیچ غواصی بل
کر مهندسی نرسد. آبش در غایت عذوبت و صفا. شرقی
شمالیه آن شارع عام و غربی او باغ که پهلو به بهشت زند
حدود شمالی و جنوبی حق این است باغی دلنشین و مکانی
سندیده. درون باغ مکانهای متعدد. مختص برلب تالاب
شمنی است قابل پسند. وصف خیابان و انهار و آبشار و
فواره‌ها کجا گنجایش که بقلم آید. درختان بار دار بسیار
باوجود این خرابی لائق سیر و تماشا. و عقب باغ تالابی خام
مذبب از آب مصفا و مشرف بران عمارات عظیم و حجره‌ها
و بنگله‌ها. همه عمارت کار سنگ و هنودانه و دهقانانه نه
اسلامیانه. و جانب جنوبی تالاب پختهٔ مذکور تا حد شرقی
محلها و حویلی های کلان بود و باش مهندر و برجیندر و
ربهی اندر و جکت اندر که بدن سنگهه و محبان سنگهه و
جواهر سنگهه و رتن سنگهه بودند، هست. از دکاکین و راستهٔ
بازارش و عماراتی که در شهر واقع است و همه ویران چه
نویسد. نام آدم ندارد و از ویرانیش هوش جغد پرواز می
کند. لیکن مردم خال خال به جواهر گنج بنظر می آیند.
چون جواهر سنگهه و پدرش دهلی را ویران کرده بود،
منتقم حقیقی انتقام گرفت. گفته اند: «خانهٔ ظالم تباه». چنانچه
ملاحظه شد. اختتام کلام برین دو رباعی بلبل نیشاپوری
یعنی عمر خیام:

دیدم چغدی نشسته بر گنبد طوس
در پیش نهاده کلهٔ کیکاوس
با کله همی گفت که افسوس، افسوس
کو بانگ جرسها و کجا نعرهٔ کوس!

افتاد گذارم چو بویرانهٔ طوس
دیدم چغدی نشسته برجای خروس
گفتم: «چه خبرداری زین ویرانه؟»
گفتا: «خبر اینست که افسوس افسوس!»

آخر روز انندراو ترسی دو بهاندیٔ نبشکر و رنگترهٔ و هندبانه از طرف پٹیل گذرانید. بدرجهٔ قبولیت رسید. از حضور تهانهای لاهی و کمخواب و کناری وغیره در خور رخت زنانه برای زن رانی خان بهائی که جناب اقدس خواهرش خوانده اند، به انندراو عنایت شد که باو برساند.

چون روز رفت و شب آمد، بآرامگاه پادشاه تشریف برده با مرغوبه‌ها طیبت آغاز نمودند و گفتند: «امروز این قدر بخواهر فرستاده شد». کستانی گفت: «مثلی بود، فلانی خسر پورهٔ رانی خان این وقت سخن بر کرسی نشست که رانی خان بزنهٔ جهان پناه گشت». حضرت داد سخن دادند و سر بکنارش نهاده خفتند. لشکریان نیز با ستماع چنین مژده خطابی که بخاقان اعظم شد، شادان و فرحان غنودند. فقط.

روز شنبه بیست و پنجم

پادشاه فلك چهارم بر تخت نیلی بجهت سیر عالم برآمد و داور شش جهت و هفت اقلیم، مالك تخت و دیهیم بیدار شد. الله راو نرسی وغیره باریابان جناب جهانیان مآب شرف مجرا رسیده سعادات جاودانی دریافتند.

بعرض رسید، امشب قریب بصبح سپاهیء اجل رسیده با ظرفی برای طهارت عقب ڈیرهٔ احمد علی خان رفته بود. دزدان بر وحمله آورده ظرفش بردند و زخمی کردندش. چون معاینه شد، چهار شمشیر زده کارش تمام کرده بودند. انا لله و انا الیه راجعون.

بر زبان اقدس گذشت که «این قدر بیخبری از مردم احمد علی خان شد، والا باین نزدیکی بیچاره کشته نمی شد».

چون خان مذکور بحضور آمد، از غایت چشم حیا باوجودی که همین مذکور بود، هیچ باو نگفتند و اندرون محل تشریف بردند.

یك پاس روز برآمده عرض شد. پٹیل بشکار از پیش توپخانهٔ نجفی رفته و شلك سلامی مردم توپخانه نمودند. نصف النهار گذارش گردید که درصحرا با قطاع الطریقان که قریب سی شتر نشکرهی کرده میرفتند، مقابلهٔ پٹیل گشت. باوجودیکه آنها بسیار بودند، و رفقای پٹیل کمتر و اوشان نرغه نمودند، جنگی بمیان آمد و از طرفین چندی مجروح و

کشته افتادند. و پٹیل بر اسپ بود و دلیرانه بر آنها تاخت لیکن بر مخالفان معلوم نگشت که همین سرخیل جنوبی است و الا آفتاب زرد می شد. دلاوران یکه تاز دکهن اکثری زخمهای کاری برداشتند، و آنها را پای ثبات از جای رفت و گریختند. گویند، انباجی بتعاقب آنها شتافته.

رسیده بود بلائی، ولی بخیر گذشت

خبر موحش و سواران مجروح چون بلشکر پٹیل رسیدند، مردم مستعد و مسلح شده بگرد لشکر استادند، و محافظت بازار و بهیر و بنگاه ساختند و پاگاه‌ها که عبارت از سواران کشیر است، بسیار برخ فساد تاختند، و راو راجه نیز با سواران خود بهمان طرف بشتافت. قریب بشام پٹیل مع الخیر و راو راجه یك پاس شب رفته بفرودگاه خود رسید. چون بتحقیق پیوست، معلوم گشت که سواران میواتی بودند. و رفتن پٹیل که بمتهرا بود، موقوف ماند.

اخبار دارالخلافه آمد. نوشته بود که خواجه میر درد تخلص که درویشی بود، باجل طبیعی بیست و چهارم این ماه در دهلی این جهان فانی را پدرود نمود و بعالم جاودانی رخت حیات بربست. حضرت بسنوح این واقعهٔ الم افزا اندوهگین شدند و شعر هاتفی خواندند:

او رفت و رویم ما ز دنبال
آخر همه را همین بود حال

بعد پیشکری خسروی داخل شده، عضو مرده را زنده کرده بعوض حیات انداختند و شب را بروز آوردند. فقط.

روز یک شنبه، بیست و ششم

عـروس مشرق چون شد نمودار
برون آمد ملک از قصر دلدار
بخـرگاه شهـی بر تخت بنشست
چو هشیاران دانا، نی چو بدمست
امیران آمـده مجرا نمـودنـد
فقیران آمـده شه را ستودنـد

عرض شد، همت بهادر تهیهٔ رفتن بمتهرا بغسل جمنا بری برد، که آفتاب بجدی موافق تقویم هندی خواهد آمد، کرده بود. پتیل گفته فرستاد که من نمیروم. شما هم نروید. لهذا نرفت.

عرائض بیگات از دارالخلافه آمد. مندرج بود که خبر نهضت موکب همچو کوکب بگوش رسیده، ازان زمان چشم براه است. بزبان کـرامت ترجمـان گذشت: «خبر خضری رسیده باشد. ما ارقام ننمودیم». بر عرائض دستخط شد که «انشـاءالله تعـالی زود میرسم».

عرض شد، پسر راو راجه به متهرا رفته و خود تماشای جنگ شتران می کند. فرمودند: «وقتی بود، بی اجرای حکم هیچ نـامداری نمی توانست که فیل یـا شتر بجنگاند. عهد

فردوس آرامگاه سوای جیے سنگهه بهزار منن[۱] و داخل کردن زر کثیر بخزانه بسبیل نذرانه پروانگیء جنگ فیل و دارالضرب حاصل ساخته بود. مابدولت نظر بچنین چیزها نداریم بحدی که پسر حیدرنایك سکهٔ خود در دکن انداخته و ما مزاحمت نمی فرمائیم، تا بضرب انداختن چه رسد». و بیت سکه اش برزبان مبارك آوردند:

«سکه زد در جهان بآسانی شاه ٹیپو سکندر ثانی»

الهی، این پادشاه را دیرگاه نگاه دار، که با این که صاحب تخت و دیهیم است، بفر شاهی نمیبرد و بدرویشی هم نمی نازد.

بعرض رسید، بجمعیت صد سوار حیدرعلی خان بهادر خانزاده به شاه جهان آباد جهت آوردن کفور بخت سنگهه و قبائل راجه نرایندا س رفته، و مردم لشکر در دیگه تخته و چوب از عمارات کنده می آوردند. لهذا بایمای راجهٔ مذکور پٹیل پلاٹن خود بمحافظت مردمی که بحب الوطن آنجا سکونت دارند، فرستاد. چنانچه بتمامی شهرپناه مردم جنوبی متصرف شدند.

ارشاد کردند: «دیگه از دست مسلمین رفت، حالا باید دید بکجا رفتن ما بدولت، چون کوچ ازین مخیم شود، بگردد. قیاس میخواهد، بجز دهلی جائی نمانده که بدانطرف

۱ــ اصل: من

بوجه وابسات عالیسات شود. اگر پیش از موسم گرما بدار الخلافه رفتن قرار یابد، شارع عام هوڈل و پلول بهتر. ولا لب دریا، این ساحل یا آن ساحل، طرزی که از دار الخلافه کنار دریا تا مستقر الخلافه آمدیم، رفتن خوش است».

و از آب و هوای مستقر الخلافه و مکانات و حصار آنجا و سفرها که در عالم شاهزادگی و فرمانروائی نموده بودند، تفصیل بیان ساختند. و از محاربهای که رو داد، گفتند و نقل کردند: «بزمینی رسیدم. هزار گز پائین آب بود، و از آنجا پیشتر آب نبود. زندگی مردم بآب هندوانه می شد. ما هم بدان رفع تشنگی نمودم. اگرچه پادشاهان سلف و حضرت شاه جهان و اورنگ زیب سفرهای بسیار کردند، لاکن بعد فردوس آرامگاه بمثابهٔ ما پادشاهی تعب سفر نبرداشت. و فردوس آرامگاه مهربانیء بسیار بما داشتی. و اکثر گفتی، «آخر سلطنت باین خواهد شد»

و از رفقای خود که محنت و مشقت در رکاب قمر انتساب کرده بودند، و از ین جهان رفتند، بچشم پرآب یاد کردند که فلانی چنین بود و دیگری همچو لیاقت داشت. درین قیل و قال شاه ارجمن الله التماس کرد که «سلاطین کبار اسفار بحار و صحرا کردند و رنجها و شمشیرزنیها و تاج بخشیها ساختند. آنچه از حلیهٔ روزگار ظهور می یابد، از آنها هم نشد. یعنی شخصی را مختار میفرمایند و نیك و بد امور

تعلق باو می کنند بجدی که بدست او نظر می فرمایند».
بآه سرد فرمودند که «از رفقائی که در سفر مشرق بودند، رفیقی نماند، والا نوبت باینجا نمی رسید. ما پیر شدیم. خدای تعالی عصای پیریم را که مراد فرزند عالیجاه من است، بدستم داد که پشت و پهلوی دیگران بیاریش نرم کنیم. خداوند توانا داند که اشتر زمانه کدام پهلو نشیند».

چون سوار مهر از نیلهٔ سپهر فرود آمده بخلوتخانهٔ مغرب رفت، و شب تیره نقاب ظلمت برخ روز فروهشت، کیهان خدیو ببارگاه خواب توجه کرد و آرام نمود. فقط.

دوشنبه سابع و عشرین

بپرتو شعاع آفتاب جهانتاب عرصهٔ گیتی از ظلمت شب پاك شد. و چون روز روشن گشت، پادشاه عالم پناه بیدار گردید، و مجرائیان مجرا حاصل کردند. منجمان پایهٔ تخت بعرض رسانیدند، نیراعظم بقیاس نجومیان و براهمهٔ هند به برج جدی بعد اثنا[1] عشر ساعت و چند دقیقه از روز بر آمده، خواهد آمد.

دانایان هند سال را بر دو قسم کرده اند: تحویل آفتاب بجدی، یا تحویل بسرطان. شش ماه را یوم عالم ملکوت و سر مهر را بشمال، و از سرطان تا بجدی شش ماه را شب عالم مذکور و سر خورشید بجنوب قرار داده اند. نسبت بشب روز بهتر شناسند و کارهای نیك درین ششماه

۱ــ اصل: اثنی

بد، و یوم تحویل جدی را بایام متبرک تر میدانند، و
رین روز کنجد دادن و ستدن و خوردن و خوراندن و
وختن و بآب انداختن و بدان غسل کردن ثواب عظیم
می انگارند.

عرض شد، بغسل مانسی گنگا که دامن کوه گوردهن
پنج کروهی اینجاست، رتن لال و چتربهوج و نندرام ودیگر
راجپوتیه جی پوری رفتند. و آپاجی کهنڈو بحضور حاضر شد.
جبری مشوره باو نمودند. بعد آن اجازت گرفته او هم به
گوردهن رفت. خوانهای کنجد سفید آمیخته بشکر تری برای
بندگان حضور و متوسلان آستان دولت نشان موافق دستور
اهل جنوب که بکه و مه کنجد تقسیم می کنند، از طرف
پتیل بحضور گذشت. امر شد که مولوی عطاالله خان بهمه
تقسیم کرده دهد. بهر یکی یك یك و دو دو خوان بخش شد.
چنانچه به رام نراین و هرنراین پسران مودی دو خوان
مرحمت گشت. بمولوی مشارالیه برای تیاری عرابه ها و شتران
بار بردار ارشاد کردند که برای آوردن مبارك محل و
کارخانجات پس فردا باکبرآباد فرستاده خواهد شد.

خبردار التماس نمود، خبر است، امروز بابهای نراینداس
و همت بهادر ذوالفقارخان خانزاده بوطنش برود. چون بر
طبق لاجوردی کنجد سفید طباخ روزگار پراکند و گردهٔ
مهر در کانون شفق انداخت، حضرت در مشکوی خسروی

تشریف برده دست بطعام باتفاق مخدرات کردند و کنجد مذکور تناول فرمودند. یکی گذارش نمود، «تقصیر معاف. رسم هند است، غلامی یا کنیزی یا اسپی هرکسی خرید می نماید، باو کنجد با شیرینی میخورانند که وفا کند. امروز جهان پناه معه غلامان و کنیزان کنجد خوار پتیل شدند. خوردن ما یك طرف، حضرت کنجد خائیدند. باو وفا کردن لازم افتاد».

فرمودند: «کنجد بعبید میخورانند. حالا که خوردم، خوردم. از وفا مگوئید. «لاخیر فی عبید[1]» حدیث است» بعد آسایش کردند. فقط.

بیست و هشتم سه شنبه

چو از نور خور شد منور جهان
بر اورنگ بنشست شاه جهان
بمجرا رسیدند هر یك امیر
بفرمود، آرند پیش سریر
هشیوار آپای فرخنده را
که چیزی بگوئیم آن بنده را
بفرمان شه زود در انجمن
بیامد سر مهتران دکن

بزم کنگایش تزئین یافت. آپاجی کهنڈو بدان محفل باریاب شد، و بالتماس او اننده راو ترسی و شاه نظام الدین (را)[2] در

۱ــ اصل: عبدی ۲ــ اصل ندارد

مصلحت شریک نکردند. در اثنای قیل و قال بطلب پیر مرتوت که در آگره اسیر است، به آپاجی مخاطب شدند. او انکار صریح نمود که صلاح دولت نیست که بحضور بیاید. لهذا بر جبین مبین دلائل ناخوشی هویدا شد. چون خاطر مهربان عزیز است، هیچ نگفتند و عیش بکدورت مبدل گردید.

برای تیاری شیرینی جهت ضیافت چیل حکم والا شرف نفاذ یافت. و هفده خوان الش مبارك، هفت به میجر برون و پنج بـه بخشی برت که از جانب هشتین صاحب در رکاب معلی برسم سفارت است، و پنج به اندرسین فرنگی که نزد چیل می باشد، عنایت گشت.

از اخبار دهلی بسمع اقدس رسید که خطوط بهگیل سنگهه به سیف الدوله آمد. نوشته که سکهان ارادهٔ تاراج نواح دارالخلافه و آویزش بشهر داشتند. چون نوشتجات شما رسید، بپاس روابط اخلاص آنها را ازین عزیمت باز داشته شد. حالا ایشان بگذه مکتیسر خواهند رفت.

شامگاه داخل محل شده، ازانجا که مزاج وهاج منغص بود، به نیم خواب شب را بروز اوردند. هرچند از تفکر و انحراف طبع همایون مخادرات اجلال تفحص ساختند، ارشاد نکردند و گفتند، «صبر درویش برجان درویش». فقط.

بیست و نهم چارشنبه

که صبح طلوع شاه خاور شد، شاه هند بیدار گشت و مجرائیان باریاب شدند. آپاجی کهنڈو حسب الطلب در حضور انور آمد، و باتفاق او کنگاپرشاد دیوان اننتی بائی خواهر پتیل حاضر گردیده آستان بوس نمود و یك مهر نذر گذرانید. و دو دو روپیه بمرشد زاده ها نذر ساخت و بعنایت دوشاله افتخار حاصل کرد. دو قاب کلان نقره که بزبان اهل هند تهال گویند، پر (از)[1] کنجد سفید و دو کوزه نبات بابت شنکرایت از جانب بائی مذکور بنظر اقدس آورد. بدرجهٔ قبولیت رسید. عجب پادشاه است که کنجد میگیرد و میخاید!

آپاجی عرض داشت: «تیمناً و تبرکاً دستور ما مردم است کنجد امروز باهم میدهند و میگیرند. و آنکه این داد وستد بعمل نیارد، ازو گله جائز دارند. و اگر دوستی بملك بیگانه باشد، در خریطه کرده کنجد امروزه از طرفین می فرستند، و به آقایان نیز ارسال سازند، و ازان طرف هم عنایت می شود. چنانچه بخدمت پیشوای مادهوراو خداوند خود فرستاده ایم، و آنها نیز برای غلامان خواهند فرستاد».

محمد یعقوب خان عرف کلو خواص پانصد روپیه را که چهله های نقره و طلا تیار کرانده بود، بحضور آورد. تفصیل

۱ــ اصل ندارد

تسیم آن جناب جهانیان مآب نویسانده دادند. امر شد، بابت امروز که چارشنبهٔ آخر صفر است، یك صد چهله به پٹیل و پنجاه پنجاه به رانے خان بهائی و ڈیس مکهه داماد پٹیل و میرزا رحیم بیگ رسانیده، همه بامرایان و بیگمات و مرشد زاده ها قسمت نمایند. الٰهی، پادشاه چهله بخش را سلامت دار. که چهلهٔ او در انگشت عالم شد! بعده حاصه نوشجان فرموده آرام ساختند.

چون بیدار شدند. پاسی از روز بود که آپاجی کهنڈو آمد، و دوپٹهٔ ڈکهنی رنگ سرخ، چار حاشیهٔ کلابتون طلائی که بابت رخصت به گوالیار همان وقت از پٹیل یافته بود، و بالای دوش داشت، بحضرت ملاحظه کنانید که پٹیل صاحب مرخص نمودند. و از جناب اقدس امیدوار که رخصت شود. ارشاد شد: «رخصت نمی فرمایم. و کار عمله بنابر شما تجویز ساخته ام». درین گفتگو بودند که آمد آمد پٹیل شد، و کمال خشنودی بجهان پناه روی داد و اندوه دیروزه از خاطر دریا مقاطر بدر رفت. و پٹیل و رانے خان آمده حصول مجرا نمودند. و به آنها و آپاجی کهنڈو حضرت خلوت تا شام فرمودند. چیزی مذکورات، خادم حسین خان وغیره پٹیل گذارش کرد. بعده قریب چراغان از تغیر مولوی عطاء الله خان خدمت خانسامانی به آپاجی کهنڈو شد و بخلعت شش پارچه و دوشالهٔ ملبوس خاص سرفرازی دارین حاصل کرده بیست و پنج اشرفی بابت عطای خدمت مذکور

نذر نمود. بعد آن پٹیل وغیره بر آمدند. و حضرت چون رویت هلال بود، نظر به هلال نموده بآب ملاحظه ساختند. و برسم قدیم در میزان هفت غله نشسته تقسیم غلات بمستحقان کنانیدند. و درون محل شادان و فرحان تشریف برده بقول نبوی بشادی و خوشدلی امروز چارشنبهٔ آخر صفر را بروز دگر آوردند. فقط.

مقام دیگه، روز پنجشنبه غرهٔ شهر ربیع الاول سال حال

رائض مهر بر نیلهٔ سپهر سوار شد و پادشاه بیدار گشت. شب تب، سبب کوفت و رنجش که از خفگی با عزیزن ملکهٔ عالم که معشوقهٔ حلیمهٔ روزگار است، و جهان پناه را بوی عشقی پیدا گردیده، و سالی چند است که او بوضع لولیان اوقات بسر کردی، و از یاری بخت منظور نظر گردید، و بمشکوی اقدس جا یافته، بوجود مقدس شد. مجرائیان باریاب گشتند. از بیقراری و غلبهٔ عشق قلق بمزاج وهاج بود و گاهی بحرمسرا رفته، اگرچه تکلم از طرفین نمیشد، بدیداری تسلیهٔ خاطر فاتر می نمودند و گهی بیرون خرامیده با برادرانش بامید و بیم مخاطب می شدند، و بعمله و فعلهٔ او میفرمودند که باو بفهمانند که براه آید، و دفعهٔ این فرد را مطالعه می فرمودند:

مردم از حسرت، به پیغامی دلم را شاد کن
ای که میگفتی: «فراموشت نسازم»، یاد کن

جور را هم پایانی و ناز را هم انجامی. و ازان طرف هیچ

عتی و رغبتی بظهور نمی آمد و این بیت رسوا
گفته فرستاد:

دیکھیو پھر کبھو ایدھر کو جو کرتا ہو نظر
دیدہ بازوں کے یہاں سر کو جدا کرتے ہیں

زیاده ازین نوشتن مناسب ندید. بلکه بکلی بر این ماجرا
وقوف نیست که بزبان قلم آشنا سازد. جزاك الله خیراً بر آن
شاعر که این گفته:

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین ۱ را هم خبر نیست

عرضیء نواب ناظر از نظر انور گذشت. رسید چار
صد چهلهٔ نقره و طلا که بابت آخری چارشنبه برای بیگمات
و شاهزادهها وغیره و نواب مذکور مرحمت گردیده بود،
از عرضی معلوم گشت، و از خطرات راه که خاطر در یا
متلاطم فکر بود که آیا چهله ها بسلامت رسد یا نرسد یا
دستبرد شود و بدست قطاع الطریق بیفتند، طمانیت شد.

و عرائض شادل خان و رستم خان افغان که هاپڑ در
جایداد آنهاست، و ملفوف عرضیء نواب ناظر بود،
شرفیاب مطالعهٔ اشرف گردید. عرض داشته بودند، جسا سنگهه
وغیره سکهان شقاوت نشان بر جایداد تعلقهٔ غلامان یورش

۱ــ اصل: کرام الکاتبین

آورده بقلعچهٔ سادات که معروف به کوتله[1] است، چسپیده همگی زراعت را پایمال سم سمندان ساخته عرصه تنگ نمودند. لاچار فدویان بکثرت شان و قلت خود نگاه نکرده نظر بفضل خدا و اقبال عدو بند کشورکشا موافق «السیف آخر الاحیال» دست باملحهٔ کوته که عبارت ار شمشیر و کارد باشد، نموده چپقلش و جنگ نمایان بمخالفان ساختند. و آنها در نبرد و هیجا هیچ قصور بعمل نیاوردند

هر سینهٔ نو شده کینها
گریزان شده رحمت از سینها
جدا گشته دلها ز پیوند خویش
پدر تشنهٔ خون فرزند خویش
هزاهز درآمد بهر دو سپاه
دوادو درآمد بخورشید و ماه
زموج سلاح و ز گرد زمین
گلین گشت چرخ و زمین آهنین
ز تیر و سپرها که بر کار بود
بیابان نیستان و گلزار بود
بزیر سر تیغ رخشان ر تاب
چنان کزته برگ نیلوفر آب
سپه[2] از علمها شده سایه دار
دلیران بر آشفته دیوانه وار

۱ـ اصل: کوتله ۲ـ اصل: سپاه

سواران عنان در عنان تافتند
یلان روبرو نیز بشتافتند
ز شمشیر چاك افگن تابناك
برآمد زهر جانبی چاك چاك
مشبك شده سینها از سنان
بلا زان مشبك تماشا کنان
ز غلطیدن کشتگان در مصاف
شده پشته بر پشته چون کوه قاف
همه روز تا شب دران رستخیز
دو رویه همیرفت شمشیر تیز

محض بتائیدات یزدانی و توقیعات اقبال خاقانی که در
هم و قیاس نبود، فتح و نصرت شد، و آنها را از پیش
داشتند چون قلت مردم بود، تعاقب بعمل نیامد.

تعاقب نمودن نه از راه بود
که مرد اندك و روز بیگاه بود

ین طرف بیست و پنج کس شربت شهادت چشیدند و
ر صد مردم آنها علف تیغ بیدریغ گردیدند حالا رخت
سار ازین نواح بردند، و سه کروه کوچ عقب از هاپڑ
کرده خیمه زده اند.

عرض کردند، نصرت الدوله بهادر تلیرفرنگی که ملازم
اجه جی پور و برفاقت رای رتن لال بود، با پلٹن خود
ك نوکری کرده نزد آپاجی کهنڈو فرود آمده سخن نوکری بر

کرسی نشانده. ارشاد شد: «تلیر از شاخی پرید و بر دگر شاخی نشست. بیوفائی رسم اکثر طائر طیران بوده».

قریب بغروب آفتاب عالم تاب پٹیل با رانی خان بهائو و آپاجی کهنڈو خانسامان بشرف تقبیل آستان کرامت نشان رسیده بعد فروغ شمع و چراغ بفروکش خود رفت. تا وقتی که در حضور انور بود. دیگری دران بزم راه نیافت و مذاکره ماند که بعد دوازدهٔ وفات سرور عالم، صلی الله علیه و سلم، بسمت اسلام آباد متهرا موکب همایون توجه نماید. و درین دو سه روز خادم حسین خان ملازمت حاصل کند و در یك دو روز در دیکه بندوبست پٹیل شود. حضرت فرمودند: «درانچه استرضای ایشانست، همان خواهد شد».

وقت مقرر قرنای مقام ندای «لا تتحرك ذرة الا باذن الله» بسمع جهانیان رسانید و هریکی بخواب گرائید. فقط.

جمعه دویم

سحر گشت و بیدار شد بادشاه
بر اورنگ بنشست با فر و جاه
امیران دانا و فرمان پذیر
رسیدند در پیش صاحب سریر
بقدر خودش هریکی جا بیافت
چو سر را ز فرمان داور نتافت

امرای پایه تخت استسعاد کورنش و تسلیم حاصل ساختند.

اخبار دارالخلافه از نظر جهان پرور گذشت که قبائل راجه نراینداس و کنور بخت سنگهه پسرش که صغیر است و نهم

راه گذشته روز چهارشنبه از شهر باشکر رهگرا شدند و برسم
احفا یك یك و دو دو ببهانهٔ غسل جمنا از شهر برآمده بخانهٔ
نهی خان عرب بعرب سرای جا گرفتند و در اثنای راه
میر علی خان که برای آوردن شان رفته بود، بآنها درخورد.

بعد چاشت عرض شد که آنور بخت سنگهه با قبائل
پدرش مع الخیر نزد والد خود رسید. و مخبر صادق معروض
داشت که شجاع دل خان المعروف به حانسامان در مستقر
الخلافه اکبرآباد نگاهداشت دارد و بتازگی با روهیله ها و
مردم قدیم معتبر خود عهد و مواثیق درست ساخته، زر
سحواه سپاه چیزی بچیزی تقسیم کرده، مردمان خوب اعتباری
نگاه میدارد، و ارادهٔ دیگر در سرش جا گرفته، مستعد بجنگ
است. یکی گفت، چند روز گذشته که در اخبار نوشته
شده بود، نیم شب سه شتر معه[1] بار و چیزی اسباب از
حصار بر آورده آنروی آب جمن فرستاد. اگرچه بر دروازهٔ
قلعه تلنگه های پلٹن شاهی ممانعت ساختند که بی ضابطه
غیر وقت دروازه وا نمی شود، اما سود نکرد.

ارشاد شد، «خیال نبرد دارد. افسوس! در وقتی که
خبر کشته شدن افراسیاب خان رسید و ما بدولت آنجا بودیم
و هوش و حواسش[2] فراهم نبود و اضطراب و خوف جان
داشت، هیچ نکردیم، بلکه سرفراز فرمودیم و امان جان

۱- اصل: معه

۲- اصل: هواش

دادیم[1]- این گل که شکفتنی است، از ریاض عقل من، خواهد بود- عالم بدان شخص ماند که در اول نفهمد و در آخر ندامت کشد».

از نوشتجات صحیح لشکر بابوجی ملهار و اخبار دریافت گردید که وی عبور جمن ار متهرا کرد و به هنسیا گنج منتظر رسیدن مردم متعینه مقیم است- بعد ملحق گشتن مردم بحالات خواهد کوچید-

معروفت شاه نظام الدین چند کشتی پارچهٔ پوشاکی جهت مرشد زاده ها فرستادهٔ پتیل ار نظر گذشت- چون برای میان صاحب، مدظلها، نبود، در وقت ملاحظه ارشاد شد که پتیل واقف است که بر میان صاحب نسبت دیگر شاهزاده ها خیلی طبیعت من مصروف است- لهذا معلوم می شود که بنابر میان صاحب پوشاک خوب و علیحده خواهد فرستاد».

چنانچه بمجرد شنیدن این سخن پتیل یک کشتی پارچهای مغرق مخصوص میانصاحب ارسال حضور کرد- قربان رای جهان پیرای عقل عقلای گیتی باد که بسخنی خوان پارچه ها بحکمت عملی از سر منشاء صنادید جنوب گرفت-

چنان شاه خود غرض و خود مطلبی است
که در عصر ما سایهٔ ایزدی است

۱- اصل: دادم

بودی یقین گر بداند درست
که تومهره ها ازتن کس درست ۱
بدست آید ار عجز و زاری پهنگ
نسازد دران امر لمحه درنگ
شکوه شهی را نهد بر کنار
ستاند درم ار گدائی نزار
چنین حکمت رر ستاندن بدست
نزاید بگیتی دگر زر پرست

من بعد بیچوبهٔ سقرلاتی که از درون سبز و از برون سرخ باتاتی بوضع پلاپلی خیلی خوشنما ست، و دو فیل که یکی پاتهه و دیگری کلان و نامی جداگانه دارد، و بشان هریکی این دو بیت ابوالفیض فیاضی راست می آید:

پیلی که اگر بروز جنگش
شاهان شنوند بانگ زنگش
بنهند ز سر کلاه ناموس
چون ترسایان ببانگ ناقوس

حاصه برای بندگان حضرت قدر قدرت فرستادهٔ پتبل از نظر انور گذشت. بیچوبه و پاتهٔ فیل بدرجهٔ قبولیت رسید، و بنابرین که فیل کلان لنگ بود، بدان تمرلنگ ثانی

۱- اصل ی قافیه مکرر ہے۔

فرستادند و لطیفه گفتند که این فیل به پهیل مناسبت جلسی دارد. یعنی این هم و او نیز لنگ است.

دو دوشاله یکی به بابوبا و یکی بداروغهٔ فیل‌خانهٔ پهیل مرحمت گشت.

شام‌گاه گذارش گردید که سواران میواتی شتران مهاراو راجه از چراگاه هی کرده بردند. او بحمد اصفای حبر با سواران خود بسر آنها تاخت آورده، شتران را از آنها خلاص گنانیده بفرودگاه خود فرستاد، و بتعاقب آنها شتافته. شخصی عرض نمود، شب رفته که اسپ دیوان احمدعلی‌خان باشین والا بدزدی رفت، سراغی ازو معلوم نشد. فرمودند: «آنچه از ما و از لشکر ما رود، کی واپس آید که بخت در مدد است».

چون بر عرصهٔ گیتی نقاب شب نقاب انداخت، اهل اردو بخواب رفتند و جهان‌پناه خوش بخفتند، و پاسی که شب رفت، قرنا شور مقام نمود، و از شورش رحیل طبائع مردم فراهم شد. فقط

شنبه، سیوم

که بی مقابله و مقاتله سپاه کوکب از خورشید رخ نهفت، و بی جهد و تردد بر حصار نیلی سپهر سپهدار شرق برآمد، داور روزگار بیدار شده، پس از ادای نماز و وظائف و اوراد مقرری بنابرین که بیت:

همه شب تا بگاه بانگ خروس ،
گردن شاه بود و ران عروس

شب زنده داشته بودند ، بر بستر خواب مراجعه نمودند.
اگرچه عشوه گری کنائی شوخ طبعی ، نمك ظرافت را بشیرینیء
تکلم آمیخته ، عرض داشت که « بامداد و بگاه خواب
ممنوعست ، چنانچه شاعر گوید :

خفتن صبح نور میکاهد
عسرت آرد ، جدا شود بیزار

... خفت ». از انجا که غلبهٔ خواب و ماندگیء شب بیداری
... گوش بگفتارش نکرده فی البدیهه این شعر فرموده
... پیچیدند :

... کاهد ، عسرت آید ، حق شود آزرده گر
من نخواهم ترك كردن ، جان من ، خواب سحر

چون پنج گهڑی روز برآمد ، و طائر زرین جناح
سپهر اوج گرا گشت ، و خمار شبینه رفع شد ، باورنگ
جلالت جلوس نموده ، مجرای مجرائیان گرفتند ، و هریکی
بمشاهدهٔ جمال با کمال ذخیره اندوز نشاط گردید.

عرض شد ، یك پاس از شب رفته مهاراو راجه که
بتعاقب حرامیان شتافته بود ، قریب ده کروه زمین طی کرده
بفرودگاهش رسید. چون آن امیدان که مراد از سواران
راهزن است ، در علی نگر ذوالفقار خان جا گرفتند ، لهذا

مهاراو راجه دست ار آنها برداشت و همت بهادر و راجه نراینداس از بامداد درون دیکه رفته، در حویلی رتن سنگهه نشسته. سوال جواب خالی کرده دادن قلعه بامیر مجاهدبن حسین قلعه دار دارند.

از روی اخبار شاهجهان آباد دریافت گردید که سکهان از پڑاو خود که شش کروهی هاپڑ بود، تاخت آورده جنگ عظیم با شادل خان کردند. او بجان کوشید و قریب سه صد مردم مخالفان علف تیغ نمود. آخر عهده برآ نشده به گڈه مکتیشر گریخت و سکهان هاپڑ را غارت ساختند.

در افتاد در قلب افغان شکست
مخالف بتاراج کشاد دست
سپاه مخالف بر ایشان که خاست[1]
بغارت همی تاخت در چپ ور است
به بنگاه سکهان گران تا کران
زمین شد ربار غنیمت گران
ز بسیاری رخت و اسپ و شتر
دل و دیدهٔ مفلسان گشت پر
کسی کو بخانه قماعی نداشت
نها نخانهٔ بی متاعی نداشت
گران مایهائی ز غایت برون
بدیدار زیبا، بقیمت فزون

۱- اصل: خواست

زده توده بر توده در هر قطن
طرائف بخرمن، جواهر بمن
نه سرمایه چندان در آمد بسار
که دریابد آن را مهندس شمار

جهان پناه باستماع غلبهٔ سکهان مغموم شده فرمودند:

ز اسلام شد لشکر کفر چیر
ز روبـاه نگـر بخت غـرنـده شیر
ندانم، چه یاری کند چرخ پیر؟
چسان داردم چتر و کشور سریر؟

چون آفتاب بخط استوا[۱] برآمد، در محل تشریف برده حرمت فزای جماعت عصمتیان زرین قباب شدند، و سه پهر دربار جهان مدار کردند. خبر آمدن پٹیل بحضور بود. آخر روز رانے خان بهائی آمده و آستان بوس گشته، پس از عرض کورنش و تسلیم پٹیل التماس ساخت که بنابر کاری پٹیل حاضر نگردید. بعده حضرت بوی حلوت کردند که بوئی ایران تکلم بمشامی نرسید. و به پسر توشکچیء پٹیل و آورندهٔ کشتیهای پوشاکی که دیروز جهت مرشد زاده ها از نظر انور گذشت، عطای عظمی شد. یعنی به پسر توشك‌چی دستار سرخ باندهنو معه گوشبند، و آورندهٔ کشتیها دوشاله ها عنایت گشت.

۱- اصل: اسطوا

بعرض مقدس رسید که چهار گهڑی روز باقی مانده قلعهٔ دیگه خالی شد. و میر مجاهد بن حسین از قلعه بر آمده، ملازمت همت بهادر و راجه نرایندداس کرده، امیدوار نوازش و مرحمت پٹیل گردید. و دتوجی با نشانهای پٹیل بقلعه داخل شد و پلاٹن را دژو ملازم آپاجی کهنڈو گشت. می گویند، بگوالیار برود.

هنگام شام راجه نرایندداس و همت بهادر از دیگه بفر وکش خودها آمدند و شلك عمل شدن پٹیل بشهر و قلعهٔ دیگه در توپخانه و پلاٹن پٹیل شد. و[۱] شلك توپهای بروج حصار دیگه نیز گردید. چون از فروغ پرتوه ماه و کواکب عرصهٔ گیتی منور گردید، پادشاه ظل الله در مشکوی معلی تشریف برده، سایهٔ بلند پایه بر عرائس قمر رشك انداختند و بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام نمودند. چنانچه زمان مقرر قرنا شور مقام مقام کرد و لشکریان بخاطر جمع نواب گرائیدند. فقط.

چهارم، یك شنبه

چو شد نارنج مشرق صبح گاهان
سفید و سرخ، چون سیب سپاهان
زمانه گشت ازان نارنج سازی
مشعبدوار در نارنج بازی

۱ــ اصل: شلك و

برآمد شمع سا در ذات جمشید
فراز کرسیء زر همچو خورشید

باریابان محفل خسروی که هر یکی مست بادهٔ حضور بود، بمشاهدهٔ جمال انور مدهوش گردند و بکام دل رسید.

از روی اخبار دار الخلافه بمسامع جهان پناه آمد که نکهان راکهی، یعنی خراج، از ملك ملقهٔ شادل خان گرفته، و آینده را مقرر کرده، و ذمت از مشار الیه برداشته، عبور کنگ ار گذه مکتیشر نمودند.

قریب بشام عرض شد، بدیرهٔ خادم حسین خان برسم ترا پرسیء افراسیاب خان مرحوم پتیل آمد و التفات بسیار بر مومی الیه کرد، و بخیمهٔ همت بهادر رفت. او یك باتهیهٔ فیل واسپی تواضع ساخت. پتیل اسپ را پسند کرده و ستوده گرفت. و از انجا بخیمهٔ اله یار بیگ خان توجه نمود. نامبرده بر ڈیوهٔ بر آمده، دو اشرفی و ده روپیه نذر کرد. سرآمد امرایان حضور روپیه ها معاف فرموده، و مهرها قبول ساخته، درون خیمه رفته نشست. خان مسطور چند کشتیء پوشاکی و دو اسپ پیش کش نمود. ازان جمله یك دستار بدهنو و اسپان گرفته بفرو کش خود رفتند

سید محمد خان صاحبزاده التماس کرد، راجه نراینداس مردم پتیل بر جایداد خانزاد فرستاد و قرق جایداد کرد. ارشاد گشت که چون شما پیش ما می باشید، لهذا راجه با شما بغض

میدارد. حالا که پٹیل می آید، باو فهمانده جایداد شما از قزاقی بدر خواهم آورد»

زهی پادشاه که آن کس که رفاقتش کند، ذلیل باشد! دیگر در محفل معلی هیچ مذکور تا وقت خواب نگشت.

چو یك حصهٔ شب بگردید آخر
ملك خفت با ملکه بر تخت فاخر
چو شه خفت، خفتند جمله رهی
ازان پس همه فوج شاهنشهی

فقط.

پنجم دو شنبه

که از فروغ نیر گیتی افروز آفاق منور شد، پادشاه گیهان پناه بیدار گشته جلوس فرمود، و بلمعات اقبال عرصهٔ جهان را روشن ساخت.

اخبار شاهجهان آباد آمد و از روی آن منکشف گشت که سپاه قلیل سکهان عبور گنگا نموده، باقی این طرف هاتؑ است. و دل دیگر می آید و پڑاو سکهان سنبهل است.

آخر روز پٹیل بحضور انور حاضر گردیده، کلید طلائیه قلعهٔ دیگه و یك صد و یك مهر نذر گذرانید. از روی نوازش خاقانی اشرفیها گرفته، بدست مبارك کلید مذکور و دستار سربسته با طرهٔ بادله و دو شالهٔ ملبوس خاص که جهالر بادله داشت، و جامهٔ شال عنایت فرموده، پایگاه پٹیل

ا بجميع سرزان جنوبی و هندی بر افراختند. بعد تا دیر خلوت داشتند که کسی بران تکلم آگهی نیافت. و برای چٹهیء ملاحیء جاگیرداد سید محمد خان که سواولهه وغیره است و مهربان خان که کٹھومر است، فرمودند. پٹیل عرض کرد، بعد بایشان داده خواهد شد. القصه باوجود سعی شاهنشهی چٹهی گذاشت جاگیرداد آنها بعمل نیامد، بلکهٔ عقدهٔ درکار روشان افتاد.

و پسر مرتضی خان بڑیچ را با مردمانش تعینات باوجی ملهار ساختند. و ارشاد پٹیلی شد که رود خود را نزد بابوجی رساند، چرا که او منتظر رسیدن مردم متعینهٔ آن روی جمن قریب بمتهرا و برندابن ڈیره دارد و پیشتر نکوچیده.

چون کوکب روز بنقاب ظلمات رفت، خسرو انجم علم عباسی بر افراخت و عالم و قبلهٔ عالمیان بآرام خفتند و چشم از دیدن نیك و بد پوشیدند. فقط.

ششم سه شنبه

چون طائر زرین جناح مهر بر پرواز کشاد، شاه گیتی پناه بر اورنگ خلافت جلوس نموده، مجرای بندگان بارگاه گردون اشتباه گرفت، و در سلك امرای پایه تخت همایون آپاجی کهنڈو خانسامان حاضر شده، منشیء فارسی

خوان خود را بشرف تقبیل آستان کرامت ترجمان رسانید، و او پنج روپیه نذر گذرانید. آنگاه خانسامان مذکور عرض کرد که کاغذ خانسامانی[1] این کس خواهد فهمید. همانوقت بخانسامان معزول جهت فهمانیدن کاغذ بموی الیه ارشاد گردید.

وشقجات به شجاع دل خان شرف اصدار یافت که قلعهٔ مستقرالخلافه آگره را بوضع پٹیل گذارد. بر زبان خاص و عام جاری است که او سامان جنگ درست دارد و مستعد است.

عرض شد، وکلای راجهٔ جیپور و رای رتن لال از پٹیل رخصت شده و از کامان دروازه کوچ کرده بزیر شاه برج فرود آمده اند.

و به سید محمد خان فرمودند که «شما مذکورات مکالمهٔ مارا بمحرمان[2] میرسانید، و بحقیقت از طرف اوشان بعهدهٔ اخبار رسید. درین چند روز که رانےخان بهائی آمده خلوت کرده بود، و بوئی ازان کنگایش بمشام نرسیده بود. امروز اشتهار یافت. همین می گفت که حضوریان من و عن خبر حضور بدگران بهر عنوان میرسانند». دیگر تاحین[3] جواب مذکور تازه نشد. بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام ساخته، بخوابگاه تشریف بردند. فقط.

۱-اصل: خاسانی ۲-اصل: بمحرمان ۳-اصل: تاحس

هفتم چهار شنبه

که از انوار پادشاه چرخ دوار عرصهٔ روزگار روشن شد. و ظلمت شب یك سو گشت، زمان مقرر شاه گیتی در بیدار گردیده، مجرای باریابان بزم همایون گرفت.

عرض شد، وکلای جی پور که از پٹیل رخصت شده، امروز بنابرین که جوراج گوبندانند مهنت ملاقات رحمتانه به همت بهادر خواهد نمود، کوچ نساخته اند، فردا خواهند کوچید. و خبر صحیح است، انباجی معه مهاراو راجه ماچهری بحالات این روی چمن بکك بابوجی ملهار مدو بسمت دار الخلافه روانه خواهد شد.

بعد آن درون محل تشریف ارزانی فرمودند آخر روز بر آمدند. چون کوکب روز غروب شد، آفتاب عالم تاب مخدرات متوجه شد و ماه درخشان طالع گشت و حلق بیاسود. فقط

پنجشنبه هشتم

که فراش روزگار پرند کواکب نوشت و چادر لاجورد بگسترد، شاه کیهان پناه از قصر خوابگاه برآمد شد و وظائف مقرری بانصرام رسانید. چون بسبب کسل مزاج وهاج بیست و نه روزهٔ ماه مبارك رمضان قضا شده بود

صوم داشتند. آنگاه مجرائیان بشرف مجرا بار یافتند. به راجه دیارام بخشمناکی فرمودند که «چه معنی دارد، شما اخبار ما را منکشف میکنند واین که بجای خود می گوئید. سلطنت به دادن قلعهٔ دیگه به پٹیل از خاندان تمری رفت. غلط گفتن چه فائده دارد؟ خود بچشم انصاف به بینید که درایام مختاری مجدالدوله و زمان زندگی ذوالفقار الدوله چه چیز نگردید که دیگری را به بدی یاد می نمائید.»

و بموقف عرض گذارش شد، رای رتن‌لال با وکلای جی‌پوری بکوچیده و دستك بیست و پنج روپیه روز پٹیل صاحب بابت بقیهٔ معامله که سی و پنج هزار روپیه باشد، نموده اند. چنانچه چند سوار جنوبی پایگاه خاصهٔ پٹیل بر رای مذبور از شام دیروز تعین شده.

و از اخبار شاهجهان آباد بسمع اجلال رسید، سیف الدوله بیمار است وتهیج بپاهاش نمایان شده.

خبردار التماس کرد که انبابی بشرف رخصت از حضور پٹیل صاحب سعادت حاصل کرده، و از فروکش خود طبل رحیل نواخته قریب به دروازهٔ دهلی دیگه فرود آمد. گلبانگ است، براه میوات به دار الخلافه خواهدرفت.

سلیمان خان و قاسم خان و صدیق بیگ خان و راجه منوبی لال وکیل ظفریاب خان تعینات انبابی شدند

وجریکی پالکی صاحب درخور او خلعت عنایت کردند. و
غلام کاکو را دوشاله وگوشبند و سرپیچ جواهر مرحمت
نموده بدیوانی انباجی از طرف راجه واینداس سرفرازی
بخشیده مرخص ساختند. و مهاراو راجه نیز متعین انباجی شد
لیکن چون ساعت رخصت او نبود، خلعت نیافت.

می گویند که مهاراو راجه کانوده برود. و بزبان عوام
است که دل سکهان دیگر آمده و عبور گنگا که سکهان
آمده بودند. سازاین طرف آمده اند که مردم راجه
صورت سکهه و فرنگی بمحافظهٔ چندوسی گرم و گیرا رسیدند
و شجاع دل خان به آگره بعزم جنگ نشسته. جهان پناه
ارشاد کردند: «زهی نصیب آنها که رخت اقامت به
شاهجهان آباد خواهند افگند.

من ریش بدست دیگری میدارم
از کوچ و مقام بر زبان چون آرم
خجالت زده ام، نصیب من خجلتهاست
زان کار که ساختم، ذلیل و خوارم»

چون آفتاب پس کوه رفت و زمان افطار صوم رسید،
روزه افطار کرده بمشکوی معلی داخل شدند. فقط

جمعه نهم

که بقدرت نادر برحق صوفی شب زنده دار از افق فلق سر برآورد و بر سجادهٔ نیلی فلك بریاضت آفرینندهٔ حور و ملك قیام ورزید، پادشاه فرخنده کیش بیدار شده مراسم عبودیت و پرستش یگانهٔ بی همتا بتقدیم رسانیده روزه داشت و بر اورنگ خلافت جلوس نموده باریابان بزم همایون بحضور اقدس اختصاص یافتند.

عرض شد، اندابجی کوچ کرده دو کروهی این طرف برسانه به روپ نگر دائره کرد. ازان جا که مزاج اقدس اعلی بدریافت ماجرای چگونگی و یرانه و آبادی مرغوب است، از برسانه استفسار فرمودند. شخصی التماس کرد که برسانه موضعی است معروف و دامان کوهی واقع شده. وکتب هندی گواه بر قدامت اوست. هنودش متبرك دانند، و رسیدن آنجا فخر می شمارند. بقیاس و کتاب آنها مولد رادهکا که محبوبهٔ کرشن بوده و مسکن و موطن برکهبان که پدر رادهکا بود، همین جاست. حاصل کلام زمین آنجا محبت زا و هوای آنجا عشق افزا. از اناث وذکور آن نواح بوی محبت پیدا، و از باشندگان آن مکان طریقهٔ ناز و نیاز آشکارا. جائی خوش ومکانی دلکش، قابل سیر خصوص در برشکال. اگرچه درکوه آب نیست لاکن در برسات عجیب کیفیتی پیدا می کنند. مخصوص برای تارکان دنیا مکان بود و باش نیکوست. بتخلنهای قدیم

و معبدهای عظیم بالای کوه دارد ـ در عهد برجیندر[1] مهان سنگهه به رویرام نامی کلاره برهمن که موطن او همین موضع بوده، رماه موافقت ساخت و نراد روزگار ما وی نزد مخالفت نباخت واو مقرب برجیندر گشت ـ چون فراخ حوصله بود، حویلی های کلان و عمارات عالیه بیاکثر جاها علی الخصوص درین جا بنا کرد ـ بروج بلند که از بروجهای فلکی نشان دهد، و حوضهای وسیع که یاد کوثر بر خاطر برد، درست ساخته. شرقی برسانه نزدیك به آبادی تالابی عظیم وپخته از بنای اوست که آبش درخشك سال خشك نمی شود، طبق زمین بشکنند و غربی تالاب مشرف بر ساحل آن عمارات کلانست ـ و بر چهار طرفش بروج پسندیده درختان اقسام و طائران خوش کلام نشاط بخش خاطر غمگین و طاوس رقاص انبساط افزای طبائع حزین ـ بیشتر از برسانه بمسافت اندکی در صحرا دو تالاب پخته است ملبب از آب گوار ومصفا که یکی را پریم ساگر و دیگری را بهانوکهر خوانند ـ ومابین برسانه و نندگانو در جنگلی بموضع سنکیت است جای مواصلت و ملاقات رادها و کرشن و مصائف دانان هند و راویان هند چنین خبر میدهند که در از منهٔ پیشین چون آتش عشق از کانون دلها شعله کشیده، از نندگانو کرشن و از برسانه رادها می خرامید و بموضع سنکیت مخفی و

---

۱ ـ اصل: برجندر

متعجب از انظار نظار گیان بکام دل می رسید ـ عمارات پاکیزه وتالابی خام دارد ـ و پیش از ان نندگانو و پیش از نندگانو کوکلابن است ـ فضایش پسندیده تر، درختانش سایه گستر کثرت درختان افزون ار بیان ، و خوبی آنجا متجاوز حوصلهٔ قلم دو ربان ـ درمیان درختان تالابیست پخته که چهار طرفش زینه دارد ـ آبش شیرین ـ اگر عدنش گویند بجا و اگر فردوسش شناسند، رواست ـ اکثری مرتاض و درویشان فارغ البال در انجا آسوده ، و عابدان عبادت کیش بعبادت مشغول گردیده ـ

مکان قابل سیر است وجای درویشان
دگر ازو نبود بهتری مکان مغان[1]

حضرت ارشاد کردندکه «اگر خدا همت دهد، درچنین جا مسکن گزینیم وبفراغ خاطر نشینیم »

بعرض رسید ، دستک سواران مرهٹه که بوکلای جیپور بود، موقوف شد ـ هنوز آنها کوچ نکرده اند ـ وشامگاه گذارش شد که بخیمهٔ مهاراو راجه آپاجی کهنڈو رفته بود، یك فیل واسپی و هفت کشتی پوشاک و یك کشتی جواهر وعطر و پان گرفته آمد ـ وبسه مردم همراهی آپاجی مهاراو راجه خلعتها داد ـ

۱ــ اصل: مکان و معان

چون زمانهٔ افطار آمد، روزه افطار فرموده درون محل باکل و شرب پرداختند و با بانوان عفت کیش بطریق نشاط باختند. فقط

شنبه، دهم

چو مرغ صبح زرین بال بگشاد
عروس شام پا در حجله بنهاد
جهانداور زتخت خواب برخاست
سریر هفت کشور را بیاراست
باورنگ خلافت شاد بنشست
در شادی کشاد و باب غم بست

حضار پایه تخت همایون شرف آستانبوس مشرف شدند. طالب علی خان خواجه سرا که بشکار رفته بود، یك قاز و چهار مرغابی شکار کرده آورده، بعد ادای کورنش و تسلیم بدر گذرانید ازانجا که جهان پناه صائم بودند، فرمودند که به پتیل رسانند. بعد آن کانهجی وکیل موسی درین فرنگی که پیشتر برفاقت سیف الدوله بود، و درین ولا رفیق نواب ناظر است، دولت ملازمت اقدس دریافت و یك مهر نذر گذرانید وبدوشاله و گوشبند سرفرازی حاصل ساخت و عرضی موکل گذرانید. از روی آن مکشوف شد که نواب ناظر خبرگیری می نماید.

عرض شد، پتیل جهت شکار سوار شده و رخصت مهاراو راجه که برفاقت اناجی خواهد رفت، امروزهم نشد. و مقام انباجی به برسانه است. از اخبار دارالخلافه بسمع مبارك رسید که سیف الدوله مریض است و تهیحی بیاهش نمودار شده. فرمودند: «خدا حافظ.»

از اکبراباد علی‌الاتصال اخبار آمد که شجاع دل مستعد به جنگ است. و اسباب نبود که مراد از استحکام قلعه وباره است بوجوه بهم رسانده. چون روز قریب بنصف النهار رسید، درون محل تشریف بردند و اواخر روز در دولت خانه جلوس فرمودند. عرض گردید که مهاراو راجه با پسرش بنابر ملاقات بخانه آپاجی کهنڈو رفت. مشارالیه هفت کشتی پوشاك و جواهر و فیل واسپ و پنج کشتی به پسراو تواضع کرد مشارالیهما اشیای متواضعه همه گرفته بخانه آمدند.

بعد ازشام محمدوارث را نزد آپاجی کهنڈو فرستادند. نامبرده همراه مومی الیه بحضور حاضر شد. جهان پناه خلوت نمودند. آپاجی کهنڈو عرض کرد: «غلام باآنکه تا این وقت غسل وپوجا نکرده، بنابرین که بعضی امور ضرور داشت، و درخدمت پتیل بود، بسعادت بساط بوس نرسید»

هنگام افطار، افطارصوم نموده درون محل رفتند. و هرچه بهم رسید خورده، چشم جهان بین پوشیدند، یعنی بخواب آشنا شدند. فقط

یک هفته،

یازدهم ربیع الاول سال مذکور بقدرت قادری که آغاز و انجام هر مهام و شروع و ختم هر کلام ازوست شب بخیر گذشت و روز عیش نمودار شد و سریر آرای چارم چارم بر اورنگ نیلی برآمد. حضرت شاه فلک جاه از خیمهٔ خوابگاه برآمده بر تخت سلطنت جلوس فرمودند، و بدستور مجرائیان ماریاب کورنش و تسلیم شدند.

عرض شد، مهاراو راجه اول بخانهٔ همت بهادر رفته باتفاق او بخدمت پتیل رفته، رخصت همراهی انباجی گرفت وجیغه با سرپیچ مرصع وشمشیر یافت و دیوانش رام سیوک و وکیل اعظم وی هوشدارخان بهادر و همراهی او میراکرم را نیز خلعتها در خور آنها پتیل داد. فردا موافق ساعت کوچ برسانه خواهد کرد. بعد آن چون بسبب صوم داشتن و ار تراکیب زمان و زمانیان ظاهرا خاطر عاطر.را غضبی بهم رسید، بی‌محابا بی آنکه لحاظ بیگانه و یگانه منظور باشد، بجمیع حدام و مقربان مخاطب به حافظ عبدالرحمن شده فرمودند که «انشاءالله، حالا به بینید، چه قسم در کون شمایان چوب ار سنگوله بندان (که مراد از مردم جنوبیست) می کنانم.» حافظ در جواب گفت: «خیر، حضرت هرچه می خواهند، بدست خاص چرا نمی کنند که از دیگران می کنانند؟ آخر بهر کیف اوشان بیگانه و ما از آن حضرت والائیم. از

عهد تمری تا زمان سلطنت عرش منزل در تواریخ و شاهنامها و تکلم بجز غنیم لئیم این گروه شقاوت پژوه کفار فجار جنوبی را هیچ ننوشتند و نگفتند. طرفه که جهان پناه بدست اینها خود را چنان پای دادند که بجز نام ایشان سخنی بر زبان نمی آرند. حق این که ازانجا که قوت خلافت نمانده، بزور اینها لاف شاهی میزنند و کوس پادشاهی می نوازند بالفعل حال اولیای دولت چنانست که شخصی مهوس زنی طلبید چون قوت رجولیت نداشت و خجل شد، گفت: «نازه بگیر برادر». و بحقیقت خلیفهٔ زمان هم مجبور حکم قضا و قدرست رضای الهی کند کارها.»

قریب یك نیم پاس روز برآمده در محل تشریف بردند چون آخر روز برآمدند، بعرض رسید، دو پاس روز برآمده بود که رای رتن‌لال و وکلای راجهٔ جی‌پور، چون انفصال معامله کرده، آنچه باقی بود از جواهر وغیره داخل سرکار پٹیل ساختند. از شاه‌پور دروازه، بنابرین که هنود ندو وکال اعتقاد ندارند و متهرا برسم طریقت خود دارند، بمتهرا کوچ نمودند. بعد فراغ طواف آن مکان و زیارت بتخانها به جی‌پور خواهند رفت.

من بعد بسبیل حکایت بر زبان کرامت ترجمان گذشت: «دوباره سکهان عبور گنگا کرده، چندوسی را غارت ساختند. و سیف الدوله بیمار است» خبر معروف بحضور انور مذکور شد که مردم سیف الدوله به نواب ناظر پیوستند وپسر

نرو فرنگی را سیف‌الدوله خلعت دلاسا داد، و شجاع دل در
کرآباد مستعد نشسته غله و آب فراهم آورده با مردم خود
ستمیه گشته و نگاه‌داشت دارد. غرض که هنگامه و فساد
معاینه می نمود.

چون روز تمام شد، افطار صوم کردند، درون خوابگاه
سایش نمودند و بر عرضی نقار خانه دستخط مقام منزبر
رمودند و بهر شب رفته ترنای مقام بلند آوازه شد، وباقبال
بادشاه عالم بیدار بخفت.

اگر چه در ارادهٔ من بندهٔ نحیف، پریم کشور فراق،
کاتب الحروف و جامع الوقائع عالمشاهی بود که تاانقضای دورهٔ
بر از تحریر وقائع خامهٔ حقیقت نگار را باز ندارد. لیکن
چون ببرکت تذکرهٔ همایون منعم حقیقی من سیوم این ماه
ءمی را رخصت کرد، تا امروز کوائف که خالی از التباس
کذب است، معلوم نموده برنگاشت. و چون بکرم رازق
حقیقی، عم‌احسانه، برات رزق من بر مهاراو راجه ماچهری
گردید و مرا رفاقت او نصیب گشت، و درعسکر شاهی و ما
بعد افتاد، بنابران که اخبار صحیحه نمی توانست معلوم کرد،
پوچ و هرزه نویسی نکو ندانسته دست از تسطیر دروغ بیفروغ
کشید.

- سبب تالیف و ترتیب این اجزا که به وقائع عالمشاهی
موسوم است، آن که بااتفاق حسنه بمقام تلپت تعلقهٔ حصار

دار الخلافه شاه‌جهان‌آباد، دوشنبه شانزدهم شعبان المعظم سال هزار و صد و نود و هشت هجری عاصی را رفاقت لاله رام‌نراین و لاله هرنراین، سلمهما الله تعالی و ضاعف قدرهما، که پسران رای رام رتن مسودی سرکار معلی اند وبجمیع صفات آراسته وبلباس حسن ظاهر و باطن پیراسته، نصیب شد و صاحبان موصوف، دام اقبالهما، بمقامات موضع سیدپور تعلقهٔ فتحپور سیکری سلیم چشتی، قدس الله سره العزیز، و دیبی رام آباد منشیء ایشان مجوزاین معنی گشتند که روزنامچهٔ شاهی رنگارد چون خاطر عزیزان عزیز بود و «الامر فوق الادب» میدانست کیفیت واقعی نوشت. انشاء الله عنقریب[1] تاریخ شاهی نو خواهم نوشت و اختتام برین بیت دعائیه که درحق پادشاه بهتر ازین نمیداند، می نماید:

در خور نیت باسر مصطفی
شاه عالم را بود جنت جزا

تمام شد وقائع عالمشاهی - از روی اصل کتاب نقل برداشته شد . روز سه شنبه هشتم ذیحجه سنه ۱۲۰۵ هجری دربلدهٔ عظیم آباد پتنه دو پهر روز برآمده بتکلیف مصنف بندهٔ نندکشور ابن عم موالف از تحریر این رساله فراغ یافت.

تم تم تم .
تم

---

۱. اصل : انقریب

تشریحات

ص ۱ سطر ۱۰ ۔ «درشان او لولاک ... ... نازل شدہ»

اس عبارت میں «نازل» لفظ استعمال کرنے سے بجا طور پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ فراقی کے نزدیک یہ جملہ قرآن کی آیت ہے، حالانکہ یہ حدیث ہے اور وہ بھی بقول امام صغانی گڑھی ہوئی اور جعلی۔ ملاحظہ ہو شوکانی کی الفوائد المجموعہ : ۱۰۸، مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۲ھ۔

ص ۳ سطر ۵ ۔ «تلپت» دلی سے تقریباً بارہ میل دور ایک قصبہ ہے فریدآباد۔ شاہ جہان کے عہد کے ایک سردار فریدخان نامی نے اسے اپنے نام پر فریدآباد سے موسوم کیا۔ فریدآباد کے پاس ہی تلپت کی پرانی بستی ہے یہ دھلی سے آگرے جاتے ہوے پہلی منزل تھی۔ ملاحظہ ہو واقعات دار الحکومت دھلی : ۲، ۹۴۳۔

ص ۴ سطر ۱۱ ۔ «شاہ نامہ نویس» ۔ شاہ عالم کے عہد میں ان اہل قلم نے بادشاہ وقت کی تاریخیں لکھی تھیں : (۱) غلام علی خان ابن بھکاری خان روشن الدولہ رستم جنگ، ان کی کتاب شاہ عالم نامہ کے نام سے موسوم ہے اور رایل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی طرف سے ۱۹۱۴ء میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ (۲) محمد علی خان، ان کی کتاب کا ذکر تنقیح الاخبار: ۲، ۵۸ الف میں شاہ عالم نامہ ہی کے نام سے آیا ہے۔ اگر اس جگہ کاتب نے غلطی سے بجای غلام علی خان کے محمد علی خان نہیں لکھا ہے، تو اس کا نسخہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میری نظر سے ابھی تک اس کا کوئی نسخہ نہیں گزرا۔ (۳) منشی منون لال، ان کی کتاب کا ذکر ایلیٹ : ۸، ۲۹۳ نے «تاریخ شاہ عالم» کے نام سے کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ میرا نسخہ ناقص اور ۲۴ ویں سال جلوس تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ ایلیٹ کے علاوہ رای منولعل، قلمی بن رای سدانند عاصی بریلوی نے تنقیح الاخبار : ۲، ۵۶ الف و ۵۸ الف پر بھی اس کا ذکر کیا ہے

اور ہر دو جگہ اس کا نام «شاہ نامہ» بتایا ہے ۔ (۴) مرزا جہان بیگ سامی ، جیسا کہ مجموعۂ نغز: ۱،۲۸۶ میں ہے، یا مرزا محمد جان بیگ ساقی ، جیسا کہ طبقات شعرای ہند مولوی کریم الدین: ۲۷۷ میں ہے، اس نے شاہ عالم کے حکم سے بطرز فردوسی، شاہ نامہ ہی کے نام سے شاہ عالم کے واقعات سلطنت نظم کرنا شروع کیے تھے۔ مگران دونوں تذکروں میں صراحت کی گئی ہے کہ سامی یا ساقی اسے پورا کرنے سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بسا۔

چونکہ منون لال کی کتاب شاہ عالم کے عہد کی بہت عام تاریخ ہے، اور مسٹر فرینکلن نے بھی اپنی انگریزی کتاب «شاہ عالم» میں اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے، اس بنا پر میرا خیال یہ ہے کہ بعید نہیں، فراقی نے اسی شاہ نامہ کو مراد لیا ہو۔

ص ۴ سطر ۱۳ ۔ «عمادالملک» ۔ اس کے حالات کے سلسلے میں دھلی، اودھ، روھیل کھنڈ، مہاراشٹر اور فرخ آباد کی مشہور تاریخوں کے ساتھ تذکرۂ نشترعشق : ۶۹۳ الف ۔ ۶۹۵ الف، گلشن سخن : ۱۰۲ الف تکملۃ الشعرای شوق رامپوری : ۲۱۷ ب، خزانۂ عامرہ آزاد : ۵۰، گلزار ابراہیم ۲۹۷ ب، تذکرۃ الکاتبین : ۲۸ الف، حدیقۃ العالم : ۲ ۲۲۳، سرگذشت نواب نجیب الدولہ: ۵۰، اور شعرای اردو کے پرانے تذکرے بھی ملاحظہ ہوں

ص ۴ سطر ۱۴ «احمدشاہ»۔ سیر المتاخرین : ۲،۵۰ اور جام جہان نما:۲۷۷ ب خزانہ:۵۲ میں لکھا ہے کہ ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ (۲ جون ۱۷۵۴ء) کو اسے قید اور ایک ہفتے کے بعد نابینا کیا گیا تھا ۔ تنقیح : ۲،۹۵ ب میں مگر کے دن ۱۰ شعبان کو قید اور اندھا کرنے کی صراحت کی ہے ۔ مفتاح : ۳۲۵ میں آخر جمادی الآخرہ میں اسیری اور ۱۰ شعبان کو آنکھیں پھوڑنا لکھا ہے ۔ تھارن (ص ۱۳۰) نے اسے ۱۷۵۵ء کا واقعہ بتایا ہے ۔ میری رائے میں صاحب سیر کا بیان زیادہ قرین صحت ہے ۔

ص ۴ سطر ۱۵ ۔«والد حضرت پادشاہ زمانہ» عالمگیر ثانی مراد ہے۔ اس کا نام عزیز الدین بن معز الدین جہاندار شاہ ہے۔ سیر:۲،۵۰، نشتر

منتق : ۲۹۳ ب، مفتاح : ۲۳۵ و ۲۴۰، عبرت نامہ : ۲۰ب، اور تنقیح : ۴۹۵'۲ الف میں منگل ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ (۲ جون ۱۷۵۴ء) تاریخ تخت نشینی درج ہے ۔ لیکن تاریخ عالمگیر ثانی (بحوالہ الیٹ: ۱۴۴'۸) ۱۱ شعبان اور جام جہان نما: ۲۷۴'۲ب اور خزانہ: ۵۲، میں یکشنبہ ۱۰ شعبان لکھی ہے۔ فرینکلن نے «شاہ عالم : ۴» میں اسے نومبر ۱۷۵۵ء کا واقعہ بتایا ہے ۔ ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان: ۹۳'۹ میں شعبان کو جولائی کے مطابق لکھا ہے۔

حدیقہ : ۴۴ میں عالمگیر ثانی کے جشن جلوس کا تفصیلی حال ملاحظہ کیجیے، جو عبرت و نصیحت کا افسوسناک مرقع پیش کرتا ہے ۔

حدیقہ کی ایک طباعتی غلطی کی طرف اشارہ بھی بیجا نہ ہوگا، یعنی اس کتاب کے صفحہ ۱۳٦ میں عالمگیر ثانی کی تخت نشینی کا واقعہ ۱۱۵۵ھ میں لکھ دیا ہے جو سراسر غلطی کتابت ہے ۔

ص ۵ سطر ۱ ۔ «می خواست کہ اسیر کند» ۔ شاہ عالم کے اس محاصرے سے نکل جانے کے تفصیلی واقعات سیر: ۲ ۵۹۲، شاہ عالم نامہ : ۳۸'۳۰ ۴۴، جام جہان نما: ۱۰۲'۲، ملخص التواریخ : ۱۹۱ الف اور تنقیح: ۴۹۹'۲ الف بعد میں ملاحظہ ہوں ۔

ص ۵ سطر ۲ ۔ «حویلی علی مردان خان» ۔ تنقیح: ۲ ۴۹۹ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حویلی کے ساتھ باغ بھی تھا جو باغ علی مردان خان کے نام سے مشہور تھا، اسی باغ میں شاہ عالم نے مورچال قائم کی تھی حدیقہ : ۱۴۶ میں حویلی دارا شکوہ میں شاہ عالم کا قیام بتایا ہے ۔

ص ۵ سطر ۵ ۔ «بہ عالی گہر ملقب بودند» شاہ عالم کے نام میں مورخین کا بیان مختلف ہے ۔ واقعات اظفری : ۲ الف میں، جو شاہ عالم کے ایک قریبی رشتہ دار کی تصنیف ہے، لکھا ہے کہ ان کے پیار کے نام لال میاں اور میرزا بلاقی، اور بڑا نام عالی گوہر تھا ۔ یہی آخری نام تنقیح: ۴۹۸'۲ب، جام جہان نما: ۴۶'۲ الف، مرآۃ الاحوال جہانی : ۱۰۱ الف، تاریخ فرخ آباد : ۱۱۴ ب و ۱۱۵ الف، جنات الفردوس : ۸۱ الف، و

۸۲ب، سلالۃ السیر : ۵۴ الف، تحفۃ العالم : ۵۳۵، مجمع الملوک : ۲۹۵٫۳ الف و ب، خزانہ : ۲۷د، تہارن : ۱۳۱، اور فتوحات ہند : ۴۴ میں بھی ملتا ہے۔

ص ۵ سطر ۷ - «اپٹھل راو» سیر : ۲٫۹۰ اور منتخب التواریخ : ۸۷ میں بھی اس نام کو اسی شکل میں لکھا ہے۔ لیکن شاہ عالم نامہ، ۴۳ میں ویٹھل راو، اور تنقیح : ۲٫۳۹۹ الف میں بٹھل راو، اور عماد السعادہ : ۹۹ میں بیٹھل راو ہے۔ آج کل دکن میں اس کا تلفظ وٹھل راو کیا جاتا ہے۔

یہ ان مرہٹہ سرداروں میں سے تھا، جو عمادالملک کی مدد کے لیے ہولکر کے ساتھ آئے تھے۔ آخر میں اسے نواحی شاہ جہان آباد کی محالوں کا نگران مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس نے شاہزادے کی جس طرح مدد کی تھی، اس کا مفصل ذکر شاہ عالم نامہ اور تنقیح میں ملاحظہ ہو۔

ص ۵ سطر ۸ - «ٹیلۂ مجنون» ۔ سیر : ۲٫۹۰ اور منتخب : ۷ میں بھی اسی طرح ہے لیکن تنقیح : ۲ ۳۹۹ب میں «تکیۂ مجنون» لکھا ہے۔

ص ۵ سطر ۱۱ - «سنہ ۱۱۷۱» ۔ فراقی سے یہاں چوک ہو گئی ہے۔ صحیح سال ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) ہے جیسا کہ خود وہی اس صفحے کے آخر میں لکھتا ہے۔

تنقیح : ۲٫۹۰۰ الف میں تاریخ قتل ۸ ربیع الثانی اور جام جہان نما : ۳۹ الف و ۵۰ ب، خزانہ : ۵۴ فتوحات ہند : ۴۱ اور مجمع الملوک : ۲۹۰٫۳ ب میں جمعرات کا دن بھی بتایا ہے۔ لیکن شاہ عالم نامہ : ۹۳، ۷ تاریخ کو، مفتاح : ۱۸٫۳۴۱ کو اور عبرت نامہ : ۱۲ ب، ۲۰ کو اس حادثے کا وقوع بتاتے ہیں۔ یہ آخری تاریخ ہشتم کو بستم پڑھ لینے سے پیدا ہوئی ہے۔ عماد : ۷۲، اور حدیقۃ الاقالیم : ۱۳۷، میں ۱۱۷۲ھ میں عالمگیر ثانی کا قتل اور شاہ عالم کی تخت نشینی بتاتی ہے۔ لب السیر : ۱۳۸ ب میں ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۰ء) میں واقعۂ قتل کا پیش آنا لکھا ہے۔

لیکن صحیح سال قتل ۱۱۷۳ھ ہی ہے، اور اسی کو تمام معتبر تاریخوں میں اختیار کیا گیا ہے۔

ص ۵ سطر ۴ ۔ «شاہ جہان ثانی»۔ اس کا نام محی الملۃ ہے اور یہ محی السنۃ بن کام بخش بن شہنشاہ عالمگیر کا بیٹا تھا ۔ ملاحظہ ہو شاہ عالم نامہ : ۹۵، خزانہ: ۵۳، ۹۹، ۱۰۶، البث : ۲۴۳۰۸ بحوالۂ عبرت نامہ و ۲۸۰۸ بحوالۂ تاریخ مرحلہ ابراہیم خانی، جام جہان نما: ۵۱۰۲ الف و فتوحات ہند : ۴۲ و ۵۰ ۔ لیکن سیر: ۹۴۰۲ جنات الفردوس : ۸۲ الف، مجمع الملوک: ۲۹۵۰۳ ب منتخب التواریخ ۸۹، جام جہان نما: ۵۰۰۲ ب اور مفتاح : ۳۴۳ میں خود محی السنۃ کو شاہ جہان ثانی قرار دے لیا ہے اور عماد: ۲۰ میں «از اولاد کام بخش» لکھ کر مبہم چھوڑ دیا ہے ۔

چونکہ محیی السنۃ بن کام بخش بن عالمگیر کا انتقال لال قلعہ کی جیل میں محرم سنہ ۱۱۶۰ھ کو ۵۵ سال کی عمر میں ہو چکا تھا، جیسا کہ تاریخ محمدی میں مذکورۂ بالا سنہ کے تحت درج ہے، اس لیے کوئی امکان نہیں کہ ۱۱۷۳ھ میں وہ تخت نشین کیا گیا ہو ۔ مورخین نے محیی الملۃ اور محیی السنۃ میں دھوکا کھایا ہے

ص ۵ سطر ۱۷ «بمسامع اجلال رسید»۔ تنقیح : ۱۰۱۸۰۲ سے پتا چلتا ہے کہ شاہ عالم کو اس حادثے کی اطلاع یکم جمادی الاولی ۱۱۷۳ھ (۲۱ دسمبر ۱۷۵۹ء) کو پہنچی تھی ۔

ص ۵ سطر ۔ «دیار شرقی»۔ شاہ عالم نامہ : ۱۰۰، سیر ۲۶۳۰۱، تنقیح : ۱۰۱۹۰۲ اور جنات الفردوس : ۸۲ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مقام پر یہ تخت نشینی عمل میں آئی، اس کا نام کھولی ہے، اور یہ کرم نامہ کے اس پار پٹنہ کا ایک گاؤں تھا ۔

ص ۵ سطر ۱۸ ۔ «بر سریر ۔ نشستند»۔ شاہ عالم نامہ : ۱۰۳، تنقیح : ۱۰۱۸۰۲، خزانہ: ۹۱، اور جنات الفردوس: ۸۳ الف میں لکھا ہے کہ ۴ جمادی الاولی (۲۴ دسمبر) کو شاہ عالم نے تخت سلطنت پر قدم رکھا تھا ۔

ص ۵ سطر ۱۹ ۔ «ابو النصر حامی الدین»۔ فراقی کا یہ بیان تمام مورخین کے خلاف ہے ۔ شاہ عالم کا لقب «ابو المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی» تھا ۔ غالباً اس نے سکے پر چھپا کیے ہوئے شعر کے الفاظ «حامی دین محمد» سے دھوکا کھایا ہے ۔

ص ٦ سطر ۴ ۔ «مرادی» ۔ فردوس اللغات میں مرادی کے معنی «تنکہ ھای سیاہ» لکھے ھیں، یعنی کالے ٹکے ۔ فرھنگ آصفیہ اور نور اللغات میں لکھا ہے کہ آنوں کی تعداد لکھنا ہو، تو عدد سے پہلے لفظ «مرادی» بڑھایا جاتا ہے، جیسے مرادی آٹھ آنے ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسے ہم آج کل پیسہ کہتے ہیں ، ہی پہلے مرادی کہلاتا تھا ۔

ص ٦ سطر ۴ ۔ کوڈرنگٹن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سکوں پر پہلا مصرع اس طرح بھی منقوش ہے : «سکۂ صاحبقرانی زد زتائید اله» ۔ ملاحظہ ہو : مسلمان نیومس میٹکس : ۱۱۳

ص ٦ سطر ٦ ۔ ان واقعات کی تفصیل نادرات شاہی (مطبوعۂ کتب خانہ ریاست رامپور) کے دیباچے میں ملاحظہ فرمائیے

ص ٦ سطر ۱۱ ۔ «سنہ یکہزار و یک صد و ہشتاد و چہار» ۔ سرگزشت نواب نجیب الدولہ : ۶۶، ۶۷ اور تنقیح : ۲۰ ۔ ۱۱ میں بھی یہی سال درج ہے ۔ موخر الذکر نے بھی صراحت کی ہے کہ شاہ عالم جمادی الاولیٰ ۱۱۸۴ھ کو اپنا بارھواں جشن جلوس منا کر فارغ ہوا تھا کہ اسے مرھٹوں کی دھلی پر چڑھائی کی اطلاع ملی ۔

عماد : ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ ۱۱۸۲ھ (۶۸-۱۷ع) کے آخر میں یہ لشکر راین راو پیشوا کے حکم سے روانہ ہو کر آگرے پہنچا اور سورج مل جاٹ پر فتح پا کر دھلی کو چلا ۔ یہاں نجیب الدولہ کا حال ہی میں انتقال ہو چکا تھا ۔ ضابطہ خان دھلی چھوڑ کر سکر تال چلا گیا اور شاہ جہاں آباد میں مرھٹہ گردی شروع ہو گئی ۔ لیکن تنقیح اور جام جہاں نما ۲۹۲ الف کے یہ خلاف ہے ۔ ان کا بیان یہ ہے کہ نجیب الدولہ کی ملہار راو ھلکر سے دوستی تھی ۔ اس کا پاس کر کے تکوجی نے نجیب الدولہ کو آخر دم اس رسوائی سے بچالیا کہ اپنے جیتے جی وہ دھلی کو لٹتا دیکھے ۔ چنانچہ مرھٹے اودھ کی طرف چل پڑے اور نجیب الدولہ باوجود علالت طبع ساتھ ہو گیا ۔ واستے میں شدت مرض نے مجبور کیا کہ نجیب آباد واپس چلا جائے ۔ لہذا ضابطہ خان کو مرھٹوں کے لشکر

میں چھوڑ کر روانہ ہو گیا ۔ مانڈ پہنچ کر اس کا انتقال ہوا اور ۹
میر ضابطہ خان کو ملی، تو وہ سکر تال جا کر باپ کی جگہ پر قابض ہو گیا ۔
حام بھسان تھا میں مرہٹوں کی دکن سے روانگی ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء)
میں بھاو کے انتقام کی غرض سے بتائی ہے ۔

ص ۶ سطر ۱۲ ۔ « راجہندر گنیش » ۔ یہ مرہٹوں کا بڑا بہادر، ہوشیار
اور تجربہ کار سپہ سالار تھا ۔

عماد : ۱۰۶ میں لکھا ہے کہ یہی اس پورے لشکر کا سردار تھا اور
یہ لشکر میں پیشوا کے لقب سے پکارا جاتا تھا ۔ حدیقہ : ۱۶۹، میں اسے
پیشوا لکھا ہے اور ص ۶۲۲ میں یہ صراحت کی ہے کہ پیشوا نے اسے
اپنی جگہ پیشوا بنا کر اور باقی تینوں سرداروں کو اس کی ماتحتی میں
دے کر روانہ کیا تھا ۔ سرگزشت نجیب الدولہ : ۶۷ میں لکھا ہے کہ
اسے پیشوا نے اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا، اور اس کے ساتھ ۳۰
ہزار سوار و توپ خانہ و افسر و سرانجام سنگین تھا ۔

۱۲ دسمبر ۱۷۸۰ء (محرم ۱۱۹۶ھ) کو سپین میں جنرل گوڈرڈ کے
مقابلے میں لڑتا ہوا مارا گیا ۔ ذف : ۲، ۱۳۶، ۱۳۷ ۔

ص ۶ سطر ۱۲ « بیساجی » ۔ اس کا پورا نام ویساجی کرشن بی والا
ہے ۔ مرہٹہ فوج کے بہادر سرداروں میں اس کا بھی شمار ہوتا ہے ۔ یہ
روہیل کھنڈ میں متعین کیا گیا تھا، اور رگھوناتھ راؤ سے مرہٹوں کی جو
جنگ ہوئی تھی اس میں نمایاں اور اہم حصہ دار تھا ۔ عماد السعادہ میں لکھا
ہے کہ رام چندر گنیش کے مر جانے پر یہی مرہٹہ فوج کا سپہ سالار بنایا
گیا تھا ۔

حدیقہ : ۱۶۹ و ۶۲۲ میں اس کے نام کا تلفظ ''ابشاجی'' ملتا ہے، جو
ابطہل داو کی طرح ابجے کا ادل بدل ہے ۔

ملاحظہ ہو : ذف : ۲، ۶۶، ۱، پولیر کا « شاہ عالم » حاشیۂ مرتب : ۸۰

ص ۹ سطر ۱۲ - "تکوجی ھلکر" - اس کا نام تکاجی ہے - یہ ملہار راو اول کا بھتیجا ہے۔ بڑا تجربہ کار سپاہی اور اپنے چچا کا قابل اعتماد افسر اسلحہ خانہ تھا - اہلیابائی ' ملہار راو کی بہو ' بھی اس کی فوجی قابلیت کو مانتی تھی - جب ملہار کے مرنے پیچھے دیوان ریاست سے گدی کا جھگڑا کھڑا کیا ' تو اہلیا بائی نے ۱۱۸۲ھ (۱۷٦۸ء) میں اسے اندور کا والی بنادیا - ۳۰ برس حکومت کرکے تکوجی نے ۱۵ اگست ۱۷۹۷ء (۱۲۱۲ھ) کو انتقال کیا - ملاحظہ ہو ' پولیر' حاشیۂ مرتب : ۸۰' ڈف' انڈکس : ٦۵۹' کین : ۴۲' مرہٹہ ایمپائر : ۸۷' بیل : ۲۹۹

ص ۹ سطر ۱۲ - "مادھو راو سیندھیہ" - یہ فارسی تاریخوں میں مادھوجی' یا مہاجی کے نام سے مشہور ہے - رانوجی سیندھیہ کا بیٹا تھا - ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) میں اپنے بھائی جے آپا کا جانشین ہوا' اور اپنی لگاتار کوشش سے مالوے کے بڑے حصے پر چھا گیا - اس کے بعد ھندوستان کی طرف رخ کیا' اور یہاں کے شاہی دربار پر ایسا قبضہ کیا کہ بادشاہ کٹھ پتلی بن کر رہ گیا - پیشوا تبرک کے طور پر سلطنت ھندوستان کے وکیل مطلق قرار پائے اور یہ ان کا نائب مقرر ہوا -

اپنی سیاسی چالوں سے راجپوتوں ' جاٹوں' سکھوں' روہیلوں' اودہ والوں اور انگریزوں سب کو ناک چنے چبواتا رہا۔ دور اندیشی' تجربہ کاری' مردم شناسی' اور سیاسی توڑ جوڑ میں سارے مرہٹوں میں پیش پیش تھا -

اس نے گزر "نھارہ ' ۲ کروہ ' کے پاس ایک گڑھی مادھو گڑھ کے نام سے بنائی تھی - ۱۸۳۰ء تک اس کے کھنڈر پائے جاتے تھے۔

۱۲ فروری ۱۷۹۴ء (۱۲۰۸ھ) کو ونولی ' پونا ' میں مرگیا ملاحظہ ہو: ڈف : ۱'٦۰۱' و ۲'٦۰۲' نیز مفصل حالات کے لئے انڈکس۔ بیل : ۲۲۹' مرہٹہ ایمپائر : ۴ حاشیہ - کین کی کتاب "مادھوجی سیندھیا" پٹیل ' ترجمۂ اردو' مطبوعۂ دارالترجمہ ' حیدرآباد ۔ تاریخ جھجر: ۱۴۴ -

ڈف میں غلطی سے ۱۷۰۴ء سال مرگ چھپ گیا ہے اور بیل نے سہواً جنوری کا مہینا لکھ دیا ہے ۔

ص ٦ سطر ۱۳ ۔ «فوج سنگین» ۔ تنقیح : ۲ : ۱۱۰۰ میں اس کی تعداد ایک لاکھ سوار بتائی ہے اور عماد : ۱۰۴ ، میں ۸۰ ہزار سوار ہے ۔

حدیقہ : ۶۲۲ سے پتا چلتا ہے کہ رام چندر گنیش کے ساتھ ۵۰ ہزار سوار اور ٦ سو توپیں تھیں ۔ سرگزشت نجیب الدولہ : ۹۶ میں لکھا ہے کہ «۳۰ ہزار سوار و توپ خانہ و افسر و سرانجام سنگین» رام چندر کے ساتھ اور ۲۵ ہزار سوار اور بے شمار پنڈارے تکوجی ہلکر کے ساتھ اور ۱۰ ہزار سوار مادھوجی پٹیل کے ہمراہ تھے

ان تعدادوں کو پیش نظر رکھیے ، تو عماد اور تنقیح دونوں کی بات قریب قریب صحیح معلوم ہوتی ہے ، بالخصوص اس لیے کہ پیساجی کے ساتھیوں کی واقعی گنتی کا کہیں پتا نہیں چل سکا ہے ۔

ص ٦ سطر ۱۴ ۔ «جواہر سنگھ جاٹ» ۔ یہ راجہ سورج مل کا بیٹا تھا ۔ محرم ۱۱۸۲ھ (مئی ۱۷۶۹ء) میں بھرتپور کی گدی پر بیٹھا ، اور رفتہ رفتہ ایک کرور ۴۰ لاکھ روپے کے محاصل کے علاقے پر قابض ہو گیا ۔ تنقیح ۲ : ۱۰۳ میں لکھا ہے کہ امیر الامرا نواب نجف خان ڈیگ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۱۸۹ھ (۱۳ جولائی ۱۷۷۵ء) کو قدرے لمبی بیماری اٹھا کر مر گیا ۔ تاریخ محمدی میں اس مہینے کی ۱۲ کو موت لکھی ہے ، جو غالباً کتابت کی غلطی ہے ۔ لیکن بیل نے مفتاح : ۴۵۵ میں ۱۱۹۰ھ اور انگریزی کتاب : ۲۹۹ میں ۱۷۷۶ء کو سال انتقال قرار دے کر دھوکا کھایا ہے ۔

نیز ملاحظہ ہو : عماد : ۵۶ ۔ تھارن کی وار ان انڈیا : ۴۰۲ ، البٹ : ۸ : ۳۶۰ ۔

ص ٦ سطر ۱٦ ۔ «جہاندار شاہ» ۔ اس کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو نادرات شاہی کا دیباچہ : ۵ ۔ ۲۰ ، جو کتاب خانۂ رامپور سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکی ہے ۔

جہاندارشاہ اور آصف الدولہ کے تعلقات پر عمادالسعادہ : ۴۶ سے خاصی روشنی پڑتی ہے - یہاں صرف اتنا اشارہ کافی ہوگا کہ ان دونوں کی شکر رنجی کا سبب ایک عورت کی ذات تھی -

ص ۹ سطر ۷ - «نجیب الدولہ» - اٹھارویں صدی عیسوی کے ہندوستان میں نجیب الدولہ غیر معمولی شخصیت اور بیحد اہم قابلیتوں کا حامل تھا۔ وہ ایک طرف جرات اور بہادری کا پتلا اور جنگی چالوں میں اپنے حریفوں سے پیش پیش ہے' اور دوسری طرف پڑھا لکھا نہ ہونے کے باوجود سیاسی توڑ جوڑ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا' اور ہر موقع پر مد مقابل کو نیچا دکھا کے رہتا ہے۔ ان صفات کے ساتھ اس کی دوستوں کے ساتھ ہمدردی اور آقا کے حضور میں وفاداری سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے۔ یہ اسی کا کام تھا کہ مرتے دم تک مغلیہ سلطنت کو اغیار کے پنجے سے بچایا' اور مرہٹوں اور سکھوں کے مسلسل دباؤ کے تمام نقصان اٹھا کر بھی تخت سے بیوفائی نہ کی۔

نجیب الدولہ کا نام نجیب خاں اور قوم عمر خیل یوسف زئی ہے بشارت خان کے بھتیجے اور داماد تھے' جنہوں نے قصبۂ بلاسپور (ضلع ریاست رامپور) کے پاس «بشارت نگر» نام کی ایک بستی بسائی تھی -

یہ روہیل کھنڈ آ کر پہلے نواب سید علی محمد خان بہادر کی فوج میں سوار بھرتی ہوئے - ایک سال کے اندر جمعدار بنے' اور نواب صفدر جنگ نے مرہٹوں سے مل کر روہیلوں پر حملہ کیا · تو اس معرکے میں بہادری اور سپاہیانہ تدبر دکھا کر ایک ہزار سواروں کے رسالدار مقرر کیے گئے

پہلی بیوی کے انتقال پر نواب دوندے خان کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی' تو چاندپور' شیرکوٹ اور بجنور وغیرہ کا علاقہ دوندے خان کی سفارش پر اور جلال آباد اپنی طرف سے نواب صاحب نے عطا کیا۔ سنہ ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۴ء) میں عمادالملک اور صفدر جنگ میں کشمکش ہوئی ' تو عمادالملک کی طلب پر ۸ ہزار سپاہیوں کے ساتھ شاہی فوج میں شرکت کی ' اور ۵ ہزاری منصب کے ساتھ نجیب الدولہ

خطاب پایا۔ دوران جنگ میں کارہای نمایاں انجام دینے کے صلے میں سہارنپور کی فوجداری بھی مرحمت کی گئی۔

سنہ ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۷ء) میں احمدشاہ ابدالی ہندوستان آیا، تو عمادالملک کے پنجۂ استبداد سے عالمگیر ثانی کو نجات دے کر نجیب الدولہ کو امیرالامرا میر بخشی مقرر کر گیا۔

احمدشاہ کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے بعد عمادالملک نے بادشاہ سے پھر سازباز کیا اور نجیب الدولہ ناچار ہو کر سہارنپور چلے گئے۔ عمادالملک نے ان کی جگہ نواب احمدخان بنگش کو میر بخشی کا عہدہ دلایا، اور مرہٹوں کو اکسا کر نجیب الدولہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ یہ باتدبیر سپاہی برابر مقابلہ کرتا رہا، اور کبھی کسی میدان میں اپنے حریف کو پیٹھ نہیں دکھائی۔

سنہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) میں عمادالملک نے عالمگیر ثانی کو قتل کر کے شاہجہان ثانی کو تخت نشین کیا، تو شاہ عالم نے اس اقدام کو ناجائز قرار دے کر بہار میں اپنی شاہی کا اعلان کر دیا، اور نجیب الدولہ کو شاہزادہ جوان بخت کے امور کی مختاری کا خلعت روانہ کیا۔ انہوں نے احمدشاہ ابدالی کو بڑی تدبیریں کر کے پھر ہندوستان بلایا، اور پانی پت کی سب سے بڑی اور آخری جنگ کو اپنی سیاسی چالوں سے کامیابی کی آخری منزل تک پہنچا کر دم لیا۔

اس فتح کے بعد احمدشاہ نے شاہ عالم کے بڑے بیٹے جوان بخت کو تخت دہلی پر بٹھا کر نجیب الدولہ کو مدارالمہام مقرر کیا، خود شاہ عالم نے بہار میں عنان سلطنت ہاتھ میں لے کر "وکیل مطلق بخشی الممالک، ناصر الملک، امیرالامرا، نجیب الدولہ نجیب خان بہادر صلابت جنگ" انہیں خطاب دیا۔

نجیب الدولہ نے بڑی خوبی اور جانفشانی سے بچے کھچے علاقے کا بندوبست کیا۔ جب بڑھاپے نے صحت خراب کر دی، تو اپنے بڑے بیٹے نواب ضابطہ خان کو قائم مقام بنا کر خود شکرتال چلے گئے۔

سنہ ۱۱۸۴ھ (۱۷۷۰ء) میں مرہٹوں نے رام چندر گنیش کی سرکردگی میں جنگ پانی پت کا انتقام لینے کے لیے جرار لشکر بھیجا ، تو نجیب الدولہ استسقا کے مریض ہونے کے باوجود سکرتال سے نکل کھڑے ہوئے ، اور اپنی تدبیر سے ان کا رخ اودھ کی طرف پھر دیا ۔

مرہٹوں کو ان کی طرف سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں دشمن سے ساز کر کے ہماری پشت پر سے حملہ نہ کردیں ، اس لیے ان سے یہ اقرار کرایا کہ خود بھی مرہٹہ لشکر کے ساتھ چلیں گے ۔ یہ بادل ناخواستہ تیار ہوگئے لیکن راستے میں مرض نے شدت کی جس کے باعث ضابطہ خان کو اپنی جگہ چھوڑ کر واپس ہوئے ۔

ابھی ہاپوڑ پہنچے تھے کہ بدھ کے دن ۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو اس دنیا ہی سے چل بسے ۔ لاش نجیب آباد لا کر دفن کردی گئی ۔

ملاحظہ ہو : تاریخ محمدی تحت سنہ مذکورہ ، سیر : ۲/۸۱-۸۲ ، تنقیح : ۲/۱۱۰۰-۱۱۰۱ ، سرگزشت نجیب الدولہ : ۱۷ ، گلستان رحمت : ۱۰۴-ب ، گل رحمت : ۱۱۶ ب ، عماد : ۲۰۷ ، حدیقہ : ۱۳۷ ، جام جہان نما : ۲/۶۹ الف ، مفتاح : ۳۰۱ ، بیل : ۲۸۹ ۔

سرگزشت نجیب الدولہ کے شروع میں صاحبزادہ عبدالسلام خان بہادر عمر خیل نے ایک مفید اردو دیباچہ شامل کردیا ہے ۔ اس میں نجیب الدولہ کے متعلق بہت سی مفید معلومات اور آیندہ سوانح نگار کے لیے اہم مشورے یک جا مل سکتے ہیں ۔ خاندان عمر خیل کا شجرہ بھی شامل کردیا گیا ہے ۔ ایک بڑا شجرہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو عزیز احمد خاں نگینوی نے بھی شائع کیا ہے ۔ افراد عمر خیل کے نام اور بعض مختصر اطلاعیں اس سے بھی مہیا ہوتی ہیں ۔

سرگزشت نجیب الدولہ : ۱۷ ، میں لکھا ہے کہ مرہٹوں سے رخصت ہوکر یہ نجیب آباد آئے اور ایک ہفتہ کے بعد سنہ ۱۳ جلوس شاہ عالم مطابق ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا ۔ لیکن یہ دونوں باتیں تاریخ

عمدی، تقیح اور مفتاح کے خلاف اور ھاپڑ کی جگہ نجیب آباد میں
...ان کتابوں کے ساتھ گلستان رحمت اور گل رحمت کے بھی
...ہے اس نے میرے، طور میں قابل قبول نہیں۔

... سطر ۲۰۔ "شجاع الدولہ"۔ اس کا نام جلال الدین حیدر ہے۔
... صفدر جنگ کا بیٹا اور برہان الملک کا نواسہ تھا۔ سنہ ۱۱۴۴ھ
... (۱۷۳۱ء) یا ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۲ء) میں پیدا ہوا۔ اور اپنے والد کے
۱۷ ذی حجہ ۱۱۶۷ھ (۵ اکتوبر ۱۷۵۴ء) کو انتقال کر جانے پر اودھ
کا صوبہ دار قرار پایا۔

نجیب الدولہ کے سمجھانے بجھانے پر جنگ پانی پت میں شرکت کی، بلکہ لطیفہ یہ ہے کہ پوری لڑائی میں اس کی فوج محفوظ رہی۔

ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ (جولائی ۱۷۶۱ء) میں شاہ عالم نے اپنا وزیر مقرر کیا (مقیح: ۲۲۳ الف و جام جہان عا: ۲۰۵ الف) ربیع الثانی ۱۱۷۸ھ (اکتوبر ۱۷۶۴ء) میں مقام بکسر انگریزوں سے زبردست ٹکر لی، مگر بری طرح شکست کھا کر آیندہ کے لیے کمپنی کو شمال مغربی ہند میں پانو جمانے کا موقع دیدیا۔ چنانچہ اسی جنگ کے نتیجے میں شاہ عالم کو بنگال و بہار کی دیوانی کی سند کمپنی کو دینا پڑی تھی۔

یہ روہیلوں کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر انگریزوں سے ساز باز کر کے ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۴ء) میں روہیل کھنڈ پر چڑھ دوڑا، اور حافظ رحمت خان کے قتل پر اس صالح عنصر کو پارہ پارہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

قدرت اللہ شوق رامپوری (جام جہان نما: ۱۰۲ الف) نے لکھا ہے کہ "بکثرت جاہ و حشم و سپاہ و ملک و مال در زمان خود ثانی نداشت، و در زمرۂ امرا پیش ری معلوم نیست کہ در ہندوستان مثل وی گذشتہ باشد۔"

سنہ ۱۱۸۴ھ (۱۷۷۰ء) میں مرہٹوں نے رام چندر گنیش کی سرکردگی میں جنگ پانی پت کا انتقام لینے کے لیے جرار لشکر بھیجا، تو نجیب الدولہ استسقا کے مریض ہونے کے باوجود سکرتال سے نکل کھڑے ہوئے، اور اپنی تدبیر سے ان کا رخ اودھ کی طرف پھر دیا۔

مرہٹوں کو ان کی طرف سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں دشمن سے ساز کر کے ہماری پشت پر سے حملہ نہ کردیں، اس لیے ان سے یہ اقرار کرایا کہ خود بھی مرہٹہ لشکر کے ساتھ چلیں گے، یہ بادل ناخواستہ تیار ہوگئے لیکن راستے میں مرض نے شدت کی جس کے باعث ضابطہ خان کو اپنی جگہ چھوڑ کر واپس ہوئے۔

ابھی ہاپڑ پہنچے تھے کہ مدہ کے دن ۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو اس دنیا ہی سے چل بسے۔ لاش نجیب آباد لا کر دفن کردی گئی۔

ملاحظہ ہو: تاریخ محمدی تحت سنہ مذکورہ، سیر: ۲، ۸۱-۸۴، تنقیح: ۲، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، سرگزشت نجیب الدولہ: ۱۷، گلستان رحمت: ۱۰۴ ب، گل رحمت: ۱۱۶ ...، عماد: ۷۲، حدیقہ: ۱۲۷، جام جہان نما: ۲، ۹۹ الف مفتاح: ۳۰۱، بیل: ۲۸۹۔

سرگزشت نجیب الدولہ کے شروع میں صاحبزادہ عبدالسلام خان بہادر عمر خیل نے ایک مفید اردو دیباچہ شامل کردیا ہے۔ اس میں نجیب الدولہ کے متعلق بہت سی مفید معلومات اور آیندہ سوانح نگار کے لیے اہم مشورے یک جا مل سکتے ہیں۔ خاندان عمر خیل کا شجرہ بھی شامل کردیا گیا ہے۔ ایک بڑا شجرہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو عزیز احمدخان نگینوی نے بھی شائع کیا ہے۔ افراد عمر خیل کے نام اور بعض مختصر اطلاعیں اس سے بھی مہیا ہوتی ہیں۔

سرگزشت نجیب الدولہ: ۱۷، میں لکھا ہے کہ مرہٹوں سے رخصت ہوکر یہ نجیب آباد آئے اور ایک ہفتہ کے بعد سنہ ۱۲ جلوس شاہ عالم مطابق ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا۔ لیکن یہ دونوں باتیں تاریخ

عمدۂ تنقیح اور مفتاح کے خلاف اور حافظ کی جگہ نجیب آباد میں انتقال کرنا ان کتابوں کے ساتھ گلستان رحمت اور گل رحمت کے بھی خلاف ہے، اس لیے میری نظر میں قابل قبول نہیں۔

ص ۹ سطر ۲۰ ۔ "شجاع الدولہ" ۔ اس کا نام جلال الدین حیدر ہے۔ نواب صفدر جنگ کا بیٹا اور برہان الملک کا نواسہ تھا۔ سنہ ۱۱۴۴ھ (۱۷۳۱ء) یا ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) میں پیدا ہوا۔ اور اپنے والد کے ۱۵ ذی حجہ ۱۱۶۷ھ (۱۷ اکتوبر ۱۷۵۴ء) کو انتقال کر جانے پر اودھ کا صوبہ دار قرار پایا۔

نجیب الدولہ کے سمجھانے بجھانے پر جنگ پانی پت میں شرکت کی، لیکن لطیفہ یہ ہے کہ پوری لڑائی میں اس کی فوج محفوظ رہی۔

ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ (جولائی ۱۷۶۱ء) میں شاہ عالم نے اپنا وزیر مقرر کیا (مقدمہ: ۲ ۳۲۵ الف و جام جہاں نما: ۲ ۱۰۵ الف) ربیع الثانی ۱۱۷۸ھ (اکتوبر ۱۷۶۴ء) میں مقام بکسر انگریزوں سے زبردست ٹکر لی، بُری طرح شکست کھا کر آئندہ کے لیے کمپنی کو شمال مغربی ہند میں پانو جمانے کا موقع دیا۔ چنانچہ اسی جنگ کے نتیجے میں شاہ عالم کو بنگال و بہار کی دیوانی کی سند کمپنی کو دینا پڑی تھی۔

یہ روہیلوں کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر انگریزوں سے ساز باز کر کے ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۴ء) میں روہیل کھنڈ پر چڑھ دوڑا، اور حافظ رحمت خان کے قتل پر اس صالح عنصر کو پارہ پارہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

قدرت اللہ شوق رامپوری (جام جہاں نما: ۱۰۲ الف) نے لکھا ہے کہ "بکثرت جاہ و حشم و سپاہ و ملک و مال در زمان خود ثانی نداشت، و در زمرۂ امرا پیش روی معلوم نیست کہ در ہندوستان مثل وی گذشتہ باشد۔"

شجاع الدولہ نے بقول عماد: ۱۱۹، ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۵ء) کو دو گھڑی رات گزرے انتقال کیا اور ۲۴ ہی کے دن دفن کیا گیا۔ یعنی انتقال ۲۳ اور ۲۴ کی درمیانی رات میں ہوا اور تجہیز و تکفین ۲۴ کو دن میں عمل میں آئی۔ تاریخ محمدی میں شب جمعہ ۵ گھڑی رات گئے، ۲۴ تاریخ کو انتقال کرنا لکھا ہے۔

تاریخ فرخ آباد: ۸۵ الف مفتاح: ۳۵۴ اور بیل: ۳۸۲ میں بھی ۲۴ ذی قعدہ ہی مندرج ہے، لیکن تنقیح: ۲۹۶۴ ب میں تاریخ انتقال ۲۳ ذیقعدہ بتائی ہے۔ یہ رای غالباً عماد کے بیان کو غلط سمجھنے کا نتیجہ ہے، اس لیے کہ قمری حساب میں بعد مغرب سے نئی تاریخ شروع ہو جاتی ہے۔

مرآة الاحوال: ۱۰۱ ب میں ۲۲ ذیقعدہ کو وفات لکھی ہے، جو غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ جام جہاں نما: ۱۰۲ الف، میں ۲۵ ذی قعدہ کی تصریح کی گئی ہے، مگر یہ قول کسی اور مورخ کی تائید سے محروم ہے۔

گلستان رحمت: ۲۰۲ الف میں یہ تحریر کیا ہے کہ حافظ رحمت خان کی شہادت کے آٹھ مہینے بعد شعبان میں شجاع الدولہ کا انتقال ہوا۔ چونکہ اسی کتاب: ۱۶۶ ب میں یہ بھی درج ہے کہ شنبہ ۱۱ صفر ۱۱۸۸ھ (اپریل ۱۷۷۴ء) کو واقعۂ شہادت پیش آیا تھا، لہذا شجاع الدولہ کا انتقال رمضان میں ہونا چاہیے۔ گل رحمت: ۸٦ ب میں بھی مذکورۂ بالا بیان ہی نظر آتا ہے، لیکن آٹھویں مہینے کو شوال کا مہینا بتایا ہے۔

میری رائے میں یہ دونوں بیان قابل قبول نہیں۔ اسی طرح حدیقہ: ۱۵۲ کا یہ لکھنا بھی نامناسب تخمینے کی حیثیت رکھتا ہے کہ فتح مذکورۂ بالا کے دو تین مہینے بعد انتقال ہوا تھا، اس لیے کہ سابق الذکر معتبر تاریخوں کے علاوہ عبرت نامہ: ۲۳ الف میں بھی آخر ذیقعدہ ہی میں شجاع الدولہ کی موت قرار دی ہے، اور "شجاع الدولہ وفات یافت" مادۂ تاریخ بتایا ہے

ص ۶ سطر ۲۰ « راضی نبودند » ۔ پولیر (ص ۲۲) کا بیان تمام دیگر مدی و انگریزی مورخوں کے برخلاف یہ ہے کہ در پردہ شجاع الدولہ ہی بادشاہ کے دہلی چلے جانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا ۔ چنانچہ اس نے حسام الدولہ کو ڈیڑھ لاکھ روپے اور دیگر ملازمان شاہی کو چھوٹی چھوٹی رقمیں دے کر یہ کوشش کی کہ بادشاہ کو الہ آباد چھوڑ کر دہلی چلے جانے پر آمادہ کرلیں ، تاکہ الہ آباد سے شاہ عالم کے چلے جانے کے بعد اسے اپنے اغراض و مقاصد کو بروی کار لانے کا موقع مل سکے ۔

ص ۷ سطر ۷ ۔ « احمد خان بنگش » ۔ یہ نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا بیٹا اور نواب قائم جنگ کا بھائی تھا ۔ صفدر جنگ کے اشارے سے قائم جنگ نے روہیلوں پر فوج کشی کی ، اور ۱۰ ذی حجہ ۱۱۶۰ھ (۱۰ نومبر ۱۷۴۹ء) کو میدان جنگ میں کھیت رہے ، تو صفدر جنگ نے ریاست فرخ آباد پر قبضہ کرلیا ۔ احمد خان نے پٹھانوں کو بھرتی کر کے صفدر جنگ کے عامل نول رای پر حملہ کردیا ، اور ۱۰ رمضان ۱۱۶۳ھ (۲ اگست ۱۷۵۰ء) کو اسے قتل کر کے اودھ کی فوج کو مار بھگایا

عماد الملک ان کا حامی تھا ۔ اس نے عالمگیر ثانی کا میر بخشی مقرر کرا کے امیر ہند ، امیرالامرا ، بخشی الممالک ، غضنفرالدولہ ، احمدخان بہادر غالب جنگ » خطاب دلایا ۔ (تنقیح : ۲'۴۹۸ب)

احمد خان بڑا سخی ، با مروت ، بہادر اور بہالۂ اعتقاد سردار تھا ۔ صاحب سیر المتاخرین (۲'۸۵) وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے طویل عہد حکومت میں امرا ، علما ، صوفیا ، شعرا اور دیگر اہل کمال کی بڑی آو بھگت کی ۔ دہلی سے نکل کر سودا نے انہیں کے دامن تربیت میں پناہ لی تھی ۔ عماد الملک بھی یہاں برسوں مہمان رہ کر حج کو گیا تھا ۔ شجاع الدولہ نے اس پر فوج کشی کی تھی ۔ مگر جب بکسر میں انگریزوں سے شکست کھائی ، تو احمد خان نے اسے پناہ دی اور انگریزوں سے اس کی صلح صفائی کرانے میں دل کھول کے کوشش کی ۔

تاریخ فرخ آباد : ۳۶ب، آرون : ۱۲۰ اور تاریخ محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ (۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء) کی رات میں انتقال کیا - ۱۱۸۵ھ ہے حاتم ثانی نماند ہ سے تاریخ نکلتی ہے۔

بیل : ۳۱ و ۲۸۵ میں لکھا ہے کہ شعبان ۱۱۸۵ھ (نومبر ۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا تھا - لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

احمد خان کے حالات کے سلسلے میں، حدیقہ : ۲۷، بعد، عماد: ۴۴ بعد جام جہان نما ۲ : ۳۰ بعد، تنقیح ۲۰۲ : ۳ الف بعد بھی ملاحظہ ہوں۔

ص ۷ سطر ۳ «درگذشت» - فراقی کے لفظ یہ بتاتے ہیں کہ شاہ عالم کے پہنچنے پر احمد خان فوت ہوا تھا - تاریخ فرخ آباد : ۱۲۱ ب میں لکھا ہے کہ بادشاہ فرخ آباد پہنچا تو احمد خان قریب الموت تھا - آرون : ۱۲۰ کا بیان یہ ہے کہ بادشاہ جس دن پہنچا ہے، اسی دن احمد خان نے دم توڑا تھا - (لیکن ص ۱۳۴ پر یہ لکھ دیا ہے کہ بادشاہ قنوج میں تھے کہ انھیں احمد خان کے مرنے کی خبر پہنچی، اس پر وہ دفعۃً خدا گنج کی راہ سے فرخ آباد کو روانہ ہوگئے - میری رائے میں اس کا یہ بیان کسی غلط فہمی پر مبنی ہے اور اسی لیے میں نے پہلے بیان کو درست مان کر ثبوت میں پیش کیا ہے)۔ عماد : ۱۰۴، اور مفتاح : ۳۵۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دن بعد انتقال ہوا۔

ان شہادتوں سے فراقی کی تائید ہوتی ہے، لیکن سیر: ۲ : ۸۵ میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے احمد خان کی خبر انتقال مصر میں سنی تھی - تنقیح : ۲ : ۵۵۲ الف میں دو تین دن پہلے مرنے کی صراحت کی ہے - پولیر: ۲۲ سے لکھا ہے کہ بادشاہ ۱۷۷۱ء کی برسات کے خاتمے پر فرخ آباد پہنچے تو کچھ ہی پہلے احمد خان بنگش فوت ہو چکا تھا - یہ بھی ایک حد تک تنقیح کی ہمنوائی ہے مگر بے راہ محض، اس لیے کہ احمد خان نے ۲۸ جولائی کو انتقال کیا ہے جب بادشاہ اس تاریخ کے کچھ ہی دن بعد فرخ آباد پہنچے، تو یہ برسات کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ص ۸ سطر ۳ - « مظفر جنگ » - اس کا نام دلیر ہمت خان تھا - سنہ ۱۱۷۱ھ (۱۷۵۸ء) میں پیدا ہوا، اور ۱۴ سال کی عمر میں شاہ عالم ثانی سے فرخ آباد کی سند ریاست اور « مظفر جنگ » خطاب پایا -

یہ ناتجربہ کار اور مردم ناشناس حاکم تھا - اپنے اعزا کے روزینے بند کر کے دشمنی کے دروازے کھول لیے تھے، جس کے باعث نواب وزیر اور انگریز دونوں کو دست درازی کا موقع مل گیا، اور آخر کار اس کے انتقال کے بعد انگریزوں نے فرخ آباد پر قبضہ کر کے اہل خاندان کے روزینے مقرر کر دیے -

مشہور یہ ہے کہ ۸ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ (۱۱ اکتوبر ۱۷۹۶ء) کو اس کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے زہر دے کر مار ڈالا - « قضا و قدر » اور « تاریخ » ہر ایک سے سال وفات نکلتا ہے -

آرون نے تاریخ فرخ آباد میں ایک جگہ (ص ۱۳۹) صرف انگریزی تاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء اور دوسری جگہ (ص ۱۵۲) ہجری کی مذکورۂ بالا تاریخ کے ساتھ ۲۳ اکتوبر لکھی ہے - ممکن ہے کہ یہ ۲۲ اور ۲۳ کا فرق کاتب کا ہو، لیکن بہر حال درست نہیں ہے - تقویم سنین ہجری و عیسوی (ص ٦١) کے مطابق اس سال اکتوبر کی ۴ تاریخ کو ربیع الاول کی پہلی ہوتی تھی - اس حساب سے ۸ ربیع الاول کو ۲۲ یا ۲۳ نہیں ۱۱ اکتوبر ہونا چاہیے -

بیل نے غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ مظفر جنگ نے ۴ جون ۱۸۰۲ء (۲ صفر ۱۲۱۷ھ) کو ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ پنشن کے عوض فرخ آباد کی ریاست انگریزوں کے حوالے کر دی تھی - در اصل یہ واقعہ مظفر جنگ کے بیٹے نواب امداد حسین خان بہادر ناصر جنگ کے عہد کا ہے، جیسا کہ تاریخ فرخ آباد: ۱۰۱ الف، ۱۱۱ ب، اور آرون: ۱۴۱ میں صراحت مذکور ہے -

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ فرخ آباد: ۸۳ الف و بعد، آرون: ۸۵، ۱۳۴ و بعد، ۱۵۲، بیل: ۲۸۵ -

ص ۷ سطر ۲ - «چیزی بطریق ضبطی گرفت» - تمام تاریخوں میں اس مطلبہ پدمت کا ذکر موجود ہے، لیکن «چیزی» کی صراحت میں اختلاف ہے - تاریخ فرخ آباد : ۱۲۱ ب، سیر: ۲، ۸۵، عماد : ۱۰۴ اور مفتاح : ۳۵۱ و ۳۰۲ میں اسی طرح مبہم چھوڑ دیا ہے - تنقیح: ۲، ۵۵۲ الف میں لکھا ہے : «نقد و جنس فراخور حال از متروکۂ پدر بقدر شش ہزار روپیہ بسرکار والا رسانیدہ» - حدیقہ : ۱۷٦ میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں، والی فرخ آباد نے سوا لاکھ روپے کا چبوترہ بنا کر بادشاہ کو اس پر بٹھایا اور یہ روپیہ اور اس کے ساتھ « فیلان کوہ پیکر واسپان تناور، و جواہر آبدار ، واقمشہ و اسلحہ و دیگر تحائف بسیار» بھی پیش کیے - آرون: ۱۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے ہودے اور دوسرے سونے چاندی کے برتن گلا کر ۳ لاکھ روپے نقد اور ۷ ہاتھی اور ۱۱ گھوڑے نذر گزرانے - پولیر: ۲۲ میں ۵ لاکھ روپے کا نذرانہ متعین کیا ہے ، جس میں کچھ نقد اور بقیہ سامان کی شکل میں تھا - فرینکلن: ۴۷ ، نے ۴ لاکھ کی پیشکش بتائی ہے -

ص ۷ سطر ۴ - «از فرخ آباد بعد تاخت و تاراج سکرتال و پتھرگڈھ» -
فراقی کا یہ بیان تمام تاریخوں کے برخلاف اور بالیقین غیر صحیح ہے - دراصل بادشاہ ۲۲ دن کے قیام کے بعد فرخ آباد سے روانہ ہو کر مرہٹوں کے انتظار میں نبی گنج ضلع مین پوری میں ۳ مہینے مقیم رہے اور وہاں سے دھلی آ کر ۱۰ شوال ۱۱۸۵ھ (١٦ جنوری ۱۷۷۲ء) کو ضابطہ خان پر چڑھائی کی اور دوشنبہ ۷ ذی حجہ (۲۲ مارچ) کو واپس دھلی آ گئے -

ملاحظہ ہو: سیر: ۲، ۸۷ ، جام جہان نما: ۲، ۱۷۹ الف ، تاریخ فرخ آباد: ۱۲۲ الف ، تنقیح : ۲، ۵۵۳ ب، عماد: ۱۰۵، پولیر: ۲۳، مفتاح : ۳۰۴، آرون : ۱۳۳ - تاریخ ہندوستان : ۹، ۳۲۱،

بادشاہ کے قیام فرخ آباد کو پولیر نے ۲ ماہ سے کچھ زیادہ لکھا ہے - اور اس کے بعد نبی گنج جانا بتایا ہے - تنقیح : ۲، ۵۵۲ الف میں بھی

دو مہینے کے قریب ہے - لیکن میری رائے میں ان دونوں نے نبی گنج کے قیام کی کچھ مدت کو فرخ آباد ٹھہرنے کی مدت میں شامل کر لیا ہے۔

ص ۷ سطر ۴ « سکرتال و پتھرگڈھ» - عماد: ۷۴ میں لکھا ہے کہ « سکرتال باسین مہملہ مضموم، وکاف تازی مشدد، و رای مہملہ ساکن، و تای قرشت، و الف ولام ، لفظی است هندی - نجیب‌خان در وقت ثروت خود دو قلعه برای روز بد ساخته بود: یکی پتهرگڈه که به هردوار نزدیك است، و شهری متصل آن قلعه مشتمل بر دکاکین پخته و باغهای وسیع دلچسپ میوه دار آباد نموده ، موسوم به نجیب‌آباد کرده - هیچ میوه از میوه‌های خوش مزهٔ هند نیست که دران شهر وفور نداشته باشد، و ارزان باین درجه که یك فلوس را توت بیدانه آدم قوی نمی تواند خورد؛ دوم سکرتال که درمیان گنگا وجمنا واقع است» -

سرگذشت نجیب الدوله: ۱۱ میں سکرتال کے متعلق لکھا ہے کہ «درکنار گنگ برلب آب یك چقریست ، آن را سکرتال گویند - زمین بسیار نشیب واقع شده - نجیب الدوله دران مکان لشکرگاه ساخت ، و متصل لشکر بر دریای گنگ جر بست ، گرد و پیش این مکان سنگر از گل ساخت ، و توپخانه بر دیوار سنگر نهاد »۔

اور صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ « ست کروه از سکرتال آن طرف گنگ شان پور نام دیهی از راجهای قدیمی دامن کوه بود - از انجا دامن کوه دو کروه نزدیك می شود - آنجا نجیب الدوله حویلی و مکانات و آبادی ساخته ، و مدرسه و مسجد بنا نموده، و هریك از متوسلان ایشان مکانها ساختند و به نجیب‌آباد موسوم گشت » -

دیباچۂ سرگذشت نجیب الدوله : ۱۱، سے معلوم ہوتا ہے کہ نجیب آباد سنہ ۱۱٦۲ھ (۵۴-۱۷۵۳ء) میں بسایا گیا ، اور پتھرگڈھ کی تعمیر سنہ ۱۱٦۸ھ (۵۵-۱۷۵۴ء) میں انجام کو پہنچی - عماد : ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ سکرتال «قلعه آهنی برای حیات این قوم بود » - جام جہان نما :

۶۹۰۳ ب میں اس کی حصانت کا ذکر کیا ہے ، اور پتھر گڈھ کے متعلق یہ کہا ہے کہ «قلعۂ سنگین از آثار نجیب الدولہ است »۔

پتھر گڈھ کے بارے میں پی سی گپتا نے جو پولیر کے شاہ عالم کے مرتب ہیں ، حواشی : ۸۰ میں لکھا ہے کہ یہ نجف گڈھ بھی کہلاتا تھا ۔ لیکن سیر: ۸۴۰۲ سے پتا چلتا ہے کہ اسے نجیب گڈھ کہا کرتے تھے ۔ اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ مرتب موصوف نے نجیب کو اور راہ سہو نجف لکھ دیا ہے ۔

ص ۷ سطر ۵ ۔ «ضابطہ خاں» ۔ نواب نجیب الدولہ کا بڑا بیٹا ، نواب شادت خان کا نواسا اور نواب سید علی محمد خان بہادر کی بیگم کا حقیقی بھانجا اور داماد تھا ۔

۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو باپ کی جاگیر کا وارث ہوا ۔ اگلے سال مرہٹوں کے ہاتھوں سکرتال میں شکست کھائی ، اور سب کچھ کھو کر شجاع الدولہ کے پاس پناہ لی ۔ حافظ رحمت خان وغیرہ کی کوشش سے مرہٹوں نے اس سے ساز کرایا اور معقول رشوت لے کر امیرالامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دونوں بادشاہ سے بحال کرادیں ۔

بادشاہ کا دل اس کی طرف سے صاف نہ تھا ۔ دربار میں میرزا نجف خاں کا عروج بڑھنے لگا ۔ ضابطہ خان نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ، سکھوں سے طالب امداد ہوا ، اور ملک میں یہ شہرت ہوگئی کہ ضابطہ خان نے سکھ مذہب قبول کرلیا ۔ مگر کسی طرح استقلال اور اطمینان نصیب نہ ہوا آخرکار ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) میں میرزا نجف خاں کی مدد سے سہارنپور کی جاگیر تو بحال ہوگئی ، مگر امیرالامرائی کا عہدہ نہ مل سکا ۔

تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ ضابطہ خان نے اس مہربانی کے عوض میں اپنی بیٹی یا بہن کو میرزا سے منسوب کردیا تھا ۔ جام جہان نما میں لکھا ہے کہ بیٹی کی منگنی کردی تھی کہ میرزا نجف خان فوت ہوگیا ، اس کے بعد وہ لڑکی آغا شفیع خان سے منسوب ہوئی ۔ وہ بھی چند دن کے بعد اس دنیا سے چل بسا چنانچہ وہ لڑکی تاحنوز بیٹھی ہوئی ہے ۔

بیل نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۷۸۵ء (۱۲۰۰ھ) کے آخر میں ضابطہ خان نے انتقال کیا۔ جام جہاں نما میں سبب موت یہ لکھا ہے کہ غلام قادر خان نے زہر دیدیا تھا۔

سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نجیب الدولہ کی طرح ضابطہ خان بھی اکثر اوصاف حمیدہ سے متصف تھا۔ جتنے دن دہلی پر اس کی نگرانی رہی، رعایا راضی اور خوش نظر آتی تھی۔

ملاحظہ ہو: سیر: ۵۴'۲ و ۸۵ و ۸۸، گلستان رحمت: ۲۲۹ بعد، گل رحمت: ۶۴ الف بعد، عماد: ۱۰۵ و ۱۰۷ تا ۱۱۱، تاریخ مظفری: ۲۰۴ الف ب، تنقیح: ۵۵۴'۲ الف و ۵۵۰ ب و ۵۵۸ ب و ۵۶۴ ب و ۵۶۷ الف، جام جہاں نما: ۶۹'۲ ب و ۷۰ الف و ۷۱ ب و ۷۴ الف و ب و ۷۷ ب، فرینکلن: ۳۹، پولیر: ۲۳ تا ۲۵، مفتاح: ۳۵۱، بیل: ۳۲۳، ڈف: ۶۷۹'۱۔

ص ۷ سطر ۷ "بیست و نہم رمضان" تنقیح: ۵۵۴'۲ الف، میں لکھا ہے کہ رمضان کی آخری تاریخ کو دوشنبے کے روز ۲ گھڑی دن گزرے بادشاہ جمنا پار ہو کر عید سے آثار شریف کی زیارت کے لیے جامع مسجد گئے، اور وہاں سے ہاتھی پر سوار روپیہ لٹاتے قلعۂ معلی میں داخل ہوئے۔ دوسرے دن عیدالفطر ہوئی۔

عماد: ۱۰۵، میں عید کے دن دہلی کا داخلہ بتایا ہے، اور یہی بیان تاریخ فرخ آباد: ۱۲۲ الف اور مفتاح: ۳۵۲ کا بھی ہے۔

میری رائے میں فراقی کا بیان درست ہے، اس لیے کہ اس کی بنیاد خوشدل کے قطعۂ تاریخ پر ہونے کے علاوہ تنقیح سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

پولیر: ۲۳ اور ڈف: ۶۸۰'۱ کا یہ کہنا کہ بادشاہ آخر دسمبر ۱۷۷۱ء میں دہلی آئے، اور فرینکلن: ۷۳، اور تھارن: ۱۴۳ کا یہ صراحت کرنا کہ دسمبر کی ۲۵ تاریخ داخلہ تھی، مذکورۂ بالا بیانوں کی روشنی میں کسی طرح درست نہیں قرار پاتے، اس لیے کہ یوم دوشنبہ ۲۹ رمضان

١٨٥ا/ه' ٦ جنوری ١٧٧٠ء کے مطابق پڑتی ہے' چنانچہ سرکار نے بھی « فال آف دی مغل امپائر : ٢'٥٥٥ » میں یہی انگریزی تاریخ بتائی ہے ۔

ص ۸ سطر ١٦ ۔ « سیف الدین محمد خان » ۔ عاقبت محمود خان کشمیری اتالیق و مدار المہام (خزانہ : ٥١) نواب عماد الملک کا بھائی اور شاہ عالم کا بڑا وفادار سردار تھا ۔ جب شاہ عالم شاہزادگی کے زمانے میں عماد الملک کے ڈر سے دہلی چھوڑ کر پورب جانے کے لیے نکلے' تو یہ عماد الملک کی محاصر فوج کے ایک حصے کا کماندار تھا ۔ شاہ عالم نے اسی طرف سے نکل جانا چاہا ۔ اس نے بپاس نمک نظر بچا کر راستہ دیدیا (تنقیح ٢'٣٩٩ ب) ۔

بعد ازاں عماد الملک نے عالمگیر ثانی کو قتل کرکے شاہ جہاں کو تخت نشین کیا ' اور پھر بھاؤ کے ڈر سے خود دہلی سے نکل بھاگا ' تو سیف الدین محمد خان نے بھاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ وارث تخت عالی گوہر ہی کو تسلیم کیا جائے ' اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے بڑے بیٹے جوان بخت کو بحیثیت ولی عہد باپ کی جگہ دہلی کے تخت پر بٹھا دیا جائے ۔ (عماد : ٨٧ ' تنقیح : ٢'٥١٩ الف و ب)

جب بیساجی کی سرکردگی میں مرہٹے دہلی آئے' اور بادشاہ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ پورب سے پچھم تشریف لے آئیں ' تو ان سے تصفیۂ معاملات کے لیے شاہ عالم نے اسی کو بھیجا ۔ اس نے مرہٹہ سرداروں کو آمادہ کرلیا کہ بادشاہ سے ١٠ لاکھ روپیہ لے کر دہلی پر بادشاہ کا قبضہ کرادیں ۔ اس فیصلے کو بروی کار لانے کے لیے مرہٹوں نے اسی کے ساتھ اپنے دستے دہلی بھیج کر ضابطہ خاں کے آدمیوں سے قلعہ خالی کرا دیا ۔ (پولیر: ٢٣' تنقیح : ٢'٥٥١ ب)

سیف الدین محمد خان ہی کی وساطت سے بیساجی وغیرہ سردار شاہی لشکر میں آکر میرزا سلیمان شکوہ کی رہنمائی میں حضور شاہ میں پیش ہوئے تھے ۔ (تنقیح : ٢'٥٥٣ الف)

سیر: ۲'۸۹۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجدالدولہ عبدالاحد خاں کے تقرب حاصل کرلینے کے باعث سیف الدین محمدخان اپنے مقاصد میں ناکام رہ گیا تھا۔ انہوں نے ۲۹ شوال سنہ ۱۱۹۲ھ (۲۰ نومبر ۱۷۷۸ء) کو بعہدۂ دیوان اس دنیا سے کوچ کیا۔ (تنقیح: ۲۰۵۳۲ الف)

ص ۷ سطر ۱۶۔ "حسام الدولہ"۔ حسام الدین خاں نام ہے۔ وجیہ الدین خاں کشمیری کا بھائی اور محمد علی خاں متین مولف تذکرۂ حیات الشعرا کا باپ تھا۔

بے پڑھا لکھا آدمی تھا۔ مگر بادشاہ کی معمولی خدمات انجام دینے پر معمولی درجہ سے ترقی کرکے مختار امور سلطنت بن گیا تھا۔ دھاندلی و قساوت ہونے کے برابر اور تکبر و غرور حد سے زیادہ رکھتا تھا۔ عام امرای دربار اس سے تنگ تھے۔ میرالدولہ کا الہ آباد سے بادشاہ کے ساتھ نہ آنا صرف حسام الدولہ سے الگ رہنے کے خیال سے تھا۔ ملاحظہ ہو: سیر ۲'۸۱۲، تاریخ مظفری: ۱۸۵ الف، تنقیح: ۲'۵۲۹، ۵۵۱ الف، ۵۵۲ الف ۵۵۵ الف، ۵۵۸ ب، پولیر: ۲'۲۱ '۲۵۔

ص ۷ سطر ۱۷۔ "بحضور اقتدار کمال داشتند"۔ تنقیح: ۲'۵۲۹ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں اس نے میرالدولہ کو معتوب کراکے راجہ رام ناتھ کی معیت میں امور شاہی کا انصرام اپنے ہاتھ میں لیا، اور چند دن بعد اسے بھی معطل کراکے خود مختار کل بن بیٹھا۔ وسط شوال ۱۱۸۵ھ (جنوری ۱۷۷۲ء) میں سیف الدین محمد خان کو بھی بیجا دکھایا، اور اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا۔ (ایضاً: ۲'۵۵۲ الف) پولیر نے، جو اس کا معاصر ہے، بہت برے الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک اس کی کمان چڑھی رہی، لوگ خوفزدہ اور دور دور رہتے تھے۔ (شاہ عالم: ۲۵)

ص ۸ سطر ۱۔ "نجف خاں بہادر"۔ یہ اصفہان میں پیدا ہوا اور میر سید علی بن میر سید محمد بن میرزا نجف خاں کا بیٹا ہے۔ اس کا پردادا، شاہ سلیمان صفوی (اور بقول بعض شاہ حسین صفوی) کا داماد تھا۔

شاہ حسین نے وزارت و صدارت تک ترقی دے کر اس کا رتبۂ خاندانی اور بلند کر دیا تھا۔

نادرشاہ نے صفوی خاندان کو تباہ کیا، تو اس کے متوسل قید کر لیے گئے۔ ان اسیروں میں نجف خاں اور اس کی بڑی بہن بھی شامل تھے۔ محمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے نواب صفدر جنگ کے بڑے بھائی عزت الدولہ میرزا محسن خان بہادر کو دربار نادری میں سفیر بنا کر بھیجا، اور انھیں ان بیکسوں کی ناچاری کا حال معلوم ہوا، تو نادر شاہ سے سفارش کر کے انھیں آزاد کرا دیا اور اس کی بہن سے نکاح کر کے دونوں کو ہندوستان لے آیا۔

نجف خان کی عمر اس زمانے میں اٹھارہ (ز اور تاریخ فرح بخش: ۱۲۳ ب کی رو سے تیرہ) برس کی تھی۔ (تواریخ اودھ ۱: ۱۰۳ میں میرزا محسن کے انتقال کے وقت نجف خان کی عمر ۹ برس کی بتائی ہے جو کسی طرح صحیح نہیں معلوم ہوتی۔) عزت الدولہ نے اپنے بچوں کی طرح اس کی پرورش کی۔ شب چارشنبہ ۲۹ ذی حجہ ۱۱۶۲ھ (۲۹ نومبر ۱۷۴۹ء) کو ان کا ہیضے سے انتقال ہوا (تاریخ اودھ ۱: ۹۲)، تو ان کے چھوٹے بیٹے محمد قلی خاں، ناظم الہ آباد، کے ساتھ رہنے لگا۔ شاہ عالم نے عالم شاہزادگی میں پورب کے اندر قوت حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے، تو محمد قلی خان کے ساتھ یہ بھی ان معرکوں میں شریک رہا، اور شاہزادے کی طرف سے ذوالفقار الدولہ کا خطاب پایا۔ (تنقیح: ۶۲ الف)

۱۱۷۳ھ (۱۷۶۰ء) میں شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو گرفتار کر کے الہ آباد پر قبضہ کیا، تو نجف خان بنگال جا کر نواب میر قاسم علی خان کا ملازم ہو گیا۔ نواب اس زمانے میں سرکار کمپنی سے بر سر جنگ تھا۔ وہ شکست کھا کر اودھ بھاگ آیا، تو نجف خان نے بندیل کھنڈ جا کر ایک ہندو راجہ کی ملازمت کر لی۔

شجاع الدولہ کو انگریزوں نے بکسر میں شکست دی ، تو نجف خان نے انگریزوں سے مل کر الہ آباد پر قبضہ کر لیا - مگر بر وقت صلح الہ آباد شجاع الدولہ کو واپس کر دیا گیا ، اور نجف خان کی ۲ لاکھ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی - نجف خان نے میر الدولہ کی وساطت سے دربار شاہی میں تقرب حاصل کر لیا ، اور ۳ ہزار سوار اور پیادوں کی سپہ سالاری کے ساتھ کوڑہ جہان آباد کی تحصیل وصول کا کام اس کے سپرد ہوا ۔

شاہ عالم دھلی واپس آئے، تو نجف خان بھی ہمرکاب تھا (سیر: ۸۵۰:۲)۔ یہاں آ کر اس نے جاٹوں سے کئی معرکے کی لڑائیاں لڑیں ، اور آگرے پر شاہی پرچم لہرا دیا اس کے صلے میں امیرالامرائی کا خلعت عطا ہوا ۔

نجف خان نے ۴۹ سال کی عمر میں سپچر کے دن دو گھڑی رات رہے ربیع الآخر ١١٩٦ھ (٦ اپریل ١٧٨٢ء)، کو سل کے مرض سے دھلی میں انتقال کیا ۔

ملاحظہ ہو : تاریخ مظفری : ۴ ۲ ب تنقیح : ۹۰۵:۲ ب ، عماد : ۱۰۰، تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ ب ، جام جہان نما : ٦٢:٢ الف ، عبرت نامہ: ۱۲ ب ، مفتاح : ۳۵۸ بیل : ۲۸۹، تواریخ اودھ: ۳۱۱:۱ - (مگر اس میں کتابت کی غلطی سے مادۂ تاریخ « این تربت نجف » کے نیچے ١١٨٦ مطابق ١٧٧٢ء سال وفات چھپ گیا ہے - تنقیح اور مظفری میں ١١٩٧ھ سال وفات بتایا ہے - مگر اول الذکر میں یہ بھی لکھا ہے کہ بقولی ١١٩٦ھ میں وفات پائی ہے)۔

نجف خان بڑا جانباز، ہوشیار اور وفادار شاہی سردار تھا - حربی لیاقت کے ساتھ سیاسی قابلیت اور تدبر کے ہمراہ اقبال مندی کے جوہر بھی اس کی ذات میں موجود تھے - صرف دو عیب اس کے اندر تھے ، پہلا

یہ کہ سخت متعصب شیعہ تھا ۔ اس کے دور عروج میں دهلی کے سنی بہت پریشان رہے ۔ میرزا مظہر جانجاناں کی شہادت اسی کے متوسلوں کی نازیبا حرکت تھی ۔ جام جہاں نما : ۶۹۲ ب ' میں لکھا ہے کہ قدرت نے اس خون ناحق کے انتقام میں دو تین برس کے اندر اندر نجف خانی سرداروں کے پورے خاندے کو تباہ کردیا ۔ اور دوسرا عیب یہ تھا کہ آخر میں لطافت علی خان خواجہ سرا کی صحبت کے اثر سے عیش و عشرت میں پڑگیا تھا ' اور ہر وقت شراب وشاهد اور رقص و سرود کی محفلیں گرم رہنے لگی تھیں۔ چنانچہ سل کا عارضہ اسی بے اعتدالی کا نتیجہ تھا ۔ جام جہاں نما : ۶۹۲ ۔ الف اور عبرت نامہ : ۱۳ ب سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ۔ تواریخ اودھ: ۳۱۹۱ میں لکھا ہے کہ نجف خان سے اپنی جاگیر اور فوج کا انتظام نہ ہو سکا ' اس لیے ہمیشہ پریشان رہا ۔

ص ۸ سطر ۴ ۔ « باسرداران مرهٹه درستیها ساخته » ۔ سیر: ۸۶۹۲ میں اس واقعے کی تفصیل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس سازش میں حسام الدوله کے ساتھ مجدالدوله عبدالاحد خان اور بہادر علی خان خواجہ سرا بھی شریک تھے ۔

ص ۸ سطر ۵ ۔ « کار بجدال کشید »۔ نقوی : ۵۵۹۲ ب اور تاریخ مظفری : ۱۹۰ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ ضابطہ خان کی شکست کے بعد مرهٹوں سے بدظن ہو چکے تھے ' اور نجف خان کو بخشی چہارم بنا کر فوج اکٹھی کرنے کا حکم دیا تھا ۔ ضابطہ خان نے مرهٹوں کے ذریعے سے قصور کی معافی اور امیر الامرائی کے منصب کی بحالی چاہی ' اور ناکام ہوکر حسام الدوله سے ساز باز کرکے مرهٹوں سے دهلی پر حملہ کرادیا ۔ نجف خان نے مردانہ وار مقابلہ کیا ' مگر حسام الدوله نے جھروکے کے نیچے کی مورچال سے خالی توپیں چھوڑنا شروع کردیں ۔ مرهٹے ادھر متوجہ ہوئے ' تو اس نے مورچال خالی کردی اور اس طرح مرهٹوں کو دهلی دروازے تک آجانے کا موقع مل گیا ۔ نجف خان نے بڑھ کر انہیں روکنا چاها ' مگر ناکام ہوکر واپس آگیا ' اور بادشاہ کے حضور میں حسام الدوله کی غداری کا پردہ چاك کیا ۔

حسام الدولہ کو اس کا پتا چلا، تو اس نے بیساجی اور تکوجی ہلکر کو پیام بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ بادشاہ سے معافی مانگ لو۔ مرہٹہ سردار جنگ سے بچنا چاہتے تھے۔ انھوں نے اس مشورے پر عمل کیا، اور مہاراجہ کے ذریعے سے ۲ شوال ۱۱۸۶ھ (۲۷ دسمبر ۱۷۷۲ء) کو اپنی معروضات حضور شاہ میں پیش کروائیں۔ بادشاہ نے فرد مطالبات پر دستخط فرمادیے۔ پھر دن رہے دونوں مرہٹہ سرداروں نے ضابطہ خان کو بادشاہ کے سامنے دست بستہ حاضر کر کے قصور معاف کرایا، اور امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر کی بحالی کا پروانہ دلادیا۔

مرہٹوں کے مطالبوں کی تفصیل ڈف کی تاریخ مرہٹہ : ۲۰۲ ۔ میں ملاحظہ ہو۔

ص ۸ سطر ۶ ۔ « مورو ملخ بودند » تنقیح : ۵۵٦/۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹہ فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔ ڈف ۲۰۲ ۔ لکھتا ہے کہ ۳۰ ہزار سوار اس جنگ میں شریک تھے۔ جہانگیرار شجاعی سے الیٹ : ۸/۲۲۲ نے نقل کیا ہے کہ دکن سے روانگی کے وقت مرہٹوں کی فوجی تعداد ایک لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔

ڈف کا بیان ناقص ہے، اور صرف فوج کے اہم جزو کو بتاتا ہے۔ اس زمانے میں کوئی فوج بے پیادہ نہیں ہوتی تھی، بلکہ پیادوں ہی کی تعداد فوج کے اندر زیادہ ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ ص ٦ سطر ۱۲ کی تشریح میں لکھا جاچکا ہے، حدیقہ، تاریخ مظفری : ۱۹۱ الف اور عماد ہی ایک لاکھ یا اس کے لگ بھگ ہی کوئی تعداد بتاتے ہیں، اس لیے تنقیح کے بیان میں زیادہ مبالغہ نظر نہیں آتا۔

ص ۸ سطر ۹ ۔ « حویلی اسمعیل بیگ » ۔ یہ مکان بقول عماد : ۱۰۹، شہر پناہ کی نہر رو کے پاس تھا۔ تنقیح : ۵۵۷/۲ ب میں موری دروازے کے قریب بتایا ہے۔ تاریخ مظفری : ۱۹۱ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ کابلی دروازے کی سمت شہر پناہ کی دیوار کے متصل تھا۔

اسمعیل بیگ ایرانی نژاد تھا - خود کابل میں پیدا ہوا تھا ' اس لیے اسمعیل خان کابلی کہلاتا ہے - صفدر جنگ کا خادم خاص تھا - اس کی مہربانی اور کرم نے خاک سے پاک کردیا تھا ' اس لیے اپنے آپ کو چیلہ (غلام) کہتا تھا ' ورنہ حقیقت میں غلام نہ تھا - شجاعت اور حسن تدبیر کی بدولت صفدر جنگ اس پر بھروسا کرتا تھا ' اور یہ تمام حاشیہ نشینوں پر چھا گیا تھا - جب صفدر جنگ کا انتقال ہوا ' تو شجاع الدولہ نوجوان تھا - اسمعیل خان امور ریاست پر حاوی ہونے کے سبب سے شجاع الدولہ کے ساتھ بچوں کا سا برتاؤ کرنے لگا - اتفاق سے شجاع الدولہ نے ایک کھتری نوجوان عورت کو اجہ ھمت بہادر' ناگاؤں کے سردار' کی معرفت اپنے یہاں شب باش کیا - اس واقعۂ ناپسندیدہ سے کھتری چراغ پا ہوئے اور رام نرائن دیوان کے پاس جاکر فریاد کی - رام نرائن دس بارہ ہزار کھتریوں کے ساتھ ' جو سروپا برہنہ تھے ' اسمعیل خان کے پاس پہنچا - اس نے مغل سرداروں کو جمع کرکے حکم دیا کہ ھمت بہادر کو ابھی سے نکالو اور اس نالایقی کی سزا دو - ورنہ ہم محمد قلی خان برادر عمزاد شجاع الدولہ کو الہ آباد سے بلاکر صفدر جنگ کی جگہ اودہ کا حاکم بنادیں گے - یہ اقدام شجاع الدولہ کو سخت ناگوار گزرا اور آیندہ کے لیے اس کے دل میں اسمعیل خان کی طرف سے دشمنی پیدا ہوگئی - شجاع الدولہ کی ماں نے رام نرائن اور اسمعیل خان دونوں کو سمجھا بجھا کر رام کرلیا ' مگر اسمعیل خان کا اثر و رسوخ دربار سے اٹھ گیا - (عماد: ٥٦ و ٦٦ - ٦٨) تواریخ اودہ : ۱'۰۱۰ ' تاریخ اودہ : ۱'۲ بعد '

سیر: ۳'۰۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفدر جنگ کے انتقال کے تھوڑے دنوں کے بعد اسمعیل خان بھی مرگیا - تاریخ اودہ: ۲'۰٥ میں « گیان پرکاش » کے حوالے سے آٹھ مہینے کے بعد وفات نقل ہے - اس صورت میں رجب یا شعبان ١١٦٨ھ (اپریل یا مئی ١٧٥٥ء) میں اسمعیل خان کا انتقال ہونا چاہیے - لیکن صحیح یہ ہے کہ ۸ محرم ١١٦٩ھ مطابق ١٣ اکتوبر ١٧٥٥ء کو اس نے وفات پائی ہے - ملاحظہ ہو سریواستو کی کتاب شجاع الدولہ : ۱'۲۳ -

صفحہ خط ۱ - «صفدر جنگ» - مرزا مقیم نام اور منصور علی
خان لقب ہے - جعفر قلی بیگ کا بیٹا اور نواب برہان الملک کا حقیقی بھانجا
تھا - نیشاپور میں پیدا ہوا - برہان الملک نے وہاں سے بلا کر اپنی بڑی بیٹی
صدر جہان بیگم کے ساتھ نکاح کردیا - صفدر جنگ کی قسمت زور پر تھی'
برہان الملک کی سفارش پر ۱۱۴۹ھ (۳۷-۱۷۳۶ء) میں صوبۂ اودھ کی
نیابت عطا ہوئی اور «ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ» خطاب کے
ساتھ ہفت ہزاری منصب پیشگاہ شاہی سے ملا- (دیوان عبدالرضا متین
اصفہانی : ۱۰۰ ب)

ذیحجہ ۱۱۵۱ھ (مارچ ۱۷۳۹ء) میں برہان الملک کا انتقال ہوا' تو
محمد شاہ بادشاہ نے ان کے صغیر السن بیٹے کو صوبہ دار مقرر کرکے صفدر
جنگ کو بدستور نائب اور متولی امور حکومت رکھا - اس کی خوش
قسمتی سے وہ بچہ مرگیا' اور یہ بالاستقلال صوبہ دار بنادیا گیا' مگر اس
عہدے کے حاصل کرنے کی غرض سے نادرشاہ کو ۲ کرور روپے کی
رشوت دینا پڑی -

عمدۃ الملک امیرخان سے اس کی دوستی تھی - ۷ صفر ۱۱۵۷ھ (۱۱
مارچ ۱۷۴۴ء) کو ان کی سفارش پر میر آتشی (دیوان متین: ۱۱۵ الف و
ب) اور ۲۷ شعبان (۲۴ ستمبر) کو صوبہ داری کشمیر مزید عطا ہوئی-
نظام الملک آصف جاہ کے فوت ہوجانے کے بعد دو شنبہ ۴ رجب
۱۱۶۱ھ (۲ جون ۱۷۴۸ء) کو احمدشاہ بادشاہ نے خلعت وزارت ' ہشت
ہزاری منصب اور «حملۃ الملک' مدار المہام ' وزیر الممالک ' برہان الملک '
ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ ' سپہ سالار» خطاب عطا کیا -
(دیوان متین: ۱۲۶ الف و ب) -

۱۱۶۶ھ (۱۷۵۲ء) میں عماد الملک کی سازش سے وزارت کا عہدہ
چھین لیا گیا صفدر جنگ نے اس کے برقرار رکھنے کے لیے بہت ہاتھ
پاؤں مارے اور جنگ و جدال تک نوبت پہنچادی' مگر آخر ناکام ہوکر
اودھ واپس چلا جانا پڑا -

اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ اکثر معتبر تاریخوں اور قطعات تاریخ خصوصاً مقبرے کے اندر کندہ تاریخ میں ۱۷ ذیحجہ ۱۱۶۷ھ (۱۰ اکتوبر ۱۷۵۴ء) اختیار کی گئی ہے، اور یہی سنہ تاریخی واقعات اور ان کے تسلسل کو سامنے رکھنے سے صحیح قرار پاتا ہے۔

پہلے فیض آباد کے شاہی باغ «گلاب باڑی» میں دفن ہوا۔ بعد ازاں دہلی میں لاش منتقل کردی گئی اور اس عمارت میں سپرد خاک کیا گیا، جو «مقبرۂ صفدر جنگ» کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ اس عمارت کو نواب شجاع الدولہ نے ۳۰ (اور بقول واقعات دار الحکومۃ دہلی ۳۰،۲) لاکھ کے صرف سے تعمیر کرایا تھا۔

فیض آباد اسی کا بسایا ہوا شہر ہے۔ بہبہانی نے لکھا ہے کہ خراسان میں نجف اشرف کے پاس ایک قصبہ ہے فیض آباد۔ یہاں کی آب و ہوا بڑی اچھی اور خربوزہ وغیرہ پھل عمدہ اور کثرت سے ہوتے ہیں۔ صفدر جنگ نے اسی بستی کے نام پر اپنے بسائے ہوئے شہر کا نام فیض آباد رکھا تھا، ورنہ پہلے اسے بنگلہ کہتے تھے۔ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۷ء) تک بنگلہ اور فیض آباد دونوں نام زبانوں پر جاری تھے۔

صفدر جنگ کے لیے ملاحظہ ہو: سیر: ۲،۲۳،۴۶،۴۸،۵۰، گلستان رحمت: ۵۰ب، گل رحمت: ۳۴ب، خزانہ: ۸۶-۸۶، تاریخ محمدی: تحت سنہ ۱۱۶۷ھ، تاریخ مظفری: ۱۴۹ بعد، عماد: ۸ بعد و ۳۰ بعد، تنقیح: ۴۸۸،۲ بعد، و ۴۹۸ بعد، مرآۃ الاحوال بہبہانی: ۱۰۰ ب، جام جہاں نما: ۴۴،۲ ب، تاریخ فرخ آباد: ۴۱ ب، ۴۸ الف و ب، ۵۲ ب، تواریخ اودھ: ۴۵،۱ بعد، مفتاح: ۳۳۵، بیل: ۳۴۱، تاریخ اودھ نجم الغنی خان: ۸۵،۱ بعد، مقبرۂ صفدرجنگ کے لیے ملاحظہ ہو واقعات دار الحکومۃ دہلی: ۴۰،۳ بعد۔

ص ۸ سطر ۱۳۔ «کار بصلح کشید»۔ سیر: ۸۶،۲، تنقیح: ۵۵۴،۲ ب تاریخ مظفری: ۱۹۰ ب بعد اور عماد: ۱۰۹ میں تفصیل ملاحظہ ہو

عماد: ۱۱۰ سے یہ نئی بات معلوم ہوتی ہے کہ مرزا خلیل، علی نقی خان استاد شجاع الدولہ کے داماد، نے اپنی چرب زبانی سے تکوجی کو آمادۂ صلح کیا تھا۔ تنقیح سے پتا چلتا ہے کہ مکان مذکور پر ۲۵ شوال ۱۱۸۶ھ (۱۹ جنوری ۱۷۷۳ء) کو مرہٹوں کا حملہ ہوا، اور دوسرے دن نجف خان تکوجی سے جا کر ملا۔

ص ۸ سطر ۱۳ - "نوکر خود داشتہ" - پولیر: ۳۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوجیؒ نے پہلے ۳ ہزار اور پھر ٦ ہزار روپے یومیہ نجف خان کے مقرر کیے تھے - عماد: ۱۱۰ اور تاریخ فرخ آباد: ۱۲۴ الف میں تین ہزار روپے اور تنقیح: ۵۵۸٬۲ الف میں ۵ ہزار روپے یومیہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ دونوں روایتیں مل کر پولیر کی تائید کرتی ہیں۔

ص ۸ سطر ۱۸ - "بحضور پادشاہ عالم گذاشتند" - تنقیح: ۵۵۸٬۲ الف میں لکھا ہے کہ مرہٹے بادشاہ سے اجازت لے کر روہیلوں اور شجاع الدولہ کے ملک کو لوٹنے کھسوٹنے کے لیے گئے تھے - ۲۷ ذیحجہ ۱۱۸٦ھ (۲۱ مارچ ۱۷۷۳ء) کو انہوں نے گنگا پار کی اور مرادآباد پر حملہ آور ہوئے - حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ اور انگریزوں کی مدد سے انوپ شہر کے قریب مقابلہ کیا - مرہٹوں نے انگریزوں اور اودھ والوں کی مدد کی اطلاع پا کر لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا - نجف خان نے ۵۰ لاکھ روپے کی پیش کش پر صلح کرا دی - اس کارگزاری کے صلے میں انگریزوں اور شجاع الدولہ نے شاہ عالم کی خدمت میں اس کی سفارش کے عریضے لکھے، اور مرہٹے نجف خان کے ہمراہ یکم محرم ۱۱۸۷ھ (۲۵ مارچ ۱۷۷۳ء) کو گنگا پار کر کے کوئل چلے آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے ۵۰ ہزار روپے نقد، ۲۰ کشتی کپڑے، اور ٦ ہاتھی نجف خان کو دے کر دہلی روانہ کر دیا، اور اپنی طرف سے بھی سفارش نامے بادشاہ کو لکھ دیے۔

۲۷ محرم (۲۰ اپریل) کو دو گھڑی دن رہے نجف خان بادشاہ کے حضور میں بار یاب ہوئے - بادشاہ نے سینے سے لگا کر دلجوئی کی، اور خلعت هفت پارچہ، دستار سربستہ، مع سرپیچ مرصع، شمشیر، سپر انہیں

اور ۱۲ دوشالے ہمراہیوں کو بخشے اور نائب وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

تاریخ مظفری: ۱۸۸ الف و ب و ۱۹۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خدمت کے صلے میں انگریزوں نے نجف خاں کی شجاع الدولہ سے صفائی کرائی اور اس نے نیابت وزارت کا قلمدان، مکلف خلعت اور ہاتھی اور گھوڑے دے کر حضور شاہ میں بھیجا۔ انگریزوں اور مرہٹوں نے بھی بادشاہ کو اس کی مختاری کی سفارش لکھی۔

پولیر: ۳۴ نے لکھا ہے کہ نجف خاں مرہٹوں سے جدا ہو کر شجاع الدولہ کا نوکر ہو گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کی خدمت میں نجف خاں کی سفارش کی اور سر رابرٹ بارکر سے بھی لکھوایا اور چلتے وقت نقد رقم سے اس کی مدد کی۔

اس سلسلے میں عماد: ۱۱۰ و ۱۱۱ اور روہیل کھنڈ کی تاریخیں جیسے گلستان رحمت اور گل رحمت بھی ملاحظہ کی جائیں۔

ص ۸ سطر ۲۰۔ « باستصواب جہان پناہ اسیر ساخت »۔ پولیر: ۳۴ نے حسام الدولہ سے شاہ عالم کی ناراضی کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مرہٹوں کو رقم دینے کے لیے بادشاہ نے اس کی معرفت ۳ لاکھ روپے کے جواہرات گروی رکھے تھے۔ یہ جواہرات اس نے دبالیے۔ اکثر ملازمان شاہی اس سے برگشتہ رہتے تھے۔ انہوں نے موقع پا کر بادشاہ کو بھڑکا دیا اس عرصے میں نجف خان مذکورۂ بالا سفارشیں لے کر دہلی پہنچ گیا۔ جب اس نے دربار کا رنگ حسام الدولہ کے خلاف پایا، تو بادشاہ سے عرض کیا کہ حسام الدولہ کو میرے سپرد کر دیا جائے، میں وہ جواہرات بھی واپس کرا دوں گا اور سرکش پلٹنوں کو بھی توڑ دوں گا۔ بادشاہ نے یہ معروضہ قبول کر لیا، اور حسام الدولہ دربار سے نکلتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا سامان ضبط ہوا تو ۱۰ لاکھ روپے کی لاگت کا نکلا۔

تاریخ : ۸۸الف و ب میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے نجف خان کی خواہش پر اسے امیرالامرا اور مجدالدولہ کو نائب وزیر مقرر فرمایا ۔ ۴ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ (۲۶ مئی ۱۷۷۳ء) کو راجہ رام ناتھ نے حسام الدولہ کو سلیم گڑھ میں نظر بند کر دیا ۔ بادشاہ کا ٦ لاکھ روپیہ ، اور بقول شاہ عالم نامہ ۲ لاکھ روپیہ اس کے پاس امانت تھا ۔ اس کے عوض میں ۲۹ تاریخ کو نجف خان نے ۸ لاکھ اور بقول بعض ۹ لاکھ روپیہ حاصل کر کے ٦ لاکھ اپنی فوج میں تقسیم اور بقیہ بادشاہ کے حضور میں پیش کر دیا ۔

تاریخ مظفری: ۱۹۰ الف و ب سے معلوم ہوتا ہے کہ حسام الدولہ کو بادشاہ نے راجہ رام ناتھ کے ذریعے بلا کر ۲ لاکھ روپے کی امانتی اشرفیوں کے عوض قلعۂ ارک میں قید کیا ، اور منظور علی خان ناظر کو اس کے مکان پر ، جو خاندوران بہادر صمصام الدولہ کا محل تھا ، متعین کر دیا ، تاکہ مال باہر نہ جا سکے ۔ پندرہ دن کے بعد نجف خان نے اسے نرم گرم کر کے ٦ لاکھ روپیہ وصول کر لیا ، اور بادشاہ کی اجازت سے اپنے مکان پر لے گیا ۔ وہاں ظاہری دلداری سے ۹ لاکھ روپیہ اس سے اور حاصل کیا ، جس میں سے ۳ لاکھ بادشاہ کو دیے اور ٦ لاکھ اپنی فوج میں تقسیم کر دیے ۔ حسام الدولہ بدستور قید رہا ۔

ص ۹ سطر ۲ ۔ « قلعۂ اکبرآباد » اس قلعے کے فتح ہونے کی تاریخ ٦ ذیحجہ ۱۱۸۷ھ (۱۸ فروری ۱۷۷۴ء) ہے ، جو « فتح قلعہ اکبرآباد » کے عدد ہیں ۔ ۱۰ ماہ مذکور کو عرضداشت مبارک باد فتح ، قلعے کی کنجی اور ۱۰۱ نذر کی اشرفیاں نجف خان کی طرف سے منظور علی خان ناظر نے شاہ عالم کے حضور میں پیش کی تھیں ۔ ملاحظہ ہو ، عماد : ۱۱۴ ، تنقیح ۶۰,۲ الف و مفتاح : ۳۵۵ ۔

ص ۹ سطر ٦ ۔ « مہندرپور ڈیگہ » ۔ اس نام کا املا مراقی کے یہاں تین مختلف شکلوں : ڈیگہ ، دیگہ اور دیگ ، میں پایا جاتا ہے لیکن صحیح شکل وہی ہے جو یہاں متن میں اختیار کی گئی ہے بعد کے صفحات میں

اصل نسخے کا املا برقرار رکھا گیا ہے ، صرف صفحۂ ۱۸ و ۱۹ میں ڈیگ غلطی سے چھپ گیا ہے ۔ سیر اور تنقیح میں نجف خان کے ہاتھوں جاٹوں کی شکست کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے پولیر: ۳۵ میں بھی مختصراً اس کا ذکر ہوا ہے ۔ یہاں دو باتیں لکھ دینا کافی ہوگا ۔ پہلی یہ کہ بقول تنقیح: ۲'۶۵ الف' ۲۴ صفر ۱۱۸۹ھ (۲۶ اپریل ۱۷۷۵ء) کو نجف خان ڈیگ پر حملے کے لیے روانہ ہوا اور ۱۹ ربیع الاول (۲۰ مئی) کو وہاں پہنچ گیا ۔ سیر: ۲'۸۹ کے مطابق ایک برس اور دو مہینے محاصرے میں صرف ہوئے لیکن صاحب تنقیح: ۲'۶۷ ب ' نے یہ لکھا ہے کہ ماہ صفر ۱۱۹۰ھ کے پہلے عشرے (آخر مارچ ۱۷۷۶ء) میں اور بروایت شاہ نامہ نہبک صفر کی ۱۰ تاریخ (۳۱ مارچ ۱۷۷۶ء) کو آدھی رات کے وقت رنجیت سنگھ کارخانجات وغیرہ کو آگ لگا کر قلعے سے بھاگ گیا ۔ ۱۶ ربیع الاول (۵ مئی ۱۷۷۶ء) کو نجف خان نے عرضداشت مبارکباد بفتح اور ڈیگ کے قلعے کی طلائی کنجیاں بادشاہ کے حضور میں ارسال کیں ۔ تھارن: ۳۱۳ نے بھی تنقیح کی ہمنوائی میں محاصرے کی مدت ۱۲ ماہ بتائی ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ڈیگ کی تاریخ فتح کسی ذہین استاد نے اس مصرع سے نکالی ہے : « بشکل گولہ و بان و سنان و ناوک بود » ۔ گولہ صفر کی شکل کا ہوتا ہے ، بان ۹ کا ہمصورت اور سنان (بھالا) اور ناوک (تیر) ایک کے ہندسے کی طرح سیدھے ہوتے ہیں ۔ ان چاروں آلات حرب کو برابر برابر رکھا جائے، تو وہی شکل بنے گی جو ۱۱۹۰ کی ہوتی ہے ۔ مفتاح ۳۵۵ ۔ جاٹوں اور قلعۂ ڈیگ کے سلسلے میں ملاحظہ ہو تھارن کی وار ان انڈیا: ۴۰۳ بعد ۔

ص ۹ سطر ۸ ۔ « کمبھیر » ۔ تاریخ جہجر: ۷۹ میں لکھا ہے کہ ڈیگ اور کمہیر کے قلعوں میں چار پانچ کوس کا فاصلہ ہے ۔

ص ۹ سطر ۱۱ ۔ « غوث گڈھ را فتح ساخت » ۔ جیسا کہ آیندہ قطعۂ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ، ماہ شعبان ۱۱۹۱ھ میں غوث گڑھ فتح ہوا تھا یہ ہجری تاریخ ستمبر ۱۷۷۷ء کے مطابق ہے ۔ پولیر: ۱۵ نے بھی

آخر عقدہ کشی میں اس فتح کو بیان کیا ہے ۔ سیر: ۲ ، ۱۱۰؛ جام جہاں نما : ۳۳۴ الف اور تنقیح : ۲۰۲ الف و ب میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو ۔ یہاں اتنا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بقول تنقیح ۱۱ شعبان (۲۴ ستمبر) کو بادشاہ نے حملے کا حکم دیا ۔ ضابطہ خان شکست کھا کر قلعہ چھوڑ گیا ۔ ۱۵ شعبان کو بادشاہ نے غوث گڑھ سے دو کوس اس طرف پڑاو کیا ۔ ۱٦ شعبان (۲۹ ستمبر) کو ضابطہ خان کے مال کی ضبطی اور تقسیم عمل میں آئی اور جمعرات کے دن ۲۹ شعبان (۱۲ اکتوبر) کو غوث گڑھ کے ملاحظے کے لیے بادشاہ سوار ہوئے اور ایک بزرگ کے مزار پر فاتحہ خوانی کر کے خیمے میں واپس تشریف لے آئے ۔

نادرات شاہی کے دیباچے میں (ص ۲۳) مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے جس کی تصحیح ضروری ہے ۔ یعنی میں نے ۹ رمضان ۱۱۹۰ھ (۱۲ اکتوبر ۱۷۷٦ء) کو غوث گڑھ کا فتح کیا جانا بتایا ہے ۔ اس کی تصحیح کر لی جائے ۔ دوسری طباعتی غلطی اسی صفحے کے حاشیے میں یہ ہوئی ہے کہ سودا نے اس فتح کا جو قطعۂ تاریخ لکھا تھا ، اس کے مصرع تاریخ : « غوث گڑھ سے گیا وہ کھو کر شرم » میں « غوث گڈھ » چھپ گیا ہے چونکہ ڈ کے ۴ عدد اور ڑ کے ۲۰۰ عدد ہوتے ہیں اس لیے بحالت موجودہ صحیح اعداد تاریخ کسی طرح نہ نکل سکیں گے ۔ اس کی تصحیح بھی ضروری ہے ۔

سودا کے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ « غوث گڑھ » کے اعداد ۱۷۳۱ میں سے « شرم » کے عدد ۵۴۰ جدا کر دیے جائیں ، تو مطلوبہ اعداد ۱۱۹۱ رہ جائیں گے ۔ یہی سال فتح ہے ۔

<u>ص ۹ سطر ۲</u> ۔ «پریم ساتھہ آرام» ۔ یہ قوم کا کھتری ، اور ماہر خوشنویس اور تیر انداز تھا ۔ انشا پردازی اور شعر گوئی میں بھی دست رس تھی اور فارسی و ریختہ دونوں میں کہتا تھا ۔ اس نے تقریباً ۲ ہزار شعروں کا ایک اردو دیوان یادگار چھوڑا تھا ۔ آخر عمر میں دہلی سے مندران چلا گیا تھا ، اور وہیں عزلت نشینی کی حالت میں مر گیا ۔ طبقات شعرای ہند : ۲٦۹

ص ۹ سطر ۱۹ - « باجل طبیعی » تنقیح : ۲ ، ۹۰ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم الملک ذکاء اللہ خان ، حکیم میر آفتاب خان اور حکیم شریف خان کو شاہ عالم نے حکم دیا کہ نجف خاں کا علاج کریں ان طبیبوں نے جب اسے دیکھا ہے تو دق وسل اپنا کام کر چکی تھیں اور مرض حد علاج سے گزر گیا تھا - جام جہاں نما : ۲، ۷٦ الف میں اس مرض کے پیدا ہو جانے کا سبب عیاشی کو قرار دیا ہے -

ص ۱۰ سطر ۱ - «نوروشش» - تاریخ مظفری : ۲۰۴ ب اور تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ ب میں ۱۱۹۰ھ سال وفات بتایا ہے بیل : ۲۸۹ میں ۱۱٦۹ ہجری چھپ گیا ہے ، جو ۱۱۹٦ کا مقلوب ہے -

ص ۱۰ سطر ٦ و ۷ - « ہنگام صبح شنبہ » - تنقیح : ۲، ۹۰ ب میں لکھا ہے کہ انتقال کے وقت دو گھڑی رات باقی تھی -

«اثنای عشرہ ثالث» کا مطلب یہ ہے کہ ربیع الآخر کی تیسری دہائی کی دوسری تاریخ یعنی ۲۲ تھی - پس یا تو لفظ «اثنا» مخفف ہے «اثنان» یعنی دو کا ، اور یہ تخفیف عربی قاعدے کے تحت کی گئی ہے کہ وہ لوگ بحالت اضافت تثنیہ اور جمع کا نون حذف کر دیتے ہیں، اور یا کاتب نے نون کو ایسا لکھا ہے کہ میں اسے «ی» پڑھنے پر مجبور ہوگیا -

عبرت نامہ : ۱۳ ب، میں ۲۳ ربیع الآخر کو انتقال بتایا ہے - مفتاح : ۲٥۹ میں ۸ جمادی الآخرہ مطابق ۲۲ اپریل بیل : ۲۸۹ میں ۲۲ اپریل اور تاریخ ہندوستان : ۹، ۳۲۸ میں ۲٦ اپریل تاریخ وفات لکھی ہے -

مفتاح کا بیان تو تاریخی مطابقت بھی نہیں رکھتا ، کیونکہ ۸ جمادی الآخرہ، ۲۰ مئی کے مطابق ہوتی ہے، اور ۲۲ اپریل کو ربیع الآخر کی ۷ ہونا چاہیے - رہ گئی تاریخ ہندوستان، تو اس میں غالبا، کاتب کی غلطی سے ٦ کی جگہ ۲٦ طبع ہوگیا ہے - عبرت نامہ کی تائید کسی اور روایت سے نہیں ہو سکی -

ص ۱۰ سطر ۱۱ - "کوچ معلی" - تنقیح: ۲، ۵۷۸ ب میں لکھا ہے کہ مادھو سنگھ سوائی، والی جے پور، کے انتقال کے بعد اس کے جانشین پرتاب سنگھ نے شاہی نذرانہ بند کر لیا تھا۔ اس سرکشی کی سزا دینے کے لیے بادشاہ نے جے پور پر حملے کا ارادہ کیا۔ ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۹۴ھ (۴ مئی ۱۷۸۰ء) کو قلعۂ معلی سے سوار ہو کر تال کٹورے کے باغ میں قیام فرمایا۔ راجہ کے منشی "دولت رام" نے حاضر ہو کر ۱۰۱ اشرفیاں نذر کیں۔ اور راجہ کی طرف سے خوشامدانہ انداز میں معذرت پیش کی۔ دولت رام کی چاپلوسی، امرای دربار کی سفارش اور سمجھوں کی مصر سے مخالفت نے بادشاہ کے عزم میں تذبذب پیدا کر دیا۔ ادھر جشن جلوس کا وقت بھی قریب آ چکا تھا۔ لہذا ۲ جمادی الاولی کو بادشاہ دہلی تشریف لے آئے۔

ص ۱۰ سطر ۱۱ - "مجدالدولہ" - یہ عبدالاحد خان کشمیری کا خطاب ہے۔ نواب مجدالدولہ عبدالمجید خان کشمیری اس کے باپ تھے یہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے بخشی سوم تھے اور سنہ ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء) میں فوت ہوئے۔ (مفتاح ۳۳۴، بیل ۹)۔

"مجدالدولہ" کے ابتدائی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ شاہ عالم ثانی کے دوسرے سال جلوس کے آخر میں (آغاز ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء) پہلی بار اس کا نام ہمارے سامنے آتا ہے جبکہ اس نے بادشاہ کی خدمت میں ۱۰ "دستار باندھو" ارسال کی تھیں۔ (تنقیح: ۲، ۵۲۵ الف۔)

بعد ازاں ۱۲ ویں سال جلوس میں (۱۱۸۵/ ۱۱۸۴ھ = ۱۷۷۰-۱۷۷۱ء) شاہ عالم کے پاس مرہٹوں کا وکیل بن کر فرخ آباد پہنچا، اور حضور شاہ میں مرہٹوں کے تحفے تحائف پیش کیے۔ تھا بہت چالاک، بادشاہ کے دہلی آتے ہی مزاج میں در خور پیدا کر لیا۔ آغاز ربیع الاول ۱۱۸۷ھ (آخر مئی ۱۷۷۳ء) میں حسام الدولہ معزول کیا گیا، تو اسے نیابت وزارت عطا ہوئی، اور اسی مہینے کے آخر میں مختاری خالصۂ شریفہ

اور پچھلے خطاب « مجدالدولہ » پر « عمدۃ الامرا فرزند خاں » کا اضافہ مرحمت ہوا ۔ ۲ جمادی الاولی کو خلعت، تلوار اور عقشی گری سونے بھی عطا ہوگئی ۔ (تنقیح : ۵۵۸'۲ ب ۵۵۹ الف و ب، فرہنگلن : ۳۸ و ۵۰)

دربار شاہی میں مجدالدولہ کا زبردست حریف صرف مرزا نجف خان تھا ۔ اس نے ابتداً حسام الدولہ کو زیر کرنے کے لیے اس کا ساتھ دیا تھا، مگر آخر میں دونوں ایک دوسرے کے بدخواہ بن گئے ۔ بادشاہ دونوں کو پسند کرتا تھا ۔ اس لیے اس بات کا ساعی رہا کہ ان کے دلوں میں صفائی ہو جائے ۔ مجدالدولہ کی چالاک طبیعت نے یہ مقصد پورا نہ ہونے دیا ۔ اس نے مرزا کو نیچا دکھانے کے لیے روہیلوں اور مرہٹوں کو ساتھ ملایا ۔ ضابطہ خان کی حمایت میں بھی بہت کام کرتی معلوم ہوتی ہے ۔ سیندھیہ سے یہ طے کیا کہ میرزا کے مقابلے میں مجدالدولہ کی مدد کرے، مجدالدولہ اس کے بدلے میں انگریزوں کے خلاف سیندھیا کی حمایت کرے گا ۔ مرزا کی خوش بختی نے مجدالدولہ کی اس سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا، اور وہ بادشاہ کی اجازت سے اور اس کے داماد قطب الدولہ کو قید کرنے میں کامیاب ہوگیا ۔ (ذف : ۱٦۵ و ۱٦٦، وقائع عالمشاہی : ۱۱)

میرزا کے بعد محمد شفیع خان اور افراسیاب خان میں حصول اقتدار کے لیے کشمکش شروع ہوئی، تو افراسیاب خان نے مجدالدولہ کے مزاج شاہی میں رسوخ اور چالاک طبیعت کے وسوں کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اس کا قصور معاف کراکے قید سے چھڑایا اور دوشنبہ ۲ رمضان ۱۱۹٦ھ (۱۲ اگست ۱۷۸۲ء) کو دیوانی خالصۂ شریفہ کا عہدہ اور خلعت دلایا ۔ (تنقیح : ۵۹۴'۲ بعد، تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف فرہنگلن : ۱۰۳، وقائع عالمشاہی : ۱۳)

چند دن دونوں میں موافقت رہی ۔ لیکن مجدالدولہ نے پھر اپنے ہاتھ میں طاقت لینے کی تدبیریں نکالنا شروع کردیں ۔ افراسیاب خان نے شوال ۱۱۹۸ھ (اگست ۱۷۸۴ء) میں اس کا مال اسباب ضبط کرکے علی گڑھ کے قلعے میں قید کردیا ۔

کچھ عرصہ بعد افراسیاب خان مارا گیا ۔ مجدالدولہ نے قید سے نکل کر حضور شاہ میں پہنچنے کی کوشش کی ۔ شاہ عالم بھی اس پرانے آقا کے دلدادہ تھے ' اور چاہتے تھے کہ پھر دربار میں جگہ دیدیں ۔ مگر افراسیاب خان کے خسر شجاع دل خان نے اس مقصد کو پورا نہ ہونے دیا ۔

اس واقعے کے بعد پھر مجدالدولہ کا نام تاریخ کے صفحات سے گم ہو جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ ۸۸ء۱ء (۱۲۰۲-۳ھ) میں اس کے انتقال کی خبر ملتی ہے ۔

فرینکلن کی کتاب "شاہ عالم" میں مجدالدولہ کی اس قلمی تصویر کا عکس شامل ہے جو جونیتھن اسکاٹ کے ذخیرہ تصاویر میں محفوظ تھی ۔

ملاحظہ ہو تنقیح : ۵۵۰۴ الف تا ۵۹۴ الف ' تاریخ مظفری ۱۹۴ الف و ۲۰۵ الف ' فرینکلن : ۳۸ ' ۶۹'۵۰' ۱۰۳' ۱۰۵' ۱۰۷' ۱۰۸' نف کی تاریخ مرہٹہ : ۲ ۱۶۵' ۱۶۶' تاریخ پٹیالہ ۱۱۳' تاریخ فرح آساہ : ۱۲۴ ب و ۱۲۵ الف ۔

ص ۱۰ سطر ۱۳ ۔ " علک راجۂ جے پور شد " تنقیح : ۳۲ء۵ الف و ب سے معلوم ہوتا ہے کہ راو راجہ پرتاپ سنگھ ماچھڑی والے نے مرہٹوں اور جاٹوں سے ساز کرکے آگرے کے ضلع میں لوٹ مار شروع کردی تھی ۔ بادشاہ کے حکم سے میرزا نجف خان اس کی تنبیہ کے لیے روانہ ہوا اور اپنے حسن تدبیر سے راجہ کو شکست دیدی ۔ راو راجہ نے معافی چاہی تو مرزا نے اس کی بات پر ذرا کان نہ دھرا اور اسے نیست ونابود کردینے پر برابر تلا رہا۔راو راجہ نے مجدالدولہ کو وسیلہ بناکر براہ راست بادشاہ سے معافی مانگی ۔

افراسیاب خان کے مشورے سے بادشاہ نے قصور معاف کرنے کے بجائے خود بھی لشکر کشی کر کے اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنیکا فیصلہ کیا - ۲۹ رمضان ۱۱۹۲ھ (اکتوبر ۱۷۷۸ء) کو تلوار اور پرتلہ مولوی فخرالدین کے مدرسے میں بھیجا گیا، ۲۶ شوال کو صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس شاہی لشکر گاہ کے خیمے گاڑے گئے، اور پیر کے دن ۲۹ شوال کو بادشاہ سلامت بنفس نفیس داخل خیمۂ شاہی ہوئے -

راو راجہ یہ خبر سن کر اور گھبرایا اور لگاتار حضور شاہ میں عرضیاں بھیجیں - بادشاہ نے میرزا نجف خان کو لکھا کہ خیال یہ تھا کہ تمھارے ذریعے سے راو راجہ کو قصور کی معافی مرحمت کی جائے گی' مگر وہ مکار نظر آتا ہے' اس لیے اُس کی درخواست منظور نہیں کی گئی -

اس سے راو راجہ کو بادشاہ کا ارادہ معلوم ہو گیا - وہ میرزا کے پاس پہنچا کہ اس کے وسیلے سے معافی حاصل کرے - مگر وہاں سے سچ یا جھوٹ یہ اطلاع پا کر کہ میرزا اسے قید کرنے کی فکر میں ہے' سارا خیمہ وخرگاہ اور مال واسباب چھوڑ بھاگ آیا -

ادھر بادشاہ ارنول پر قبضہ کر کے جے نگر (جے پور) کے پاس امین پور ضلع امیرنگر میں مقیم ہوئے - شوال کی آخری تاریخ تھی جو اسی منزل میں راجہ پرتاب سنگھہ سوائی کا دیوان خوش حالی رام بوہرا حاضر ہوا اور بادشاہ کے حضور میں راجۂ جے پور کے حاضر نہ ہونے کا یہ عذر پیش کیا کہ قدیم سے راجہ کے آباو اجداد امیرالامرا کی معرفت ملازمت شاہی حاصل کیا کرتے تھے - وہ اس سفر میں ہمرکاب نہیں ہیں' اس لیے راجہ ان کے آنے کا منتظر ہے - شاہ عالم نے میرزا کو فرمان کے ذریعے سے بلالیا اور راجہ پرسدہ رام پیشکار خالصہ کو بھیجا کہ راجۂ جے پور کو تسلی دلاسا دے کر ساتھ لے آئے -

جمعہ کے دن صفر کی دوسری تاریخ ۱۱۹۳ھ (۲۰ فروری ۱۷۷۹ء) کو امیرالامرا اور نجدالدولہ کی وساطت سے راجہ حاضر دربار ہوا اور ایک ہزار اشرفیاں نذر میں پیش کیں۔ بادشاہ نے اس کی پیشانی پر راج تلک لگایا اور خلعت و شمشیر وغیرہ کے ساتھ موروثی خطاب بھی عطا فرمایا۔ راجہ نے ۴۰ لاکھ روپے کے جواہرات پیش کیے، جن کا بڑا حصہ امیرالامرا نے ہضم کر لیا۔ شاہ نوازخانی میں اس پیش کش کی مقدار ۲ لاکھ روپے لکھی ہے، اور یہی رقم کارنامۂ راجپوتاں (ص ۲۲۰) میں بھی بتائی گئی ہے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر ۹ صفر کو بادشاہ نے واپس دہلی کی طرف کوچ کردیا اور ۱۴ ربیع الاول کو قلعۂ معلی میں تشریف فرما ہوگئے۔

کارنامۂ راجپوتاں (ص ۳۲۰) میں اس حملے کو شاہ عالم کے نویں سال جلوس کا واقعہ بتایا ہے، مگر سمت ۱۸۳۴ مطابق سنہ ۱۷۷۸ء تاریخ بھی لکھی ہے۔ اس سے یہ یقین ہوجاتا ہے کہ سہواً بیسویں سال جلوس کی جگہ «نویں سال جلوس» لکھ گیا ہے۔

ص ۱۰ سطر ۱۵ - «قریب شصت ہزار سوار و پیادہ» فرینکلن: ۸۷، اور تاریخ پٹیالہ: ۱۱۴ میں ۲۰ ہزار فوج اور توپ خانہ لکھا ہے۔ تاریخ مظفری اور سیر میں تعداد کا تو ذکر نہیں، لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا لشکر تھا۔

ص ۱۰ سطر ۱۶ - «میرزا فرخندہ بخت» سیر: ۱۱۰،۲ میں لکھا ہے کہ نجدالدولہ اپنے ساتھ جوان بخت یا اکبر شاہ میں سے کسی ایک کو لے گیا تھا۔ یہ بیان سراسر سہو پر مبنی ہے۔ تنقیح: ۸۰،۲ الف، تاریخ مظفری: ۱۹۵ ب، فرینکلن: ۸۷، اور تاریخ پٹیالہ: ۱۱۳ میں صراحت کی جاچکی ہے کہ میرزا فرخندہ بخت ہی نجدالدولہ کے ساتھ گئے تھے۔

ص ١٠ سطر ١٨ - «پٹیالہ» یہ کتابت کا سہو معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ تمام تاریخیں اس پر متفق ہیں کہ مجدالدولہ پٹیالہ پہنچ کر واپس ہوا تھا۔

ص ١١ سطر ٣ - «سینہ کباب بود» عماد: ١٢٠ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا کی ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ مجدالدولہ نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ نجف خان کے غرور کو توڑنے اور اسے قابو میں لانے کے لیے دو انگریزی پلٹنیں مرتب کی جائیں اور ان کی تنخواہ نجف خان کی جاگیر میں سے ادا کرائی جائے۔ اس کام کے لیے میجر پولیر بلا بھی لیے گئے تھے۔ مگر یہ راز قبل از وقت فاش ہو گیا، اور میرزا نجف خان نے ١١٩٣ھ (١٧٧٩ء) میں آ کر مجدالدولہ کو گرفتار کر لیا۔

ص ١١ سطر ٦ - «ششم ماہ ذیقعدہ» - تنقیح اور تاریخ مظفری میں بھی یہی تاریخ درج ہے۔

ص ١١ سطر ٩ - «قطب» - یہ قطب الدولہ کے لقب یا نام کا اختصار ہے۔ اس کا نام قطب الدین خان تھا، اور نواب ضیاء الدولہ سعدالدین خان خانساماں پسر نواب سعدالدین خان میر آتش کا بیٹا تھا۔ اپنے خسر مجدالدولہ کے بل بوتے پر شاہ عالم کے دربار میں صاحب رسوخ ہو۔ آصف الدولہ کے لیے خلعت وزارت شاہ عالم نے بھیجا، تو مجدالدولہ نے اسی کو فرائض رسالت انجام دینے کے لیے منتخب کیا تھ۔ (تنقیح: ٦٨٢ ب الف؛ عماد: ١٢٧؛ مرآت آفتاب نما: ٣٩)۔ ٩ جمادی الاولی سنہ ١١٩١ھ (٢٥ جون ١٧٧٧ء) کو نیابت توپخانہ کا عہدہ پایا۔ جب افراسیاب خان نے مجدالدولہ کو علی گڑھ میں نظربند کیا، تو قطب الدولہ بھی اس کے شریک حال رہے، (وقائع عالمشاہی: ٢٤)۔ افراسیاب خان کے مارے جانے پر اس کے پسر شجاع دل خان نے قطب الدولہ کو بھی خسر کے ساتھ قید رکھا (ایضاً: ٢٦) اس کے بعد کے حالات دستیاب نہیں ہوتے خیال یہ ہے کہ پٹیل نے مجدالدولہ کو رہا کیا، تو یہ بھی اس کے ساتھ ہی رہا ہو گیا

ص ۴۱ سطر ۲۰ - «کانونڈ». ریگستان بیکانیر کے کنارے پر واقع ہے۔ پہلے نجف علی خان کی جاگیر میں تھا (کین : ۱۳۵) بعد ازاں انگریزوں نے بسلسلۂ خدمات غدر مہاراجہ نرانندر سنگھہ والی پٹیالہ کو دیدیا - (تاریخ پٹیالہ : ۴۴۰ ، ۴۴۳) -

وقائع کے مخطوطے میں اس لفظ کے آخری حرف پر کوئی علامت نہیں۔ تاریخ جھجر (ص ۱۴۶) میں «کانونڈ» لکھا ہے - تاریخ پٹیالہ میں آخری نون حذف ہو گیا ہے ' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موجودہ تلفظ «کانوڈ» ہے -

ص ۲ سطر ۵ - «محمد بیگ ہمدانی» تاریخ مظفری : ۲۰۶ ، بعد میں اس جنگ کا تفصیلی ذکر موجود ہے جو محمد بیگ ہمدانی نے رمضان ۱۲۰۱ھ (جون ۱۷۸۷ء) کے شروع میں مہاراجہ دہیراج کی طرف سے مہاجی سیندھیا پٹیل سے لڑی تھی - اسی لڑائی میں محمد بیگ ہمدانی توپ کا گولہ کھا کر مرا ہے -

ص ۱۲ سطر ۰ - «حاصل کلام» ، فراق نے جو کچھہ آئندہ سطروں میں لکھا ہے ' تنقیح : ۲۰ ، ۹۰ ، الف - ۹۱ الف ' میں بھی تقریباً یہی سب کچھہ بیان ہوا ہے -

ص ۱۳ سطر ۱ - «بعد مختار شدن» - فراق کا یہ جملہ صاف نہیں ہے - دراصل عبارت یوں ہونا چاہیے تھی : «بعد مختارشدن ' اشرف الدولہ با اعتقادالدولہ بہادر ---- عقد مودت از امیر الامرای مرحوم زیادہ مستحکم بست» کیونکہ فراق کا مطلب یہ ہے کہ مختار سلطنت ہو کر اشرف الدولہ نے اعتقاد الدولہ کے ساتھہ امیر الامرا سے بھی زیادہ مضبوط دوستی پیدا کی اور سیف الدولہ کو کانونڈ سے بلاکر خلعت اور تلوار سے سرفراز کیا -

ص ۱۳ سطر ۱ - «اعتقاد الدولہ» - یہ لطافت علی خان خواجہ سرا کا خطاب ہے ' جو نواب شجاع الدولہ کا بڑا معتمد سردار تھا - مختار الدولہ وزیر نے ایلچ خان کے برخلاف اسے اس فوج کا سردار

مقرر کر کے شاہ عالم کے دربار میں بھیجا تھا ، جو حضور شاہ میں شجاع الدولہ کے وقت سے تعینات رہتی تھی ۔ مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے سے خلعت وزارت حاصل کر کے ایلچ خان کو نیچا دکھایا جائے ۔

لطافت علی خان بڑا ہوشیار تھا ۔ اس نے دربار شاہی رنگ دیکھ کر تاڑ لیا کہ یہ مطلب مجدالدولہ کی وساطت سے پورا ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ اس کی رائے درست نکلی ۔ مجد نے نواب وزیر کو اپنا احسان مند بنانے کی خاطر پوری کوشش کر کے خلعت روانہ کرا دیا اور اس طرح اپنے خیال میں اس ایک تیر سے دوسرا پرندہ بھی شکار کر لیا ، یعنی میرزا نجف خان کی بات پوری کر دی جو ایلچ خان کا حامی تھا۔

لطافت علی خان نے لکھنؤ کے علاوہ دہلی میں بھی اپنی قدرو منزلت میں اضافہ کیا ۔ اعتقاد الدولہ کا خطاب اور خلعت ہاتھی اور گھوڑا بادشاہ دہلی نے عطا کیا تھا ۔ نجف خان کے بعد اس کے سر میں یہ سودا سمایا کہ دربار میں اعلی منصب حاصل کر کے حکومت کے نظم و نسق میں دخل حاصل کرنا چاہیے ۔ اس سلسلے میں جو بپتا گزری ، فراقی نے اس صفحے اور آئندہ صفحات میں اسے دہرایا ہے ۔ دوسری تاریخیں بھی یہی کچھ بیان کرتی ہیں ۔

اعتقاد الدولہ نے ۱۱۹۰ھ (۱۷۷٦ء) میں دہلی کے اندر ایک باغ لگایا تھا ۔ کسی شاعر نے اس کا قطعہ تاریخ کہا ہے :

ساخت باغی علی لطافت خاں — ہمچو فردوس زینت آرائی
سال تعمیر او بگفت دلم — گلستانی لطافت افزائی

معلوم ہوتا ہے کہ عماد السعادہ کی تالیف تک بقید حیات تھا ۔

ملاحظہ ہو : تاریخ مظفری : ۱۹۴ ب' مرآت آفتاب نما : ۳٦۰ الف تنقیح : ۲'٦٨٥ ب' ۷۷ھ الف ' عماد : ۱۲٦ ' بیل : ۲۲٦ ' تاریخ اودھ: ۱'۳۳ء

ص ۴۴ سطر ۲ ' ۔ " دو پلٹن و چند ترک سوار " ۔ عماد : ۱۲۱ میں لکھا ہے کہ ایلچ خاں ۲ پلٹنوں کے ساتھ لکھنؤ سے دھلی بھیجا گیا تھا ۔ پھر ص ۱۲۰ پر یہ تحریر کیا ہے کہ جب مختارالدولہ نے یہ دیکھا کہ ایلچ خاں کے ساتھ نواب نجف خاں کا رتاو خطرناک حد تک اچھا ہے ' واس نے ان ۳ پلٹنوں کو طلب کر لیا جو نواب شجاع الدولہ کے وقت سے نواب نجف خان کے پاس تعینات تھیں اور ایلچ خاں کی جگہ لطافت علی خاں کا رہاں سے نیادلہ کر دیا ۔

تاریخ مظفری : ۱۹۸ الف میں مندرج ہے کہ لطافت علی خان کے پاس ۴'۲ پلٹنیں تھیں ۔ مرآت آفتاب نما : ۳۶۰ الف ' تنقیح : ۲'۶۵ الف و ۶۶ الف اور تاریخ اودھ : ۳'۱۰ میں تین کی جگہ پانچ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ تنقیح : ۲'۶۰ ب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتقاد الدولہ کے ساتھ عجیب پلٹن کے بھی سپاہی تھے (جس کا ذکر تنقیح : ۶'۵۰ الف ' تاریخ مظفری : ۱۹۶ ب ' عماد : ۱۲۵ بعد ' تواریخ اودھ : ۱'۹۹ ' تاریخ اودھ : ۳'۸ بعد میں ہے)۔ لیکن یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی اس لیے کہ تنقیح ہی سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ پیر کے دن ۸ محرم ۱۱۹۰ھ (۲۶ فروری ۱۷۷۶ء) کو لطافت علی خان دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا ۔ تاریخ مظفری : ۱۹۳ ب سے بھی یہی سال معلوم ہوتا ہے ۔ نجیب پلٹن کے توڑے جانے کا واقعہ بقول تنقیح : ۲'۵۰ الف و تاریخ اودھ : ۳'۸۸ محرم ۱۱۸۹ھ (۱۰ مارچ ۱۷۷۵ء) کو پیش آیا تھا ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس واقعے کے بعد نجیب پلٹن کے کچھ سپاہی دھلی جا کر اعتقادالدولہ کی فوج میں شامل ہو گئے تھے ۔

ص ۱۳ سطر ۳ ۔ " آصف الدولہ " میرزا امانی نام تھا ۔ شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا اور موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر شستری کا نواسہ ہے۔ ۱۱۶۱ھ (۱۷۴۸ء) کے آخر میں پیدا ہوا ۔ صاحبزادگی ہی میں شاہ عالم نے میرآتشی اور داروغگی غسل خانہ کا عہدہ عطا کیا ۔ ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ (۲۶ جنوری ۱۷۷۵ء) کو کرنیل کلیس ' میرزا علی اور سالار

جنگ وغیرہ روسا کے حسن اہتمام سے والی اودھ مقرر ہوا ۔ چہار شنبہ ۲۷ صفر ۱۱۸۹ھ (۲۹ اپریل ۱۷۷۵ء) کو شاہ عالم کا بھیجا ہوا خلعت نیابت پہنا اور آبائی خطاب پایا ۔ (تنقیح : ۲۶ ؛ ۹۶ الف ؛ تاریخ اودھ ؛ ۲ ؛ ۱۰۴)۔

آصف الدولہ نے ۲۳ سال ۲ ماہ حکومت کر کے جمعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ (۲۱ ستمبر ۱۷۹۷ء) کو انتقال کیا اور اپنے بنائے ہوئے مشہور امام باڑے میں مدفون ہوا ۔

ملاحظہ ہو سیرالمتاخرین فرح بخش، تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ، تنقیح، عماد تواریخ اودھ، مفتاح، بیل وغیرہ

ص ۱۳ سطر ۳ - « کہ محضور می ماند » - اس جملہ میں « کہ » بیکار نظر آتا ہے - غالباً یہ کتابت کی بھول چوک ہے -

ص ۱۳ سطر ۱۰ - « مدرستی پیش آمدہ » - تنقیح : ۲ ؛ ۹۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ رجب ۱۱۹۶ھ (۳ جولائی ۱۷۸۲ء) کو افراسیاب خان نے مجدالدولہ کا قصور معاف کرایا تھا -

ص ۱۳ سطر ۱۲ - « آمد آمد شفیع خان » - تنقیح : ۲ ؛ ۹۲ الف میں لکھا ہے کہ « بیگم (خواہر نجف خان) باغوای زین العابدین خان میرزا شفیع خان را از جنگ سکھان طلب داشت » -

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ افراسیاب خان نے بیگم کو ناخوش کر دیا، تو اس نے شفیع خان کو اس کی سرکوبی کے لیے بلایا تھا -

ص ۱۴ سطر ۲ - « دویمہ رمضان » - اس مادۂ تاریخ سے ۱۱۹۶ھ برآمد ہوتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ دوشنبہ ۲ رمضان ۱۱۹۶ھ (۱۲ اگست ۱۷۸۲ء) کو بادشاہ سے خلعت مختاری دلایا - تنقیح : ۲ ؛ ۹۳ ب سے

معلوم ہوتا ہے کہ باہمی صفائی نہ ہونے کے باعث مجدالدولہ اس بار کو اٹھانے پر آمادہ نہ ہوتا تھا - افراسیاب خان نے بڑے اصرار کے بعد راضی کیا تھا -

ص ۴ سطر ۳ - « حود بہ علی گڈھ رفت » - تنقیح : ۲۹۵ھ الف میں لکھا ہے کہ افراسیاب و وزانہ کی درباری کشمکش سے گھبرا کر بادشاہ کی اجازت سے ۲۹ رمضان ۱۱۹۶ھ (۷ ستمبر ۸۲ - ۱ء) کو اپنے محالات متعلقہ کو چلا گیا -

ص ۴ سطر ۷ - « یکشنبہ ششم شوال » - تنقیح : ۲۰۵ الف میں یہ لکھا ہے کہ دوسری تاریخ کو کچھ رات گزرے تمام فوج اور توپ خانے کے ساتھ نجف قلی خان کو گرفتار کرنے کے لیے سوار ہوا -

تاریخ مظفری ۲۰۵ الف میں محمد شفیع خان کے ہمراہ آئی ہوئی فوج کی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہے -

ص ۱۴ سطر ۱۱ - « نجف قلی خان » - میرزا نجف خان کا رفیق اور ریواڑی کا جاگیردار تھا - یہ علاقہ سرحد سے راجپوتانہ تک پھیلتا چلا گیا تھا - نجف خان کو اس پر بڑا بھروسا تھا - اس نے بھی اپنے آقا کا خوب خوب حق نمک ادا کیا ، اور نجف خانی معرکوں میں برابر سینہ سپر ہو کر لڑا -

تنقیح : ۲۰۷ھ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پسندیدہ خدمات کے صلے میں ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۰ھ (۱۷ مئی ۱۷۷۷ء) کو شاہ عالم نے بخشی سوم بنایا ، اور ۲۳ شوال (۲۴ نومبر) کو ضابطہ خان کے مقابلے میں عمدہ کارگزاری دکھانے پر خلعت اور سہارنپور کی فوجداری عطا کی -

تنقیح : ۲۵۷ھ الف اور تاریخ مظفری : ۲۰۳ ب میں تحریر ہوا ہے کہ ضابطہ خان نے اپنی بیٹی یا بہن کی شادی نجف خان کے ساتھ کر دی تھی - جام جہان نما : ۴۳۲ ب میں لکھا ہے کہ ضابطہ خان نے

مصلحت وقت دیکھ کر اپنی بیٹی کی منگنی نجف خان کے ساتھ کر دی تھی ابھی نکاح نہ ہونے پایا تھا کہ نجف خان کا انتقال ہو گیا ۔ اس کے بعد آغا شفیع سے منسوب ہوئی ۔ وہ بھی چند دن کے بعد اس دنیا سے چل بسا ۔ مرآت آفتاب نما : ۳٦٥ ب میں بھی نجف خان کے ساتھ منگنی کا ذکر ہے ۔

ان تصریحات کے برخلاف کین (ص ۱۳۵) نے نجف قلی خان کو ضابطہ خان کا بہنوئی بتایا ہے ۔ میرے نزدیک یہ نجف خان اور نجف قلی خان میں التباس کا نتیجہ ہے ۔

ص ۱۵ سطر ۲ ۔ « واحدالعین » ۔ اس مصرع میں « واحدالعین » سے مجدالدولہ مراد ہے جو کانا تھا ، « غلام سرکش » سے نجف قلی خان کی طرف اشارہ ہے جو نجف خان کا چیلا تھا اور « دو کافران » مشہو رام داس اور نراین داس ہیں ، جو ہندو تھے ۔

فراقی کا ان دونوں کو کافر کہنا اور وہ بھی اپنے نجی روزنامچے میں اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرح بباطن مسلم و بظاہر کافر تھا ۔

ص ۱۵ سطر ۱۵ ۔ « کمر بخون ناصرالدولہ بستند » ۔ تنقیح میں اس واقعے کے جزئیات بیان کیے گئے تھے ۔ مگر شومی قسمت سے یہاں ہمارا نسخہ ناقص نکلا۔ موجودہ عبارت بھی دلچسپ اور اس لیے قابل نقل ہے ۔ ملاحظہ ہو :

« میرزا محمد شفیع خان امیرالامرا شد ۔ لطافت علی خان رفتن خود همراه افراسیاب خان صلاح ندیده ، پیغام بامیرالامرا فرستاد ، « اگر عهدبجان آید ، حاضر می شوم » ۔ آغا شفیع خان معتمد فرستاده او را طلب داشت ۔ چون اعتقاد الدوله عقل درست نداشت ، پول فرنگی و عاشورعلی خان داروغهٔ توپخانهٔ میرزا شفیع خان را باخود متفق ساخته مقرر کرد که در حضور انور رفته، بادشاه را در مسجد باید آورد و میرزا شفیع خان را دستگیر باید کرد ، و خود متکفل امورات باید شد ۔

[illegible] قلعه روز پنجشنبه هر سه سردار متفق شده مع پلٹن ر در قلعه رسیدند - بادشاه کلو خواص را باستفسار سبب فرستادند - آنها عرض کردند که « از ما متابعت میرزا شفیع خان نمی شود - اگر جناب اشرف ما را پذیرفته در مسجد جامع رونق افزا شوند ، ما در جانفشانی حاضریم » ۔

چون مزاج حضور از اسیری نجف قلی خان آزردگی داشت ، عرض آنها پذیرفته ، راموُ کمیدان را محافظت قلعهٔ مبارك تعین .... «

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف میں لکھا ہے کہ « درین اثنا افواج میرزا شفیع خان برای تنخواه خود برو هجوم آوردند - میرزا گفته که « علاقهٔ تنخواه شما از ما ندارد ، و ماهانهٔ خود از متصدیان بادشاهی بگیرید » -

« چون این خبر ببادشاه رسید ، فرمود که « اگر ملازم من هستید فی الفور شفیع خان را دستگیر نموده بیارید » -

« آن طائفه برین اراده عزم بالجزم نمودند - میرزا شفیع خان بمجرد استماع اخبار نها از مکان خود بر آمد ، راستهٔ اجمیری دروازه راه فرار پیمود و متصل حوض کالاں شیخ محمد که آن را مردم هند « باولی » گویند و ریگستان مهابت خان که ربتی مهابت خان شهرت دارد ، رسیده توقف ورزید که درین حال ... وغیره بعضی رساله داران که بااو موافق بودند ، خود را نزد او رسانیدند و او از رسیدن ایشان تقویتی بهمرسانیده و برملا نقاره زده نزد محمد بیگ خان همدانی به اکبر آباد رفت » -

ان دونوں بیانوں میں سے پہلا غالبا شاہ نامۂ منوں لال سے لیا گیا ہے اور اس لیے فراق کے بیان سے ملتا جلتا ہے - تاریخ مظفری نے اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا ، لیکن ایك بات اس نے بھی پتے کی کہی ہے - یقینا ان دراندازوں نے پہلے اس کے لشکر میں بغاوت پھیلائی ہوگی اور بعد میں بادشاہ کو ابھار کر مسجد جامع تك لائے ہوں گے -

شیخ محمد کے حوض اور مہابت خان کی رتھی کے لیے ملاحظات
دارالحکومۃ دھلی : ۲'۵'/۶ ملاحظہ ہو۔

ص ۱۵ سطر ۱۸ - «حویلی قمرالدین خان» - یہ دراصل ان کے باپ محمد امین خان کا تعمیر کیا ہوا مکان تھا، اور اجمیری دروازے کے قریب واقع تھا - محمد امین خان نے دوسروں کے مکان خریدے بھی اور چھینے بھی، اور اس طرح اپنی حویلی کو اتنا بڑا کرلیا کہ اس کے ڈانڈے جامع مسجد اور بھوجلا پہاڑی سے آملے تھے - ان کے مرنے پر نواب قمرالدین خان نے چھینے ہوئے مکانوں کی یا تو قیمت ادا کی، یا مکان واپس کردیے - (سفرنامۂ مخلص، حاشیہ ۵ ص ۲ -)

ص ۱٦ سطر ۶ - «پول فرنگی» - اس نام کا انگریزی املا «Pauly» ہے - تنقیح : ۲، ۵۹۴ ب اور فرینکلن : ۷ ا سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کا باشندہ اور سمرو کی پلٹن کا کمانیر تھا -

ص ۱٦ سطر ۱۱ - «خضرآباد» - خاندان سادات کے پہلے بادشاہ خضر خان (۸۰۰ تا ۸۲۴ھ = ۱۴۱۴ تا ۱۴۲۱ء) نے دریای جمنا کے کنارے کلوکھیری سے جنوب مشرق کی طرف ایک میل ہٹ کر اوکھلے کی سرحد میں بسایا تھا - اس شہر کا عرصے سے وجود نہیں رہا اس بناپر اس کے مقام کا صحیح تعین مشکل ہے - ملاحظہ ہو واقعات دارالحکومۃ دھلی : ۳'۲۲۳، و آثار الصنادید سرسید -

ص ۱٦ سطر ۱۱ - «داراشکوہ» شاہ جہاں کا بڑا بیٹا تھا - پیر کی رات کو صفر کی ۲۹ ویں تاریخ ۱۰۲۴ھ (۲۰ مارچ ۱٦۱۵ء) میں ممتاز محل کے پیٹ سے پیدا ہوا - (تزک جہانگیری ۱۳۸، تنقیح : ۳٦۰'۲ الف -)

سجان رائے بھنڈاری نے خلاصۃ التواریخ : ۴۵۲' میں ۱۹ صفر تاریخ لکھی ہے - سیر' مقدمہ : ۲۹۱ میں' جو خلاصۃ التواریخ ھی کا ترجمہ معلوم ہوتی ہے' اور ملخص التواریخ میں جو سیر کا خلاصہ

میں یہی ۱۰۴۰ھ صفر تاریخ نقل کی گئی ہے۔ مگر جہانگیر کے بیان کے پیش نظر یہ تاریخ کوئی اہمیت نہیں رکھتی، بلکہ بالیقین سہو قلم معلوم ہوتی ہے۔

جمعہ ۲ شعبان ۱۰۴۲ھ (یکم فروری ۱۶۳۳ء) کو نادرہ بانو بیگم بنت سلطان پرویز بن جہانگیر کے ساتھ بڑے شان و شکوہ سے بیاہ ہوا۔ ابو طالب کلیم نے "قران کردہ سعدین برج جلال" مادۂ تاریخ نکالا۔ (عمل صالح: ۱، ۵۲۲ ببعد، سیر مقدمہ: ۳۱۵، منتخب: ۲، ۳۸۹، ۴ ب، مرآت آفتاب نما: ۲۱۰ الف، تاریخ مظفری: ۲۱ الف۔ بیل نے سہواً ۱۰۴۳ھ لکھ دیا ہے۔)

سنہ ۱۰۶۴ھ (۱۶۵۴ء) میں شاہ جہان نے ولی عہد مقرر کیا اور دو لاکھ کی قیمت کا خلعت، اور ایک لاکھ ستر ہزار روپے کا سربند اور "شاہ بلند اقبال" خطاب عطا کر کے اپنے تخت کے برابر سونے کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ (منتخب ۲۰۶۲ الف، تاریخ مظفری: ۴۲ ب)

۱۰۶۵ھ (۱۶۵۵ء) کے آخر میں ۵۰ ہزاری ۲۰ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ منصب عطا کیا، اور ربیع الثانی ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۸ء) میں ۶۰ ہزاری ۳۰ ہزار سوار کا منصب دے کر ۲۳ کرور دام کا علاقہ اور ایک کرور روپیہ نقد اور بہار کا صوبہ مزید عنایت کیا۔

اس زمانے میں شاہ جہان سخت بیمار اور کام کرنے کے ناقابل ہو چکا تھا۔ داراشکوہ نے باپ کی بیحد محبت اور انتہائی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس راہ کا پہلا قدم بھائیوں کے کانٹوں کو راہ سے ہٹانا تھا۔ اورنگ زیب سیاسی لحاظ سے سب میں نمایاں تھا۔ دارا نے پہلے اسی کو نشانہ بنایا۔

شاہ جہان نے بستر علالت پر لیٹے لیٹے صلح و صفائی کی کوشش کی، مگر ناکام رہا۔ آخر کار سب بھائیوں نے دارا کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ دارا کو ہر معرکے میں شکست ہوئی، اور وہ ۲۰ ذی حجہ ۱۰۶۹ھ

(۲۸ اگست ۱۶۵۹ء) کو گرفتار کر کے دہلی لے آیا گیا - خضر آباد کی عمارتوں میں سے خواص پورہ کی ایک مضبوط عمارت جیل خانہ قرار پائی - دلی والوں میں سے جو لوگ دارا کے ہوا خواہ تھے' انہوں نے شورش برپا کر دی - اس پر عالمگیر کے حکم سے جمعرات کی رات کے اول حصے میں ۲۱ ذی حجہ سنہ ۱۰۶۹ھ (۳۰ اگست ۱۶۵۹ء) کو دارا شکوہ قتل کر دیا گیا' اور نعش ہمایوں کے مقبرے میں سپرد خاک ہوئی - ۴۶ سال سے کچھ کم عمر ہوئی -

ملاحظہ ہو عالمگیر نامۂ محمد کاظم : ۴۳۲' عالمگیر نامۂ مستعد خاں : ۱۴' آئینۂ بخت: ۲۳۰ ب' مرآۃ جہاں نما : ۱۹۴ ب' سیر' مقدمہ : ۳۸۹' تنقیح : ۲۵؛۴۲ ب' تاریخ مفاہری: ۷۲ ب' جام جہاں نما : ۱۲۰؛ الف' مفتاح : ۲۶۰' بیل: ۱۱۵ -

ان تمام تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۱ ذی حجہ کو بدھ کا دن تھا - عالمگیر نے بدھ کے دن کے آخری حصے میں قتل کا حکم دیا' اور جمعرات کی رات کے شروع ہونے پر دارا کو قتل کردیا گیا۔ صرف دو کتابوں میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے - پہلی کتاب تاریخ محمدی ہے۔ اس میں سنہ ۱۰۶۹ھ کے تحت یہ لکھا ہے کہ ۲۲ ذی حجہ شب پنجشنبہ کو یہ واقعہ پیش آیا - سیر میں آخر روز چہار شنبہ کو وقت قتل قرار دیا ہے -

لیکن اس اختلاف سے کہیں زیادہ حیرت انگیز منتخب اللباب : ۸۷' کا یہ بیان ہے کہ ماہ ذی حجہ کے وسط میں (یعنی ۱۴'۱۵'۱۶ میں سے کسی ایک تاریخ کو) دارا شکوہ گرفتار ہو کر دہلی آیا - حکم شاہی تھا کہ اسے اور سلیمان شکوہ کو کھلے ہوضے میں بٹھا کر تشہیر کناں خضر آباد لیجائیں - اوباش شہر نے یہ دیکھ کر محافظ دستے پر گندگی اچھالی - دوسرے دن بادشاہ کے حکم سے اس سرکش گروہ کا سرغنہ ہیبت نامی قتل کردیا گیا' اور اس کے دوسرے دن کہ ذی حجہ کا آخر تھا' داراشکوہ بھی الحاد و بیدینی کے جرم میں مقتول ہوگیا -

غالباً منتخب اللباب کے اسی بیان کے پیش نظر مفتاح : ۲٦۷ میں لکھا ہے کہ بعض مورخ محرم کی چاند رات کو دارا شکوہ کا واقعۂ قتل بتاتے ہیں ۔

میرے نزدیک سیر کا اختلاف کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ « آخر روز چہار شنبہ » اور « اوائل شب پنجشنبہ » کے معنی ایک بھی ہو سکتے ہیں ۔ یہی اتحاد معنی کا پہلو وجہ التباس ہو گیا ہے ۔ تاریخ جمیلی کے ۲۲ ذی حجہ بقید شب پنجشنبہ کا یہ مطلب ہے کہ مغرب کے وقت سے ہجری تاریخ کا آغاز ہوا کرتا ہے ۔ چونکہ جمعرات کی رات کے ابتدائی حصے میں یہ واقعہ پیش آیا تھا ، اس لیے اس نے ۲۲ تاریخ قرار دے لی ، اور جن مورخوں نے ۲۱ تاریخ لکھی ، انہوں نے اپنے ذہن میں بدھ کا دن رکھا ۔

منتخب اللباب کا بیان ناقابل تاویل اور اس لیے دوسری معاصر تاریخوں کے مقابلے میں لائق رد ہے ۔

دارا شکوہ صوفی منش شاہزادہ تھا ۔ ابتدا میں سلسلۂ قادریہ میں ملا شاہ بدخشی کے ہاتھ پر بیعت ہوا ۔ سکینۃ الاولیا اور مجمع البحرین اسی ذوق کے تحت تالیف کی تھیں ۔ بعد ازاں ہندو تصوف کا دلدادہ ہو کر قیود مذہب سے آزاد ہو گیا ۔ امرای دربار اور عمائد مذہبی رعایا اسی باعث اس سے بدظن تھی ۔

یہ شاعر بھی تھا اور قادری کرتا تھا ۔ مختلف مجموعوں اور تذکروں میں اس کے اشعار اور رباعیاں ملتی ہیں ۔ دیوان کا مکمل نسخہ جناب ظفر الحسن صاحب ، بی اے ، سابق سپرنٹنڈنٹ محکمۂ آثار قدیمہ ، ہندوستان کے پاس کئی سال ہوئے میں نے خود دیکھا تھا ۔ خدا جانے اب وہ کہاں گیا !

کتاب خانۂ عالیۂ رامپور میں مولانا جامی علیہ الرحمہ کی نفحات الانس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے ۔ اس کے سرورق پر دارا شکوہ کے قلم کی دو تحریریں ثبت ہیں ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو داراشکوہ

نے پہلی بار ۲۵ رمضان ۱۰۳۸ھ (۸ مئی ۱۶۲۹ھ) کو، جب کہ اس کی عمر کا ۱۵ واں سال تھا، پڑھا ، اور دوسری بار نوشہرہ میں ۲۵ ذی قعدہ ۱۰۴۵ھ (۲۱ اپریل ۱۶۳۹ھ) کو اس کا مطالعہ کیا ۔ اس وقت اس کی عمر ۲۱ سال ۹ ماہ کی تھی ۔

ص ۱۷ سط ۱۲ ۔ " عرش منزل " سے مراد عالمگیر ثانی والد شاہ عالم ہیں ۔ عماد الملک نے انہیں دھوکے سے کوٹلہ فیروز شاہ میں قتل کرا دیا تھا ، جیسا کہ ص ۵ پر گزر چکا ہے ۔

ص ۱۷ سط ۲۲ ۔ " سلیمان شکوہ " شاہ عالم کے بیٹے تھے ۔ غلام قادر خان نے جس دن بادشاہ کو اندھا کیا تھا ، اس کے دوسرے دن قلعۂ معلی سے نکل کر رامپور پہنچے ۔ نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے پیش کش گزرانی ۔ ۱۲۰۵ھ (۹۱-۱۷۹۰ء) میں لکھنؤ گئے ۔ ۵ ہزار سوار اور پیدل ساتھ تھے ۔ تین مہینے شہر کے باہر فروکش رہے ۔ آخر لارڈ کارن والس کی تحریک سے انہیں آصف الدولہ نے ہاتھی پر سوار کیا اور خود خواصی میں بیٹھ اور چنور ہاتھ میں لے بڑی عزت سے شہر میں لائے ۔ ٦ ہزار روپے ماہوار جیب خرچ کے لیے مقرر ہوئے ۔

نصیرالدین حیدر کے زمانے میں ناراض ہو کر کاس گنج گئے ۔ مگر وہاں بھی صحبت برار نہ ہونے کے باعث آگرہ چلے گئے ۔ اور ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ (۲۴ فروری ۱۸۳۸ھ) کو وہیں انتقال کیا ۔ سکندرہ (آگرہ) میں اکبر اعظم کے مقبرے کے اندر دفن ہوئے ۔

سلیمان شکوہ بڑے علم دوست اور ہنر پرور شاہزادے تھے ۔ دلی سے جو شاعر بھی لکھنؤ گیا ، اس نے پہلے انہیں کے دامن قدر دانی میں پناہ لی ۔ چنانچہ مصحفی و انشا وغیرہ سب اسی زمرے میں شامل ہیں ۔ شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی ۔ دلی میں شاہ حاتم سے اصلاح لیتے تھے ۔ لکھنؤ پہنچ کر ولی اللہ محب، شاگرد سودا، مصحفی اور انشا سے علی الترتیب مشورۂ سخن کیا ۔ ملاحظہ ہو بیل : ۳۹۰، گل رعنا : ۲٦۴ حاشیہ ۔

بحوالہ بیان تھا : ۴، ۷ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان شکوہ ۱۱۹۹ھ (۸۵-۱۷۸۴ء) میں دہلی سے مخفی طور پر روانہ ہو کر مرادآباد پہنچے ۔ وہاں سے رامپور آئے ، تو نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے ۴ کوس آگے بڑھ کر استقبال کیا ، اور نذر پیش کرکے بڑے اعزاز کے ساتھ قلعے میں لائے ۔ نقد و جنس ، ہاتھی ، گھوڑے ، ہتھیار اور خیمے وغیرہ پیش کش کیے ۔ چار دن شہزادے نے قیام کیا ۔ جمعے کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور خطیب کو بھاری خلعت عطا کیا اور بعد نماز گھوڑے پر سوار ہو کر بریلی کی طرف کوچ کیا ۔ نواب صاحب مع فرزندان و سرداران مشایعت کے لیے خیمے تک گئے ۔ شام کو عمر خان کے ذریعے ضیافت ارسال کی ۔ شہزادے نے نواب صاحب کے لیے خلعت بھیجا اور عمر خان کو دستار اور دو شالہ عطا کیا ۔ دوسرے دن صبح کو لکھنؤ کی طرف کوچ کردیا ۔ آصف الدولہ ایک منزل تک استقبال کے لیے آئے اور بڑی عزت کے ساتھ لے جا کر پیش کش گزرانی اور جداگانہ محل اقامت کے لیے طے کرکے ٦ ہزار روپے ماہانہ ضروری اخراجات کے لیے مقرر کردیا ۔

ص ۱۸ سطر ۱۸ - « میر لطیف » عبرت نامۂ خیرالدین : ۴۰ الف ، ریکلن : ۱۱۴ اور تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب کا بیان فراق کے برخلاف ہے کہ محمد بیگ خان کے بھتیجے اسمعیل بیگ خان نے محمد شفیع خان کے پہلو میں پیش قبض مارا تھا ، جس سے اس کی موت واقع ہوئی ۔

ص ۱۹ سطر ۱۴ - « در ایام حکومت اشرف الدولہ » - ولی عہد کے دہلی سے چھپ کر لکھنؤ پہنچنے کی داستان عبرت نامہ : ۹۵ بعد ، واقعات اظفری : ۵۷ الف بعد اور تاریخ اودھ : ۳، ۲۵۴ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے ۔ تنقیح میں بھی یہ اہم واقعہ ضرور بیان ہوا ہوگا ۔ مگر سوء اتفاق سے ہمارا نسخہ یہاں پہنچ کر ناقص ہو گیا ہے ، اس لیے اس کے بیان کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی ۔

ایک بات یہ ظاہر کردینی گئی ہے کہ تاریخ اودھ میں عبرت نامۂ مفتی کے بیان کا ترجمہ لکھا گیا ہے، مگر کسی غلط فہمی کی بنا پر عبرت نامۂ کی جگہ تاریخ تیموریہ کے نام سے اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔

دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ مولف تاریخ اودھ نے جلد مذکور کے صفحہ ۲۹۶ پر وقائع عالمشاہی کے مصنف پر اعتراض کیا ہے کہ اس نے اس واقعے کو سلیمان شکوہ کے متعلق لکھ دیا ہے۔

دراصل یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ وقائع میں اس واقعے کو ولی عہد سلطنت مفتی کے متعلق بتایا گیا ہے۔ مولف تاریخ اودھ کو سہو یا غلط فہمی سے یہ خیال ہو گیا کہ وقائع میں اس جگہ سلیمان شکوہ کا ذکر ہے۔

ص ۹۱ سطر ۲ ۔ "مکرم الدولہ علی اکبر خان بہادر" عبرت نامہ: ۵۹ ب، مجموعہ نغز: ۱/۶۷، طبقات شعرای ہند: ۲۸۲ اور خمخانہ: ۲۸۵ میں ان کا پورا نام "مکرم الدولہ سید اکبرعلی خان بہادر مستقیم جنگ" لکھا ہے۔

یہ نیک سیرت، خوشرو اور رنگیں طبع رئیس تھے۔ تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی۔ علم موسیقی میں بھی اچھا دخل تھا۔

شعرای ریختہ کا ایک نہایت عمدہ تذکرہ چالیس تذکروں سے مدد لے کر مرتب کیا تھا۔ ایک اردو مثنوی "نلدمن"، ایک اردو دیوان اور ایک فارسی دیوان بھی یادگار چھوڑا تھا۔ مگر اب ان میں سے کوئی کتاب نہیں ملتی۔

طبقات شعرای ہند میں تخمیناً سنہ ۱۲۲۸ھ میں انتقال بتایا ہے، جو ۱۸۱۳ء کے مطابق ہے۔ خمخانہ میں ۱۸۰۳ء تاریخ وفات لکھی ہے جو ۱۲۱۸ھ کے مطابق ہے۔

لکن ہو بہو میرے نسخہ کی رائے صحیح ہے اس لیے کہ مجموعۂ نغز مصنفۂ ۱۲۲۱ھ میں یہ لکھا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا جو اکبرعلی خاں کا انتقال ہو گیا - اگر وہ ۱۲۲۸ھ میں فوت ہوا ہوتا ، تو مجموعۂ نغز میں انتقال کا ذکر آنا ممکن نہ تھا ، الا یہ کہ اتنا حصہ بعد کا اضافہ ہوتا ، جس کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے - میرا خیال یہ ہے کہ کتاب خانۂ رامپور کے نسخۂ طبقات شعرا کے کاتب سے غلطی ہوئی جو اس نے ۱۲۱۸ھ کو ۱۲۲۸ لکھ دیا ہے ۔

تنقیح : ۲۶۲ ب الف میں سنہ ۱۱۷۰ھ کے تحت لکھا ہے کہ ۲۵ شعبان کو شاہ عالم نے اکبر علی خان کو جو میرزا اکبرشاہ کے ماما تھے ، نیابت خانساماں کا عہدہ عطا کیا - اس میں مصنف سے سہو ہو گیا ہے - اکبر علی خان کا کوئی رشتہ اکبرشاہ سے نہ تھا ، بلکہ وہ جہاندار شاہ کے حقیقی ماموں تھے - چنانچہ مذکورۂ بالا تذکروں کے ماسوا تاریخ مظفری ۲۰۸ الف میں بھی تحریر ہوا ہے - اسی تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکبرعلی خان کا قیام نواب عمدۃ الملک امیرخان انجام تخلص کے محل میں تھا -

ص ۲۰ سطر ۳ - " تغلق سلطان بیگم " - فراق سے خطاب کے لکھنے میں غلطی ہوئی ہے - دراصل ان کا خطاب قتلق یا قتلغ ، سلطان بیگم تھا- ملاحظہ ہو واقعات اظفری : ۱۲ الف و ب و ۵ ب ، مرآت آفتاب نما : ۳۶۹ الف ، عماد : ۱۷۰ ، نشترعشق : ۱۸۲ بعد مجموعۂ نغز : ۱۸۷/۱، طبقات شعرای مولوی کریم الدین : ۱۹۵ -

یہ واضح رہے کہ قتلق اور قتلغ میں کوئی معنوی فرق نہیں ہے - ترکی میں ق اور غ کا باہم بدل ہوا کرتا ہے - یہی اصول اس اختلاف میں کار فرما ہے -

ص ۲۰ سطر ۹ - " مولوی فخرالدین " - واقعات دارالحکومۃ دهلی : ۲/۶۲۴ میں لکھا ہے کہ آپ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی کے صاحبزادے تھے ، اور ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء) میں مقام اورنگ آباد پیدا

ہوئے ۔ باپ کا سلسلۂ نسب شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تک اور ماں کا حضرت سید محمد گیسو دراز تک پہنچتا ہے ۔

مولانا نے تحصیل علم ظاہر کرکے اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی ' اور آخری دور کے چشتی بزرگوں میں علم و فضل اور زہد و تقوی کے لحاظ سے ممتاز ترین شخصیت اور اثر کے مالک ہوئے ۔ تصنیفات میں نظام العقائد مشہور فارسی رسالہ ہے ۔ لیکن آپ کی عالمانہ تحقیق پر مشتمل جو کتاب ہے ' وہ « فخر الحسن » نام سے موسوم ہے ۔ اس میں ازروی علم رجال یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری کا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے استفادہ ایک تاریخی واقعہ ہے ۔ یہ کتاب رامپور کے کتاب خانے میں بھی موجود ہے ۔

آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۱۹۹ھ (۷ مئی ۱۷۸۵ء) کو دھلی میں انتقال کیا ' اور مہرولی میں خواجہ صاحب کی درگاہ کے دروازے کے پاس مسجد کے پیچھے دفن کیے گئے ۔

مولانا نصیرالدین عرف کالے صاحب ان کے پوتے تھے ' جن کا تذکرہ شاہ ظفر اور میرزا غالب کے حالات میں آتا ہے ۔

ملاحظہ ہو مفتاح ۔ ۳٦' بیل : ۱۲۷' تواریخ عجیبہ : ۲۹۱ ب ببعد و تذکرہ ہای صوفیای چشتیہ ۔

ص ۲۰ سطر ۱۰ ۔ « تحت الحنک » ۔ یہ عربی کا فقرہ ہے ۔ « تحت » کے معنی نیچے اور « حنک » بفتح حا و نون کے معنی ٹھوڑی کا نچلا حصہ « تحت الحنک » پگڑی کے اس حصے کو کہتے ہیں ' جو نماز کی حالت میں ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دوسری طرف پگڑی میں باندھ لیتے ہیں ۔ یہاں فراق کا مطلب « ڈھاٹا باندھ لینا » ہے ' تاکہ دیکھنے والے صورت نہ پہچان سکیں ۔

ص ۲۰ سطر ۱۲ - « فیض نہر » - واقعات دارالحکومۃ دھلی : ۲۲۵؍۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی نہر عام طور پر « نہر سعادت خان » کہلاتی تھی - یہ سعادت خان کون تھے ' اور ان کے نام پر یہ نہر کیوں مشہور ہوئی ' اس کا پتا کچھ نہیں چلتا -

یہ نہر ۶۹۱ھ (۱۲۹۱ء) میں فیروز شاہ خلجی کے عہد حکومت میں خضرآباد سے سفیدون تک ' جہاں شاہی شکارگاہ تھی ' کھولی گئی تھی - ۹۶۹ھ (۶۲-۱۵۶۱ء) میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دھلی نے مرمت کرا کے اس کا نام « نہر شہاب » رکھا -

۱۰۴۸ھ (۳۹ - ۱۶۳۸ء) میں شاہ جہان نے پھر اس کی مرمت کرائی اور سفیدون سے قلعۂ معلی تک بڑھا دیا - (تاریخ ھندی : ۲۰۷ ب و واقعات) پھر ۱۸۲۰ء میں حکومت انگریزی کی جانب سے مرمت ہوئی اور بعد ازاں حفظان صحت کے اصول کے پیش نظر پاٹ دی گئی -

ص ۲۰ سطر ۱۸ - « حمایت سنگھ » - عبرت نامہ : ۶۲ الف میں « جیت سنگھ » نام لکھا ہے اور اسے موضع صدامن کا فوجدار بتایا ہے -

ص ۲۰ سطر ۲۰ - « فیض اللہ خان زمیندار رامپور » سے مراد نواب سید فیض اللہ خان بہادر پسر نواب سید علی محمد خان بہادر بانی ریاست روھیل کھنڈ ہیں -

آپ ۱۱۴۶ھ (۳۴ - ۱۷۳۳ء) میں پیدا ہوئے - عہد نامۂ لال ڈانگ کے بعد ' جو رجب ۱۱۸۸ھ (ستمبر ۱۷۷۴ء) میں مرتب ہوا تھا ' رامپور کی ریاست کے باضابطہ والی مقرر ہوئے - ۲۰ برس حکومت کرکے پنجشنبہ ۱۷ ذی حجہ ۱۲۰۸ھ (یکم جولائی ۱۷۹۴ء) کو ۶۳ برس ۷ مہینے ۵ دن کی عمر میں انتقال کیا - یہ تاریخ انتقال خلیفہ معظم نے جنگ نامۂ دو جوڑا میں نظم کی ہے - امیر مینائی مرحوم انتخاب یادگار میں پنجشنبہ ۱۸ ذی حجہ لکھتے ہیں -

نواب صاحب بڑے پرہیزگار، رحم دل، قدردان علم و فضل اور سیاستداں حاکم تھے۔ ان کے عہد حکومت میں رامپور علما و مشائخ اور دوسرے اہل کمال کا ملجا و ماوی بن گیا تھا۔ حافظ رحمت خاں کی شہادت کے بعد جو روہیلہ سردار بھی رامپور آگیا، اس کو خاطرخواہ تنخواہ دے کر اپنے یہاں بسالیا۔ بحرالعلوم مولانا عبدالعلی فرنگی محلی اور شاہ عبداللہ بغدادی رحمۃاللہ علیہما کی پالکیوں کو کاندھا لگاکر شہر کے باہر سے لانا اس متقی رئیس کی زندگی کے مشہور واقعات میں سے ہے۔ میرضیاء الدین عبرت دھلوی، غلام علی عشرت بریلوی جنہوں نے پدماوت (اردو) لکھی ہے، اور اردو زبان کا بہت بڑا شاعر قائم چاندپوری اور دوسرے بہت سے ادیب انہیں کے عہد حکومت میں رامپور آئے اور رہے۔ مفصل حالات کے لیے انتخاب یادگار امیر مینائی اور اخبار الصنادید ج اول ملاحظہ ہو۔

ص ۲۰ سطر ۲۱ - « رامپور » جام جہاں نما: ۲ء۶ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ سات دن تک رامپور میں مقیم رہا تھا۔

ص ۲۱ سطر ۱ - « بریلی » - جام جہاں نما میں خواجہ عین الدین کو آصف الدولہ کی جانب سے بریلی کا حاکم بتایا ہے اور اسی کے نذر پیش کرنے کا ذکر کیا ہے۔

ص ۲۱ سطر ۲ - « راجہ صورت سنگھہ » - یہ نواب شجاع الدولہ کا بڑا معتمد اور معتبر دیوان تھا۔ آصف الدولہ تخت نشیں ہوئے اور مختار الدولہ کی کمان بڑھی، تو صورت سنگھہ کو « مہاراجہ بہادر » خطاب اور خلعت دیکر محمد بشیرخاں کی جگہہ فوجدار مقرر کیا گیا۔ (عماد: ۱۲۲، تاریخ اودھ: ۳، ۶۶، عبرت نامہ: ۶۲)

الیٹ: ۸، ۲۴۴ و ۳۴۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں صورت سنگھہ اس خدمت سے برطرف کردیے گئے تھے۔ تاریخ اودھ: ۳، ۱۴۴ میں لکھا ہے کہ امیرالدولہ حیدربیگ خاں اس کی برطرفی کا باعث ہوا تھا۔

ص ۲۱ سطر ۲ - ” جگن ناتھ “ صاد : ۱۰۲؛ اور تاریخ اودھ : ۲/۹۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار الدولہ نے اسے راجہ کا خطاب دلا کر آصف الدولہ کا دیوان مقرر کرا دیا تھا ۔

ص ۲۱ سطر ۶ - ” ہسٹنگس بہادر “ فراق نے آئندہ تین جگہ (صفحہ ۵۳، ۷۵، ۱۱۳) اس نام کو ” ہشٹین “ لکھا ہے، جو اس عہد کی فارسی تحریروں میں بالعموم استعمال ہوتا رہا ہے ۔ بعض اصحاب اس نام کو غلطی سے ” ہشلن “ پڑھ لیا کرتے ہیں ۔

ہسٹنگس یا ہشٹین سے مراد ہندوستان کا بدنام گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) ہے ۔ ۹ اکتوبر ۱۷۷۴ء (شعبان ۱۱۸۸ھ) میں گورنر جنرل مقرر ہوا تھا ۔ فروری ۱۷۸۵ء (ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ) میں انگلستان واپس بلا لیا گیا ۔ سرکار کمپنی کے مفاد کے خلاف کارروائیاں کرنے کے الزام میں فروری ۱۷۸۸ء میں اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا ۔ ۲۲ اگست ۱۸۱۸ء کو اس نے انتقال کیا ۔ (بکلینڈ : ۱۹۳)

ہیسٹنگز کی پالیسی ہندوستانی صالح عناصر کے سدا خلاف رہی ۔ روہیلوں کو اودھ والوں سے لڑا کر تباہ کرنے میں یہی حکمت عملی کام کرتی نظر آتی ہے ۔ خود آصف الدولہ اور اس کے اخلاف بھی اس زہر سے نہ بچ سکے، اور ہیسٹنگز اور اس کے جانشینوں کے ہاتھوں اسی انجام تک پہنچ کر رہے، جو دوسری ابھرتی ہوئی ہندی طاقتوں کا ہوا تھا ۔

ص ۲۱ سطر ۱۰ - ” کپتان اسکاٹ “ ۔ اس سے جونیتھن اسکاٹ (Jonathan Scott) مراد ہے ۔ یہ وارن ہیسٹنگز کا فارسی پیشکار تھا ۔ بنگال کی رایل ایشیاٹک سوسائٹی کے قیام میں معاون و مددگار رہا ۔ تاریخ فرشتہ کے اس حصے کا مترجم بھی ہے جو دکن کی تاریخ سے متعلق ہے ۔ الف لیلہ کے فرانسیسی ترجمے سے انگریزی میں الف لیلہ کا ایک ترجمہ بھی تیار کیا تھا ۔ ان کے علاوہ اور کئی فارسی کتابوں کا بھی مترجم ہے ۔

ہندوستان کے متعدد تاریخی اور جغرافیائی کتابوں کے لکھنے والوں نے اپنے دیباچوں میں اس کا ذکر کیا ہے ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستانی اہل قلم کی بھی ہمت افزائی کیا کرتا تھا ۔

۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا ۔ ۱۷۷۲ء میں ہندوستان آیا ۔ ۱۷۷۸ء میں کپتان کا رینک پایا ۔ ۱۷۸۵ء میں انگلستان واپس گیا ۔ ۱۸۰۰ء سے ۱۸۰۵ء تک آرایم کالج میں مشرقی زبانوں کا استاد رہا ۔ ۱۱ فروری ۱۸۲۹ء کو انتقال کر گیا ۔ (بکلینڈ : ۳۷۹)

ص ۲۱ سطر ۱۳ - « دہان » یہ اودھ کا وہی قصبہ ہے جسے آج کل موہان کہتے ہیں - اردو کے مشہور غزل گو شاعر مولانا حسرت موہانی اسی قصبے کے رہنے والے ہیں ۔

ص ۲۲ سطر ۱۶ - « دربندگی طلبیدہ » ۔ تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب میں لکھا ہے کہ شاہ عالم نے افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد ہمدانی کی سرکشی کے تدارک کے لیے مہاجی سیندھیا کو مالوے سے بلایا تھا ۔

مرآت آفتاب نما : ۳٦۸ الف سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود پٹیل نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضیاں لکھی تھیں کہ حضور والا آگرے تشریف لے آئیں ، تو میں باغیوں کی سرکوبی کرنے کے لیے حاضر ہوں ۔

کین (ص ۸۰) کہتا ہے کہ افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد آگرے سے پٹیل دہلی پہنچا ، اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خدمات پیش کیں ۔

میری دانست میں ان سب بیانوں کے مقابلے میں فراق کا بیان زیادہ قرین واقعات ہے ۔ اسی کو ڈف نے تاریخ مرہٹہ : ۱۹۰۲ء میں اسکاٹ کے حوالے سے نقل کیا ہے ۔

ص ۲۳ سطر ۵ - " شانز دہم شوال المعظم " فراقی سے اس جگہ مہینے کا نام لکھنے میں چوک ہو گئی ہے - صحیح " شعبان المعظم " ہے جیسا کہ خود اسی نے صفحہ ۱۴۳ پر لکھا ہے -

مرآۃ آفتاب نما : ۳۸۰ الف میں روانگی کی تاریخ ۳ رجب لکھی ہے، مگر فراقی کے بیان کے سامنے اس کی صداقت پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا ، اس لیے کہ فراقی خود شریک سفر تھا -

ص ۲۳ سطر ۸ - " راو خوش حالی رام " تنقیح ۳۶۱/۲ ب میں اسے راجۂ جے پور کا دیوان بتایا ہے -

ص ۲۴ سطر ۱۲ - " سلیم چشتی " - آپ ہندوستان کے مشہور چشتی صوفی ہیں - جہانگیر انہیں کی دعا کا نتیجہ اور انہیں کے نام سے موسوم تھا -

شیخ سلیم ۸۸۳ھ (۱۴۷۸ء) میں بمقام دہلی پیدا ہوئے - " نجم معرفت " تاریخ ولادت ہے - خواجہ ابراہیم چشتی کے ہاتھ پر بیعت کی اور سیکری کے پاس ایک پہاڑی کو مسکن بنایا - ۲۷ رمضان ۹۷۹ھ (۱۳ فروری ۱۵۷۲ء) کو ۹۶ سال کی عمر میں انتقال کیا اور سیکری کی مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے - " شیخ ناجی " تاریخ وفات ہے -

یہ مسجد خود جناب شیخ نے ۵ لاکھ روپے کے صرف سے تیار کرائی تھی - مزار کی عمارت جہانگیر کے عہد میں بنی ہے -

نورجہان کے شوہر شیرافگن خان کے ہاتھ سے جو قطب الدین خان نامی سردار قتل ہوا تھا ، وہ ان کا بیٹا ، اور اسلام خان جو عہد جہانگیری میں بنگال کا گورنر تھا ، ان کے دوسرے بیٹے شیخ بدرالدین کا بیٹا تھا -

تاریخ محمدی : تحت سنہ ۹۷۹ھ - مفتاح : ۱۸۲ ، بیل : ۳۶۸ - ان کے علاوہ صوفیوں کے حالات پر مشتمل تذکرے اور عہد اکبری سے متعلق تاریخیں ملاحظہ کیجیے - یہاں یہ بتادینا مناسب ہوگا کہ شیخ کی عمر میں اختلاف ہے - صاحب تاریخ محمدی کی رائے یہ ہے کہ ۸۲ برس کی عمر پائی - دوسرے مورخ ۹۶ اور ۹۵ بھی بتاتے ہیں -

ص ۲۴ سطر ۲۰ - « یک لک سوار و پیادہ » ۔ فرینکلن :
نے ۳۰ ہزار کی تعداد ظاہر کی ہے ۔

ص ۲۵ سطر ۱ - « باھم گر ملاقاتہا کردہ » ۔ ڈف نے تاریخ مرہٹہ : ۱۸۲،۲ میں لکھا ہے کہ ۲۲ اکتوبر ۱۷۸۴ء (۷ ذی حجہ ۱۱۹۸ھ) کو ان دونوں سرداروں کی ملاقات ہوئی تھی ۔

فرینکلن : ۱۲۹ لکھتا ہے کہ یہ ملاقات نومبر میں ہوئی تھی ' اور اسی ملاقات کے دن سیندھیا کے چلے آنے کے بعد زین العابدین خان نے افراسیاب خان کو قتل کرایا ۔

ص ۲۵ سطر ۵ - « ھفدھم ذی حجہ سال مذکور » یہ تاریخ مطابق ہے یکم نومبر ۱۷۸۴ء کے ۔

ص ۲۵ سطر ۱۴ - « مدھو بیگ » ۔ فرینکلن : ۱۲۹ میں بھی یہی نام بتایا گیا ہے ۔ تاریخ ہری : ۱۳۰ الف میں « ملازم زین العابدین خان » لکھا ہے ۔ تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل نے زین العابدین خان کے حکم سے افراسیاب خان کی ملازمت کرلی تھی ۔

ص ۲۶ سطر ۱۷ - « علی گڈھ » فرینکلن : ۱۱۸ میں ہے کہ افراسیاب خان نے مجدالدولہ کو اکبرآباد کے قلعے میں قید کردیا تھا۔ تاریخ فرخ آباد ۱۲۵ الف بھی اسی کی موید ہے کہ ۱۱۹۰ھ سے اس کا قیدخانہ اکبرآباد تھا ۔ مگر فرینکلن نے ص ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ قلعہ دار میرٹھہ سے ساز باز کرکے مجدالدولہ اپنے داماد غلام قادر سمیت قید سے نکل خدمت شاہ میں حاضر ہوگیا ' جس کا یہ مطلب ہے کہ ان کا قیدخانہ علی گڈھ کی جگہ میرٹھہ کا قلعہ تھا ۔

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ افراسیاب خان کول اور سکندرہ کے اضلاع کا جاگیردار تھا ۔ اس حالت میں قلعہ دار میرٹھہ کے پاس مجدالدولہ کو قید کرنے کے معنی سمجھہ میں نہیں آتے ۔ وہ اکبرآباد میں مقید ہوتا تو یہ افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد کا واقعہ ہے ' جیسا کہ خود فراق نے آئندہ لکھا ہے ۔

[illegible] ہے کہ یہاں فرینکلن سے غلطی ہو گئی ہے اور اس نے غلطی سے [illegible] کے بجائے بیٹھ لکھ دیا ہے۔

ص ۲۶ سطر ۲۸ - " شجاع دل خان " مرآت آفتاب نما : ۳۹۶ الف میں " شجاعت دل خان " ہے - چونکہ فرینکلن : ۱۲۱ میں بھی وہی نام لکھا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منو لال کے شاہ عالم نامہ میں بھی اسی طرح ہوگا جو فرینکلن اور فراتی ہر دو کا اہم ماخذ ہے۔

مرآت آفتاب نما : ۳۸۶ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۶ جلوس میں شجاع دل خان نے آگرے کا قلعہ پٹیل کے حوالے کر دیا۔ پٹیل نے اسے اور افراسیاب خان کے بھائی جہانگیر خان کو گوالیار کے قلعے میں قید کر دیا۔

ص ۲۶ سطر ۲۰ - " بحضورش نیاورد " - فرینکلن ۱۲۱ میں صراحت کی ہے کہ مجدالدولہ قطب الدولہ کے ساتھ حضور شاہ میں حاضر ہوا تو شجاع دل خان نے راجہ دیا رام کی مدد سے بادشاہ کو اس پر آمادہ کیا کہ اسے دربار میں جگہ نہ دیں، مگر بادشاہ نے ایک نہ مانی اور ناراض ہو کر مجدالدولہ کے ہمراہ دہلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

ص ۲۷ سطر ۱ - " مطمئن بودند " فرینکلن کا بیان اس کے برخلاف ہے۔ وہ یہ بتاتا ہے (ص ۱۲۲) کہ بادشاہ نے اپنے بال بچے اس لیے شجاع دل خان کی زیر حفاظت چھوڑے تھے کہ اسے بادشاہ کے متعلق سوء ظن نہ پیدا ہو جائے۔

ص ۲۷ سطر ۶ - " بیست و نہم ذی حجہ " - یہ ۱۴ نومبر ۱۷۸۴ء کے مطابق ہے۔

ص ۲۷ سطر ۹ - " میرزا جنگلی " ان کا پورا نام مع خطاب وحیدالدولہ مبارز الملک میرزا شجاعت علی خان بہادر ظفر جنگ " ہے۔ نواب آصف الدولہ کے انتقال پر ابراہیم بیگ افسر توپخانہ اور عبدالرحمن خان

قندھاری کے بھروسے پر منصب وزارت کی امید باندھ کر بہو بیگم صاحبہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ میرا ساتھ دیں تو حکومت مستحکم ہو جائے ۔ مگر وہ راضی نہ ہوئیں اور انہیں اس ارادے سے باز رہنا پڑا ۔ (عماد : ۱۶۶، تواریخ اودھ : ۱۳۰،۱ ۔)

نواب سعادت علی خان برسر اقتدار آئے تو انہیں لکھنؤ چھوڑنا پڑا ۔ یہاں سے نکل کر یہ میرزا نجف خان کے لشکر میں پہنچے ۔ میرزا کے بعد افراسیاب خان کے ساتھ رہے ۔ اس کے مارے جانے کے بعد پٹیل کا ساتھ دیا ۔ بعد ازاں لکھنؤ واپس گئے ، اور کچھ دن گزار کر عظیم آباد (پٹنہ) کا رخ کیا ، اور وہیں سپرد خاک ہو گئے ۔

نواب امین الدولہ معین الملک میرزا جلیل الدین خان بہادر ناصر جنگ عرف میرزا مینڈھو ، جن کا ذکر فراق کے یہاں صفحات ۸۴ و ۸۵ پر آیا ہے ، میرزا جنگلی کے چھوٹے بھائی ہیں ۔ یہ لکھنؤ سے لے کر عظیم آباد تک ہر جگہ بھائی کے ساتھ ہی رہے ۔ (تاریخ اودھ : ۲۰۵،۲ و ۱۵۰،۳ ۔)

ص ۲۷ سطر ۱۵ ۔ ھ دو شنبہ غرہ محرم ۹ ۱۰ ھ ۱۵ نومبر ۱۸۴ء کے مطابق ہے ۔

الحمد للہ کہ پہلے دفتر کی تشریحات ختم ہو گئیں ۔

اشاریہ

۱۔ اشخاص و اقوام

(الف)

(ب)

(بھ)

(پ)

(ت)

(ٹ)

(ث)

(ج)

(ذ)

(ر)

(ز)

(س)

(ش)

(غ)

(ف)

(ق)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(ن)

(ی)

۲۔ مقامات و دریا

(الف)

(ب)

(پ)

(ع)

(غ)

(ف)

(ق)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(ن)

(ہ)

۳- کتب